

## اظہارِ تشکر

منتظم مطبوعہ

اسما خالد

اداریہ

ڈاکٹر مشتاق اے خان

تجزیہ

اسما خالد (حقیقی پیداوار کا شعبہ، ادائیگیوں کا توازن اور خصوصی سیکشن)، ڈاکٹر ندیم حنیف (گرائی)، فاطمہ خالق (نچی شعبے کا قرضہ اور خصوصی سیکشن) محمود الحسن خان (زری شعبہ)، محب کمال اعظمی (مالیات)، محمد اکمل (تجارت)، محمد فاروق عاربی (بیرونی شعبہ)، صباحت (بڑے پیمانے کی اشیا سازی)، سیدہ خرم جعفری (مالیات اور قرضہ)، سید ساجد علی (زراعت)، سید ذوالقرنین حسین (زری مجموعے) اور وسیم فضل الرحمن (محاصل)۔

شعبہ اقتصادی پالیسی جائزہ، پبلی کیشن جائزہ کمیٹی، بورڈ آف ڈائریکٹرز (ایس بی پی)، شعبہ تحقیق اور شعبہ شماریات کا شکر گزار ہے جنہوں نے قابل قدر مشورے فراہم کیے۔

quarterly.report@sbp.org.pk

تبصرے اور سوالات کے لیے:

ترجمہ طیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی  
منصور احمد

ترتیب و آرائش

ذیشان سلیمان

## سینٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز

قائم مقام گورنر و چیئرمین

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

رکن

کارپوریٹ سیکرٹری

جناب اشرف محمود و تھرا

ڈاکٹر وقار مسعود خان

مرزا قمر بیگ

جناب محمود مانڈوی والا

جناب شاہد احمد خان

جناب ایم نواز ٹوانہ

جناب اسکندر محمد خان

خواجہ اقبال حسن

جناب محمد ہدایت اللہ

جناب ظفر مسعود

محترمہ سحر بابر

ترجمہ طیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی  
منصور احمد

ترتیب و آرائش

ذیشان سلیمان

## فہرست

1	عمومی جائزہ	1-1
1	معاشی جائزہ	1.1
9	جانچ اور امکانات	1.2
13	حقیقی پیداوار کا شعبہ	2-1
13	عمومی جائزہ	2.1
14	زراعت	2.2
16	بڑے پیمانے کی اشیا سازی	2.3
20	خدمات	2.4
22	خصوصی سیکشن 2.1: توانائی کے متبادل ذرائع	
29	زری پالیسی و گرانہ	3-1
29	عمومی جائزہ	3.1
31	زری مجموعے	3.2
35	نچی شعبے کا قرضہ	3.3
37	گرانہ	3.4
43	مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	4-1
43	مالیاتی سرگرمیاں	4.1
45	محاصل	4.2

47	باکس 4.1: مالی سال 14ء میں متعارف کردہ ٹیکس اصلاحات
48	4.3 اخراجات
50	4.4 سرکاری قرضہ
	باکس 4.2: پاکستان میں شرح سود کی حرکت پذیری اور
53	سرمایہ جاتی رقوم کی آمد

55	5- بیرونی شعبہ
55	5.1 عمومی جائزہ
57	5.2 جاری کھاتہ
	باکس 5.1: بی پی ایم 6 کے مطابق ادائیگیوں کے توازن کے اہم
59	زمرے اور ان کی تشریح
59	5.3 مالی کھاتہ
63	5.4 ذخائر اور شرح مبادلہ
65	5.5 تجارتی کھاتہ
71	ضمیمہ: اعداد و شمار کی توثیق
75	فہرست اصطلاحات

## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان  
کراچی  
27 فروری 2014ء

محترم چیئرمین،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2013-14ء پیش خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

(اشرف محمود تھرا)

گورنر (قائم مقام)

سید نیر حسین بخاری

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان  
کراچی  
27 فروری 2014ء

محترم اسپیکر،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2013-14ء پیش خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

(اشرف محمود تھرا)

گورنر (قائم مقام)

سردار ایاز صادق

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد



# 1 عمومی جائزہ

اس رپورٹ میں درج تجزیہ پہلی سہ ماہی کے آخر تک کا ہے، اس میں جولائی تا ستمبر 2013ء کی مدت کا احاطہ کیا گیا ہے اور امکانات کا تجزیہ شامل ہے۔

## 1.1 معاشی جائزہ

مالی سال 13ء ختم ہوا تو پاکستانی معیشت کے لیے مثبت صورت حال تھی: جون 2013ء میں سیاسی انتقال اقتدار ہموار انداز میں ہوا اور نئی حکومت نے توانائی کے مسائل کو، جن کی بنا پر گزشتہ چند برسوں میں نمو کم رہی تھی، پالیسی کا مرکز و محور بنانے کا عندیہ ظاہر کیا۔<sup>1</sup> علاوہ ازیں کئی دیگر عوامل کی وجہ سے م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں معیشت کو بحالی کے راستے پر لاکھڑا کیا۔ ان میں یہ عوامل شامل ہیں: پچھلے چند برسوں میں صنعتی شعبے کا ایندھن کے متبادل ذرائع اپنانا، نئے آئی ایم ایف پروگرام کے لیے مذاکرات کی ابتدا، پورے م س 13ء کے دوران عمومی گرانی کا ایک ہندسی رہنا اور م س 13ء میں ڈسکاؤنٹ ریٹ میں 300 بی پی ایس کی کمی، جس سے اشیا سازی کے قرضوں میں کچھ تیزی آئی، اس کے علاوہ حکومت کا واپسی قرض کا بوجھ کم ہوا۔<sup>2,3</sup> تاہم جوں جوں م س 14ء آگے بڑھا، معیشت کی ساختی کمزوریوں نے اپنے اثرات مرتب کرنا شروع کر دیے اور معاشی بحالی کی پائیداری کے حوالے سے تشویش ابھرنے لگی۔

چونکہ سال کے آغاز میں معاشی اظہار یہ سازگار تھے اس لیے م س 14ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو میں کچھ اضافہ دکھائی دیا۔ پہلی سہ ماہی کی نمو کے تخمینے توقعات سے تجاوز کر گئے: م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کی صرف 2.9 فیصد نمو اور پورے سال کے ہدف 4.4 فیصد کے مقابلے میں م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جی ڈی پی نمو 5.0 فیصد رہی (جدول 1.1)۔ توقع کے مطابق صنعت اور خدمات نمو کے اہم محرکات تھے جبکہ زراعت نے ہدف سے کم کارکردگی دکھائی۔<sup>4</sup>

ہوائی کے وقت زراعت نے پانی کی قلت اور زرعی اشیا (خصوصاً کپاس) کی کم قیمتوں کے باعث پست کارکردگی کا مظاہرہ کیا جس سے زیر کاشت رقبہ کم ہو گیا۔ اس کے علاوہ کٹائی کے موسم سے قبل کیڑوں کے حملوں اور موسلا دھار بارشوں نے بھی کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچایا (باب 2)۔ جب تک تفصیلی معلومات دستیاب نہ ہوں، خدمات کے بارے میں کوئی اہم استنباط نہیں کیا جاسکتا تاہم توانائی کی رسد میں بہتری اور استعداد کے استعمال میں اضافہ صنعتی شعبے کی وسیع البیاد بہتری کے ذمہ دار عوامل تھے۔ کھاد کا شعبہ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا

1 یہ عندیہ جون 2013ء کے دوران گردشی قرضے کے جزوی تصفیے اور 60 دن کے اندر مکمل تصفیے کے وعدے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

2 م س 13ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران سودی ادائیگیاں کم ہو کر 218.8 ارب روپے رہ گئیں جبکہ م س 12ء کی چوتھی سہ ماہی میں 264.5 ارب روپے تھیں۔ توقع تھی کہ شرح سود میں کمی سے م س 14ء کے دوران سودی ادائیگیوں پر سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تیزی سے اضافے کی بنا پر آنے والا دباؤ کچھ کم ہو جائے گا۔

3 م س 13ء میں اشیا سازی کے شعبے کے قرضے 58.9 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ پچھلے سال صرف 4.5 ارب روپے بڑھے تھے۔

4 پاکستان دفتر شماریات نے اب تک صرف سہ ماہی جی ڈی پی میں نمو کے اعداد و شمار جاری کیے ہیں اور نامیہ اور حقیقی جی ڈی پی کا حجم ابھی تک جاری نہیں کیا گیا۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار			
س-1، م-1، 14ء	م-14ء	س-1، م-13ء	س-1، م-14ء
شرح نمو (فیصد)			
5.0	4.4	2.9	حقیقی جی ڈی پی
6.3	4.0	0.5	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
8.1	8.0	9.1	صارف اشاریہ قیمت (مدت کا اوسط) <sup>1</sup>
-0.5	لاگو نہیں ہوتا	-2.5	نئی شعبے کا قرضہ
0.2	لاگو نہیں ہوتا	0.7	رشد زر (زر)
ارب ڈالر			
481.0 <sup>3</sup>	2,475.0	411.0	ٹیکس حاصل (ایف بی آر)
9.8	لاگو نہیں ہوتا	14.9	مجموعی سیال ذخائر
3.9	15.1	3.6	کارکنوں کی ترسیلات
0.2	2.1	0.1	پاکستان میں براہ راست سرمایہ کاری
-1.2	-2.9	0.4	جاری کھاتے کا توازن
فیصد جی ڈی پی			
-1.1	-6.3	-1.2	مالیاتی توازن
تختینہ: 14-2013ء کے سالانہ منصوبے میں حکومت کا مقرر کردہ ہدف			
1 سہ ماہی کے لیے صارف اشاریہ قیمت کے اشاریے کے اوسط میں سال ہلال نمو			
2 14-2013ء کے سالانہ منصوبے میں مذکورہ پورے سال کے جی ڈی پی تختینوں پر مبنی			
3 یہ نظر ثانی شدہ عدد ہے جو ایف بی آر کے سہ ماہی جائزہ برائے جولائی تا ستمبر 2013ء میں بتایا گیا ہے۔ وزارت خزانہ نے ایف بی آر ٹیکس وصولی کے لیے اپنے مذکورہ مدت کے مالیاتی کارروائیوں کے اعداد و شمار میں عبوری عدد (468.5 ارب روپے) دیا ہے۔			
ماخذ: بینک دولت پاکستان، فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور پاکستان دفتر شماریات			

جدول 1.2: بیرونی ادائیگیاں بطور فیصد سیال زرمبادلہ ذخائر *			
فیصد			
س-1، م-12ء	س-1، م-13ء	س-1، م-14ء	س-1، م-14ء
-22.8	-23.7	-38.5	تجارتی توازن
-7.3	2.9	-10.9	جاری کھاتے کا توازن
0.6	3.1	7.9	آئی ایم ایف قرضے کی واپسی
4.7	7.3	16.3	مجموعی بیرونی قرضے کی واپسی
* دوران سہ ماہی بطور عدم توازن، آغاز سہ ماہی پر ملک میں مجموعی سیال زرمبادلہ کے ذخائر کے فیصد کے لحاظ سے محسوب			
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

سازی کی 35 فیصد نمو کا تنہا باعث بنا۔ اس تیزی کا سبب گیس کی بہتر دستیابی ہے جبکہ فولاد کے معاملے میں استعداد میں اضافہ اور متبادل ایندھن کا بندوبست اہم تر عناصر تھے (باب 2)۔ مزید برآں، بین الاقوامی بازار میں پام آئل کی پست تر قیمتوں نے ملکی خوردنی تیل کے شعبے کی مدد کی۔

صنعتی شعبہ بحال ہوا تو درآمدات کے دباؤ نے پھر سرابھارا خصوصاً سرمایہ جاتی اشیا اور خام مال کے سلسلے میں۔ خاص طور پر پیٹرولیم، مشینری اور دھات کی درآمد بڑھی رہی جس سے م-13ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں م-14ء کی پہلی سہ ماہی میں تجارتی خسارہ 0.6 ارب ڈالر بڑھ گیا۔ جاری کھاتے پر مزید دباؤ م-14ء کی پہلی سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم میں تاخیر سے پڑا۔ م-13ء کی پہلی سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت ادائیگیوں کے باعث جاری کھاتے کا خسارہ فاضل میں بدل گیا تھا۔<sup>5</sup> نتیجتاً م-14ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے میں 1.2 ارب ڈالر کا خسارہ درج کیا گیا جبکہ م-13ء کی پہلی سہ ماہی میں 0.4 ارب ڈالر کا فاضل درج ہوا تھا۔ اس صورت حال کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو اس خسارے کی وجہ سے سہ ماہی کے آغاز پر دستیاب سیال زرمبادلہ ذخائر کا 10.9 فیصد حصہ صرف ہوا (جدول 1.2)۔ اگرچہ کارکنوں کی ترسیلات زر میں 9.1 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی تاہم یہ اتنی نہیں کہ دوسری مدوں میں زرمبادلہ کی کمی کا فرق پورا ہو جاتا (باب 5)۔

<sup>5</sup> م-13ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے میں 0.4 ارب ڈالر کا فاضل درج کیا گیا۔ تاہم اتحادی سپورٹ فنڈ کو منہا کر کے کھاتے میں 0.7 ارب ڈالر کا خسارہ ہوا۔

آمد رقوم سے بھی مدد نہ ملی۔ بیرونی قرضے کی واپسی نئی رقوم سے بدستور متجاوز رہی اور بیرونی سرمایہ کاریاں ابھی تک دور ہیں۔ چنانچہ ملک کے زر مبادلہ کے ذخائر پر دباؤ پڑا اور ان میں دوران سہ ماہی 1.2 ارب ڈالر کی کمی آئی۔ اس دوران حکومت توسیعی فنڈ سہولت کے لیے آئی ایم ایف سے مذاکرات کر رہی تھی، جو آئی ایم ایف ایس بی اے کی واپسی اور تقریباً نہ ہونے کے برابر بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی بنا پر ضروری ہو گیا تھا۔ اس پروگرام کے لیے پیشگی اقدام کے طور پر اسٹیٹ بینک نے جولائی اور اگست 2013ء میں اپنے ذخائر بڑھانے کے لیے بین الینک منڈی سے 125 ملین ڈالر خریدے۔ اسٹیٹ بینک کے خالص عالمی ذخائر (این آئی آر) سہ ماہی کے اواخر میں 3.2- ارب ڈالر تھے جو آئی ایم ایف کے ساتھ ملے شدہ 2.9- ارب ڈالر کے ہدف سے کم تھے۔<sup>6,7</sup>

م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر 6.0 فیصد کم ہو گئی جبکہ پچھلے سال کی پہلی سہ ماہی میں صرف 0.3 فیصد کم ہوئی تھی۔ زیادہ بڑے بیرونی خسارے اور اسٹیٹ بینک کی بین الینک منڈی سے زر مبادلہ کی خریداری کے علاوہ بازار کے منفی احساسات سے بھی روپے پر دباؤ پڑا۔ جب آئی ایم ایف نے ستمبر 2013ء میں تفصیلی لیٹر آف انٹینٹ جاری کیا تو بازار نے این آئی آر کے اہداف پورے کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کی جانب سے زر مبادلہ کی آئندہ خریداریوں پر توجہ مرکوز کی۔ اس سے 26 ستمبر 2013ء کو بین الینک شرح 110.5 کی ریکارڈ بلندی پر پہنچ گئی اور اسی روز 105.35 پر بند ہوئی (باب 5)۔ ایک ہی دن میں اس عظیم الظہیر اتار چڑھاؤ کا سبب تیل کی مد میں ایک بھاری ادائیگی کا تصفیہ تھا جس سے بازار مبادلہ میں کچھ غلط فہمی پیدا ہوئی۔ جب یہ تصفیہ اس دن بعد ازاں کیا گیا تو بین الینک بازار معمول پر آ گیا۔ بین الینک شرح کا اتنی تیزی سے درست ہو جانا اس امر کی عکاسی کرتا ہے کہ منڈی کے منفی احساسات روپے کی قیمت میں مبالغہ آمیز اتار چڑھاؤ کو کیسے تحریک دیتے ہیں۔

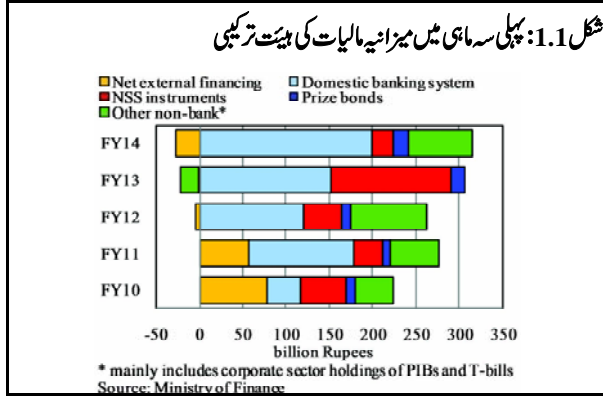
روپے کی قیمت میں اتنی کمی ملک میں گرانی کے دباؤ کی جزو و ذمہ دار تھی (باب 3)۔ کمزور روپے نے نہ صرف گرانی کی توقعات کو تحریک دی بلکہ پیٹرولیم مصنوعات جیسی درآمد شدہ اشیا کی قیمتیں بھی بڑھا دیں۔ پیاز کی کھلی برآمد، گندم کے کم ذخائر<sup>8</sup> اور تاجروں اور تقسیم کاروں کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے عمومی گرانی پر اثر مزید بدتر ہو گیا جس سے غذائی گرانی دو ہندسوں میں پہنچ گئی (باب 3)۔<sup>9</sup> م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں عمومی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 8.1 فیصد ہو گئی جبکہ پچھلی سہ ماہی میں صرف 5.6 فیصد رہی تھی۔<sup>10</sup> ان حالات میں اگر نامیہ شرح سود میں کوئی تبدیلی نہ

6 آئی ایم ایف اسٹیٹ بینک کے خالص عالمی ذخائر (اسٹاک) کی تعریف یوں کرتا ہے کہ یہ قابل استعمال خام عالمی ذخائر کے اثاثوں اور ذخائر سے متعلق واجبات کے درمیان ڈالر کی صورت میں فرق ہے، جو پروگرام کی شرح ہائے مبادلہ پر نکالا جاتا ہے۔

7 آخر ستمبر میں اس انحراف کی وضاحت دو عوامل سے ہوتی ہے۔ اول، ہدف توازن ادائیگی کے رجحانیت پسندانہ تخمینوں پر مبنی تھا، دوسرے، ہدف اور تطبیق (adjustor) ایک ایسی تعریف سے ماخوذ تھے جو ذخائر کے حسابی رواج سے متصادم تھی۔ م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی بیرونی توازن 1.2 ارب ڈالر کا خسارہ تھا جبکہ آئی ایم ایف کی پیش گوئی 10.2 ارب ڈالر تھی۔ دسمبر 2013ء میں ای ایف ایف پروگرام کے پہلے جائزے میں آئی ایم ایف نے م 14ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہیوں کے لیے اپنی توازن ادائیگی کی پیش گوئیوں میں خاصی ترمیم کر دی، آخر دسمبر 2013ء کے لیے این آئی آر کے ہدف میں رد و بدل کی اور این آئی آر اور اس کی تطبیق کی تعریف درست کی۔

8 مثال کے طور پر پنجاب منگل خوراک میں گندم کے دستیاب ذخائر آخر اپریل 2013ء میں فقط 491.5 ہزار میٹرک ٹن تھے جبکہ آخر اپریل 2012ء میں اس کے پاس 3500 ہزار میٹرک ٹن ذخائر تھے۔  
9 م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں تازہ سبز یوں کی قیمتیں مستحکم رہیں۔ مثال کے طور پر م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں پیاز کی قیمتوں میں 50.7 فیصد سال کی گرانی درج کی گئی۔ اس کی قیمت جو م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 31.2 روپے فی کلو تھی م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑھ کر 47.0 روپے فی کلو ہو گئی۔ اسی طرح ٹماٹر کی قیمت م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 46.0 روپے فی کلو سے بڑھ کر م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 83.0 روپے فی کلو ہو گئی۔ اس سال آلو بھی مہنگا رہا۔ اس کی قیمت م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں اوسطاً 29.1 روپے فی کلو سے بڑھ کر م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 32.8 روپے فی کلو ہو گئی۔

10 گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت نومبر 2013ء میں 10.9 فیصد تک بڑھنے کے بعد دسمبر 2013ء اور جنوری 2014ء میں بالترتیب 9.2 فیصد اور 7.9 فیصد ہو گئی۔



کی جاتی تو غذائی گرانی کے دور ثانی کے اثرات کو قابو کرنے اور گرانی کی توقعات پر بند باندھنے کی اسٹیٹ بینک کی کوششوں کو نقصان پہنچتا۔ تغیر پذیر روپے کے بعد منڈی کے احساسات کا مقابلہ کرنے کے لیے زری پالیسی پر نظر ثانی بھی درکار تھی۔

لہذا اسٹیٹ بینک نے ستمبر 2013ء میں اعلان کردہ زری پالیسی کے فیصلے میں پالیسی ریٹ 50 بی پی ایس بڑھا کر 9.5 فیصد کر دیا (باب 3)۔ یہ زری

سختی اس حقیقت کے باوجود درکار تھی کہ زری نمونے پہلے ہی کم ہو چکی تھی، م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرو سیج (زر) کی نمونہ صرف 0.2 فیصد تھی، بہ نسبت پچھلے سال کی اسی سہ ماہی کے جب یہ نمونہ 0.7 فیصد رہی تھی۔<sup>11</sup> بنیادی طور پر یہ رجحان بیرونی خسارے میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے جس نے اس مدت کے دوران بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں کو 64.4 فیصد گھٹا دیا۔<sup>12</sup>

دوسری جانب خالص ملکی اثاثوں میں دوران سہ ماہی 2.3 فیصد کا اضافہ ہوا جس کی بڑی وجہ بینکاری نظام سے بلند اعانت میزانیہ اور نجی شعبے کے قرضوں کی پست تر خالص واپسی تھی۔ مؤخر الذکر کی جزوی وضاحت اگست 2013ء اور اس کے بعد شعبہ توانائی کے گردش قرضوں کے دوبارہ سر ابھارنے سے ہوتی ہے، جس کی بنا پر پیٹرولیم ریفائنریوں اور آئی پی پیز کی قرض گیریاں بڑھ گئیں۔ اس کے ہمراہ عارضی صارفی مصنوعات (FMCGs) اور ٹیکسٹائل کے شعبے کی جانب سے قرضے کی بلند تر طلب نے قرضوں کی موہی واپسی کا پیشتر اثر زائل کر دیا۔ ایک مثبت صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرضوں کا استعمال بڑھ گیا، توانائی، غذا، سیمنٹ اور کاغذ کی صنعتوں نے سرمایہ کاری اخراجات پورے کرنے کے لیے بینکوں سے طویل مدتی قرضے لیے۔ جہاں تک بینکاری نظام سے اعانت میزانیہ کا تعلق ہے، یہ گزشتہ سال سے زیادہ رہی جس کا سبب ملکی غیر بینک (خصوصاً قومی بچت اسکیموں) اور بیرونی ذرائع سے آنے والی مالکاری میں کمی تھا۔ دوران سہ ماہی مالیاتی خسارہ کا حجم پچھلے برس کی اسی مدت کے مقابلے میں خاصا کم تھا (شکل 1.1)۔

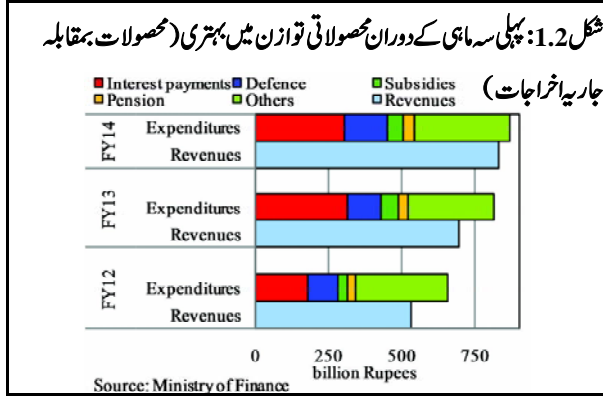
بینکاری نظام کے اندر مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری زیادہ نمایاں تھی کیونکہ کمرشل بینکوں نے دوران سہ ماہی منعقد ہونے والی ٹی بل نیلامیوں میں سرگرمی سے حصہ نہیں لیا۔ یہ ظاہری عدم دلچسپی نے آئی ایم ایف پروگرام سے پہلے شرح سود کے مستقبل کے حوالے سے پائی جانے والی غیر یقینی کیفیت کا نتیجہ تھی۔ ششماہی اور بارہ ماہی ٹی بلز کو بے کشش آلات سمجھا گیا کیونکہ (آئی ایم ایف پروگرام کے حصے کے طور پر) شرح سود میں اضافے کی توقعات بہت زیادہ تھیں۔<sup>13,14</sup> چنانچہ بینکوں نے مدنی حجم اور موجودہ عرصیتوں کے مقابلے میں ان نیلامیوں میں کافی کم

11 چونکہ اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی مستقبل بین ہے اس لیے شرح سود سے متعلق فیصلے گزشتہ اعداد و شمار پر مبنی نہیں ہوتے بلکہ اہم معاشی متغیرات کی پیش گوئیوں پر مبنی ہوتے ہیں۔

12 مطلق لحاظ سے بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثے م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 173.2 ارب روپے کم ہو گئے جبکہ م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 11.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

13 5 ستمبر کو ہونے والی نیلامی میں ششماہی اور بارہ ماہی ٹی بلز میں ایک بولی بھی نہیں دی گئی۔

14 گرانی کی توقعات کی بنا پر بین بینک منڈی شرح سود میں اضافے کی توقع کر رہی تھی۔



پیش کشیں کیں (باب 3)۔ عملاً حکومت کو درپیش اجرائے ثانی کا خطرہ اور شرح سود کا خطرہ، جن کا ذکر ہم گذشتہ رپورٹوں میں کر چکے ہیں، اسی سہ ماہی کے دوران جزوی طور پر حقیقت بنے۔ چونکہ بینک عرصیت پوری کرنے والے ٹی بلز میں دوبارہ سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ نہ تھے اس لیے حکومت کو سہ ماہی کے بیشتر عرصے کے دوران مرکزی بینک کی مالکاری پر انحصار کرنا پڑا۔

نتیجتاً حکومت اسٹیٹ بینک سے صفر سہ ماہی قرض گیری کی حد کی شرط پوری نہ کر سکی حالانکہ اس کا قرض آئی ایم ایف کے ساتھ طے کردہ حد سے خاصا کم تھا۔<sup>15</sup> تاہم جیسا کہ آگے بحث کی گئی ہے، مرکزی بینک پر یہ انحصار وسط ستمبر 2013ء میں شرح سود میں اضافے کے بعد کم ہو گیا۔

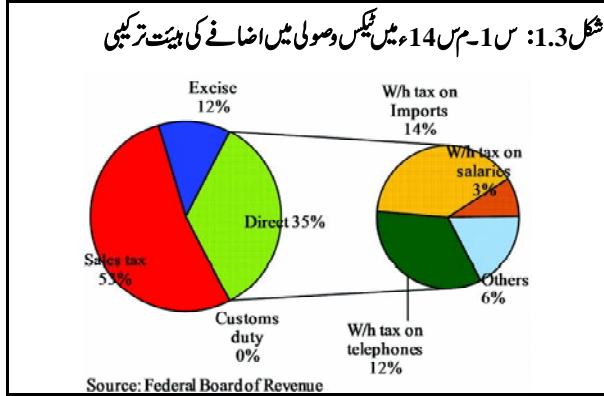
م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 1.1 فیصد تک گر گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں 1.2 فیصد تھا۔<sup>16</sup> یہ بہتری حاصل اور اخراجات دونوں پہلوؤں سے ہوئی۔ م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکس حاصل 19.0 فیصد سال کی متاثر کن شرح سے بڑھ گئے جبکہ پچھلے سال کی اسی سہ ماہی میں یہ شرح صرف 10.3 فیصد تھی۔ غیر ٹیکس حاصل میں بھی گذشتہ برس کی پہلی سہ ماہی کی نسبت 21.5 فیصد کی بھرپور نمو ہوئی حالانکہ اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم نہیں ملی تھیں۔ اخراجات کے حوالے سے سودی اخراجات میں 3.7 فیصد سال بسال کی کمی دیکھی گئی جو پچھلے برس میں سب سے پریشان کن معاملہ تھی۔ مجموعی طور پر بنیادی توازن میں جی ڈی پی کے 0.1 فیصد کا فاضل درج کیا گیا جبکہ محصولاتی خسارہ 0.4 فیصدی درجے کم کر لیا گیا (شکل 1.2)۔

مالیاتی کھاتوں میں بہتری بنیادی طور پر 2013-14ء کے سالانہ بجٹ میں اعلان کردہ محصولاتی اقدامات کی نمائندگی کرتی ہے (باب 4)۔ ان اقدامات کے علاوہ حکومت نے معیشت میں مالیاتی اصلاحات کے نفاذ کے لیے ایک وسط مدتی حکمت عملی تشکیل دی ہے جس میں ٹیکس انتظام میں بہتری لانے سے لے کر گھٹائے میں جانے والے سرکاری کاروباری اداروں کی نجکاری تک کے اقدامات شامل ہیں۔ تاہم جو پالیسیاں م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بہتر مالیاتی نتائج دینے میں کامیاب ہوئیں ضروری نہیں کہ وسط تا طویل مدت میں پائیدار ثابت ہوں۔ ابھی تک توانائی کی قیمتوں اور ادارہ جاتی اصلاحات کے حوالے سے سخت تر فیصلے باقی ہیں اور بلند قیمتوں کے حوالے سے قانونی پیچیدگیاں حکومت کو درپیش مشکلات (مثلاً اگست 2013ء میں بجلی کے نرخوں میں اضافے کی واپسی اور جولائی 2013ء سے دسمبر 2014ء تک گیس انفراسٹرکچر ڈولپمنٹ سیس کا تعطل) بڑھائیں گی۔<sup>17</sup>

<sup>15</sup> آخر ستمبر 2013ء میں اسٹیٹ بینک سے میزانیہ قرض گیری کا اسٹاک 2521 ارب روپے تھا جبکہ بالائی حد 2690 ارب روپے تھی۔

<sup>16</sup> مطلق لحاظ سے مالیاتی خسارے میں واجبی اضافہ ہوا اور وہ م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 1283.8 ارب روپے سے م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 286.9 ارب روپے تک جا پہنچا۔

<sup>17</sup> جنوری 2014ء میں سیس کو پھر بحال کر دیا گیا۔



جہاں تک محصولات کا تعلق ہے، دوران سہ ماہی بلند وصولیوں کا سبب ٹیکس کی شرح میں اضافہ تھی، نہ کہ اس کی اساس میں اضافہ۔ ٹیکس محاصل میں آدھے سے زیادہ اضافہ سیلز ٹیکس کی وصولی کی بنا پر ہوا جو 2013-14ء کے سالانہ بجٹ میں بیان کردہ معیاری جی ایس ٹی ریٹ میں ایک فیصدی درجے اضافے کے مطابق کی گئی (شکل 1.3)۔ بلا واسطہ ٹیکس کی وصولی میں بہتری کا تعلق بھی ودہولڈنگ ٹیکس کی شرح میں اضافہ تھا۔ مثال کے طور پر موبائل سبسکرائبز سے وصولی میں اضافہ، جس نے بلا واسطہ ٹیکس وصولی میں 34.0 فیصد حصہ ڈالا، دوران سہ ماہی ودہولڈنگ ٹیکس شرح کو 5 فیصدی درجے بڑھانے کی بنا پر ہوا۔<sup>18</sup> اسی طرح نرخنامے میں ردوبدل کا درآمدات پر ودہولڈنگ ٹیکس کے اضافے میں بھی خاصا حصہ تھا۔<sup>19</sup> مزید یہ کہ تنخواہوں اور کارپوریٹ منافع منقسمہ سے ٹیکس وصولی میں اضافہ بھی شرح بڑھانے اور تنخواہوں کے سلیب پر نظر ثانی کی وجہ سے ہوا (محصولاتی اقدامات سے متعلق تفصیلات کے لیے دیکھئے باکس 4.1)۔<sup>20</sup>

**جدول 1.3: پہلی سہ ماہی کے دوران یکبارگی غیر ٹیکس محاصل کا اثر**

ارب روپے	م 13ء	م 14ء
I۔ گیس پریڈیو پلمنٹ سرچارج	3.9	20.8
II۔ شعبہ توانائی سے دیگر وصولیاں	31.2	29.9
III۔ اسٹیٹ بینک کا منافع	50.0	80.0
IV۔ سود اور منافع منقسمہ	16.0	60.6
جس میں: گردش قرضے سے متعلق (الف)	0.0	56.7
V۔ دفاع	107.3	1.9
VI۔ یونیورسل سروس فنڈ (ب)	0.0	67.6
VII۔ دیگر	32.4	31.8
مجموعی غیر ٹیکس محاصل (VII تا I)	240.8	292.7
جس میں: یکبارگی محاصل (الف + ب)	0.0	124.3
غیر ٹیکس محاصل یکبارگی وصولیاں نکال کر	240.8	168.4

ماخذ: وزارت خزانہ

غیر ٹیکس محاصل میں بھی اسی طرح کا رجحان دیکھا گیا۔ سرچارج کی شرح میں اضافے کے باعث

گیس ڈیولپمنٹ سرچارج م 13ء کی پہلی سہ ماہی کے 3.9 ارب روپے سے بڑھ کر م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 20.8 ارب روپے ہو گیا۔ تاہم غیر ٹیکس وصولیوں میں تبدیلی پیدا کرنے والا عنصر بعض یکبارگی محاصل کی آمد تھی جس نے ان وصولیوں کی سال بسال کمی کو اضافے میں بدل دیا (جدول 1.3)۔ ان یکبارگی محاصل میں گردش قرضے کے تصفیے کے وقت وصول کردہ منافع منقسمہ رمارک اپ، وزارت اطلاعی ٹیکنالوجی کے

<sup>18</sup> پری پیڈ اور پوسٹ پیڈ دونوں قسم کے موبائل فون سبسکرائبز پر ودہولڈنگ ٹیکس کی شرح 2013-14ء کے سالانہ بجٹ میں 10 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کر دی گئی ہے۔

<sup>19</sup> تفصیلات کے لیے دیکھئے ایف بی آر کا سہ ماہی جائزہ برائے جولائی تا ستمبر 2013-14ء۔

<sup>20</sup> حکومت ودہولڈنگ ٹیکس پر بہت انحصار کرتی ہے کیونکہ اس کی وصولی جائے کسب پر آسانی ہو جاتی ہے۔ افراد اور کاروباری اداروں کے مجموعی ٹیکس واجبات سے ودہولڈنگ ٹیکس کی کوٹنی متجاوز ہونے کی صورت میں رقم واپس کرنی ہوتی ہے مگر یہی وقت ممکن ہے جب ٹیکس گزار اپنا ٹیکس فارم جمع کرائے۔ چونکہ پاکستان میں بیشتر ٹیکس گزار اپنے ٹیکس ریٹرنز جمع نہیں کراتے اس لیے ودہولڈنگ ٹیکس کا وہ حجم کم ہو جاتا ہے جو حکومت کو واپس کرنا چاہیے۔

یونیورسل سروس فنڈ اور ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ فنڈ سے وفاقی مجموعی فنڈ میں 67.6 ارب روپے کی منتقلی شامل تھی۔<sup>21</sup>

صرف یونیورسل سروس فنڈ اور ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ فنڈ کا اثر جی ڈی پی کا 0.3 فیصد تھا۔ ان یکبارگی رقوم کو نکال کر بجٹ خسارہ م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جی ڈی پی کے 1.4 فیصد تک بڑھ گیا ہوتا۔ یہاں یہ بات اہم ہے کہ یونیورسل سروس فنڈ اور ریسرچ ڈویلپمنٹ فنڈ ملک میں اطلاعی ٹیکنالوجی اور سیل فون کے انفراسٹرکچر کی توسیع کے لیے شروع کیے گئے تھے۔ بجٹ کی دیگر مدوں میں ان رقوم کے استعمال سے یہ مقصد فوت ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اخراجات کے حوالے سے م 13ء میں شرح سود میں کٹوتی کے بعد سودی ادائیگیوں میں کمی بہت مثبت پہلو تھا۔ چونکہ پچھلے کئی برسوں سے جاریہ اخراجات میں واپسی قرض کے عنصر کا بڑا حصہ ہے اس لیے صرف یہی عنصر حد سے متجاوز حکومتی قرض گیری کی پیدا کردہ رفتار کا رخ موڑ سکتا ہے۔<sup>22</sup> بہر حال م 14ء کی دوسری ششماہی میں سودی ادائیگیوں کا بوجھ بڑھے گا جب اپریل تا جون 2013ء میں جاری کردہ ششماہی و بارہ ماہی ٹی بلز کی رقوم واجب الادا ہو جائیں گی۔<sup>23</sup> اپریل تا جون 2013ء میں (گردشی قرضے کے تصفیے کے لیے) جاری کردہ پی آئی بیز پر ششماہی ادائیگیاں قرضے کے بوجھ میں مزید اضافہ کریں گی۔ اس سے یہ تشویش ظاہر ہوتی ہے کہ سالانہ رپورٹ 13-2012ء میں ہم نے قرضے کے جال کی جس صورت حال کو اجاگر کیا تھا دوران سال آگے جا کر حقیقت بن سکتی ہے۔

م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سودی اخراجات میں کمی کا اثر دفاعی اخراجات بڑھنے سے جزواً زائل ہو گیا۔ اس اضافے کا کچھ حصہ دفاعی ملازمین کے لیے تنخواہ اور پنشن میں اضافوں کو ظاہر کرتا ہے تاہم بقیہ کا سبب وہ خرچ ہے جو افغانستان میں نیٹو کی کارروائیوں میں مدد دینے کے لیے ہماری مسلح افواج نقل و حمل کی لاگت کی مد میں برداشت کرتی ہیں۔ دوسرا بڑا خرچ زراعت کا ہے جو اگست 2013ء میں بجلی کے نرخوں میں جزوی کمی کے باوجود گزشتہ سال کی سطح پر برقرار رہا۔

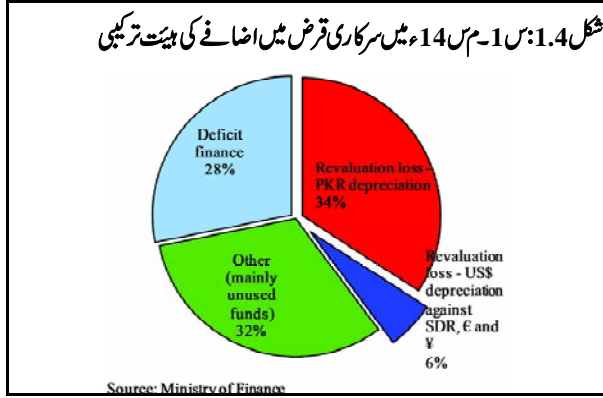
جہاں تک سرکاری قرضے کا تعلق ہے، اس میں دوران سہ ماہی 10 کھرب روپے کا ریکارڈ اضافہ درج کیا گیا۔ تاہم یہ اضافہ صرف مالیاتی عدم توازن کو ظاہر نہیں کرتا جس میں واجبی اضافہ ہی ہوا تھا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر اس مدت کے دوران شرح مبادلہ کی منفی حرکات کی بنا پر بیرونی قرضے کے اسٹاک میں ہونے والے نو قدر پیمائی کے نقصانات کے باعث ہوا (شکل 1.4)۔<sup>24</sup> جہاں تک حکومت کے ملکی قرضے کا تعلق ہے،

21 یونیورسل سروس فنڈ 2006ء میں قائم کیا گیا تھا اور 2007ء میں بطور سرکاری نجی شراکت داری چلنا شروع ہوا۔ اس کا اصل مقصد پاکستان کے ان علاقوں تک ٹیلی کام کی خدمات پہنچانی تھیں جو ابھی تک ان سے محروم تھے یا جہاں ان کی دستیابی کم تھی۔ یو ایس ایف کھاتہ جو وزارت اطلاعی ٹیکنالوجی کے ماتحت ہے انسٹنس یافتہ ٹیلی کام آپریٹروں سے فنڈ حاصل کرتا ہے جو اپنے تطبیقی حاصل کا 1.5 فیصد اس فنڈ میں جمع کراتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ فاصلاتی اور بین الاقوامی آپریٹروں (LDIs) سے بھی رقوم ملتی ہیں جو اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس فنڈ میں ڈالتے رہے ہیں۔

22 پچھلے سال واجب الادا قرضے کے اسٹاک میں بڑے اضافے کے باوجود سودی ادائیگیاں -- جو م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 76.5 فیصد سال بسال بڑھ گئیں، دراصل م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.7 فیصد کم ہوئیں (باب 4)۔

23 م 13ء کے دوران حکومت کے ملکی قرضے میں مجموعی اضافے کا 38 فیصد چوتھی سہ ماہی میں ہوا (720.4 ارب روپے)۔ چونکہ بینک اس وقت شرح سود میں کمی کی توقع کر رہے تھے اس لیے وہ اپنے فنڈ ششماہی اور بارہ ماہی ٹی بلز میں رکھ رہے تھے۔

24 م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی قرضے کے اسٹاک پر شرح مبادلہ کے دو منفی اثرات تھے۔ پہلا اثر تھا جاپانی ین، یورو اور ایس ڈی آر کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں کمی، جس سے بیرونی قرضے کی امریکی ڈالر میں قدر بڑھ گئی۔ دوسرا اثر امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے میں کمی تھی جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر بڑھ گئی۔



اس میں م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 1634.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو دوران سہ ماہی 286.9 ارب روپے کے مالیاتی خسارے کے مقابلے میں بڑی رقم ہے۔ بجٹ کی ضروریات سے اوپر جو بھی اضافی قرض گیری کی گئی وہ آخر ستمبر 2013ء میں اسٹیٹ بینک میں حکومت کی امانتوں میں غیر استعمال شدہ رہی (باب 4)۔<sup>25</sup>

حکومت کے محدود خرچ کے باوجود سرکاری ملکی

قرضے میں اضافہ تشویشناک ہے۔ اگر حکومت دوران سہ ماہی بعض یکبارگی محاصل کے حصول میں کامیاب نہ ہوتی تو ملکی قرضے میں خاصا زیادہ اضافہ ہوتا۔ مزید یہ کہ زیادہ محاصل کے لیے حکومت غیر معینہ مدت تک ٹیکس کی شرحیں نہیں بڑھا سکتی کیونکہ اس طرح کے اقدامات معاشی نمو کا گلا گھونٹنا شروع کر دیں گے، جس سے محاصل کی پیداواری استعداد کم ہو جاتی ہے۔ زیادہ پریشان کن امر یہ ہے کہ سال کی دوسری ششماہی میں سودی ادائیگیوں میں اضافے کا امکان ہے۔ اگر حکومت بیرون ملک سے رقوم کے حصول میں کامیاب نہ ہوئی تو ملکی قرضے پر دباؤ بڑھ سکتا ہے۔ اس لیے وسیع البنیاد اصلاحات کے آغاز پر کوئی سمجھوتا نہیں ہونا چاہیے تاکہ سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کے تناسب کو نیچے کی طرف لایا جاسکے۔

مالیاتی اصلاحات کے علاوہ پاکستان کی ملکی قرضے کے خاکہ عرصیت کو دوبارہ متوازن کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ واجب الادائی بلز میں سہ ماہی آلات کا بڑھتا ہوا حجم توجہ طلب ہے۔<sup>26</sup> جیسا کہ پچھلی رپورٹوں میں کہا گیا، اس سے مالی نظام کے شرح سود اور اجرائے ثانی کے خطرات عیاں ہوتے ہیں۔ مؤخر الذکر بطور خاص دشوار معاملہ ہے کیونکہ پاکستان کا کردگی کے ان سہ ماہی اہداف کی تکمیل سے اتفاق کر چکا ہے جن کے مطابق اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری محدود کی جائے گی۔ اگر بینک کسی ایک بنیادی نیلامی میں اپنے قرضوں کا اجرائے ثانی نہیں کراتے تو بقیہ رقم از خود مرکزی بینک سے قرض لی جاتی ہے۔<sup>27</sup> چنانچہ حکومت کی جانب سے واپسی قرض کی ادائیگیوں کو پھیلانے اور ان میں طوالت لانے کی ضرورت ہے۔

<sup>25</sup> حقیقت یہ ہے کہ حکومت 19 ستمبر کو ٹی بل کی بنیادی میں کرنشل بینکوں کی فعال شرکت سے یہ رقوم لانے میں کامیاب رہی، جب شرح سود کے بارے میں بین بینک منڈی میں غیر یقینی کیفیت زری پالیسی کے اعلان کے بعد بالآخر ختم ہو گئی۔ اس زری پالیسی میں اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ 50 بی پی ایس بڑھایا۔ مجموعی طور پر حکومت نے اس نیلامی میں 515.9 ارب روپے اکٹھا کیے جو کسی ایک ٹی بل نیلامی میں جمع ہونے والی سب سے بڑی رقم ہے۔ حکومت نے ان رقوم کا بیشتر حصہ مرکزی بینک میں جمع کر دیا اور بعد میں ان امانتوں سے اسٹیٹ بینک کا قرض لوٹا لیا۔

<sup>26</sup> کرنشل بینکوں کے زرمحویل مجموعی واجب الادائی بلز میں سہ ماہی ٹی بلز کا حصہ آخر جون 2013ء میں صرف 5.9 فیصد سے بڑھ کر آخر ستمبر 2013ء میں 40.0 فیصد اور پھر آخر دسمبر 2013ء میں مزید بڑھ کر 64.2 فیصد ہو گیا۔ مزید یہ کہ مجموعی ملکی قرضے میں رواں قرضے کا حصہ آخر جون 2013ء میں 54.6 فیصد سے بڑھ کر آخر ستمبر 2013ء میں 57.2 فیصد ہو گیا۔

<sup>27</sup> جیسا کہ پہلے تذکرہ ہوا، م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں اجرائے ثانی کا خطرہ جزو حقیقت بن گیا اور بینکوں نے سہ ماہی کے بیشتر حصے کے دوران ٹی بل نیلامیوں میں جاری عرصیتوں سے کہیں کم کی پیش کشیں کیں۔



## 1.2 جانچ اور امکانات

آئی ایم ایف کے ساتھ ای ایف ایف پروگرام جاری ہے اور پاکستان تمام متفقہ اہداف پورے کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ بجز آخر ستمبر 2013ء کے اسٹیٹ بینک کے این آئی آر کے، جس میں فرق رہ گیا (جدول 1.4)۔<sup>28</sup> چونکہ حکومت سال کے بقیہ حصے کے دوران بیرون ملک سے خاصی مقدار میں آمد رقوم کی توقع کر رہی ہے اس لیے ہمیں اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں اضافے کی توقع ہے۔ تاہم یہ اضافہ بڑی حد تک اسٹیٹ بینک سے اعانت میزانیہ کی جگہ لے گا جو آئی ایم ایف کے پروگرام کے تحت پہلے ہی محدود کی جا چکی ہے۔ نتیجتاً زربنیاد میں معتدل نمو کی توقع ہے گوکہ اس کی ہیئت ترکیبی میں قدرے تبدیلی ہوگی۔

جدول 1.4: پاکستان، م 14ء کے لیے مقدار کی کارکردگی کے پیمانے اور اشاراتی اہداف				
اہداف		پہلی سہ ماہی		
س-3	س-2 *	اصل	ہدف	کارکردگی کے پیمانے
-2,750	-4,130	-3,154	-2,850	اسٹیٹ بینک کے خالص عالمی ذخائر کی زیریں حد (ملین ڈالر)
2,627	2,901	2,595	2,877	اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں کی بالائی حد (اسٹاک، ارب روپے)
1,209	882	297	419	مجموعی بچت خسارے کی بالائی حد (منہا گرانٹس، ارب روپے)
2,255	2,255	1,775	2,255	اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی کرنسی تبدیل رفتار وڈ پوزیشن کے اسٹاک کی بالائی حد (ملین ڈالر)
2,390	2,560	2,521	2,690	اسٹیٹ بینک سے خالص عکس قرض گیری کی بالائی حد (بٹول صوبائی حکومتیں، اسٹاک، ارب روپے)
* دوسری سہ ماہی کے اہداف اور اصل پرم 14ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ میں مفصل بحث ہوگی۔				
ماخذ: آئی ایم ایف				

زربنیاد کی زیادہ متوازن ہیئت ترکیبی سے معیشت میں گرانی کی توقعات کو روکنے میں مدد ملے گی جسے م 14ء کی دوسری سہ ماہی میں پاکستانی روپے کی مساوات میں نسبتاً استحکام سے تقویت مل سکتی ہے۔ گذشتہ تین ماہ کے دوران پیٹرول کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور فوری استعمال کی غذائی اشیاء کے نرخوں میں حالیہ کمی کے باعث عمومی گرانی گھٹ کر یک ہندی ہو گئی ہے۔ تاہم بیرونی خسارے، توانائی کی قیمتوں میں مزید اضافے، جو آئی ایم ایف پروگرام کے تحت ضروری ہے، اور اجناس کے عالمی نرخوں میں حالیہ اضافے کی وجہ سے اس پر اوپر کی جانب دباؤ اب بھی ہے۔ بہر حال دسمبر کے صارف اشاریہ قیمت کے اعداد و شمار شائع ہونے کے بعد اسٹیٹ بینک نے پورے سال کے لیے اپنی عمومی گرانی کی پیش گوئی کو گھٹا کر 10.0 سے 11.0 فیصد کی حدود میں کر لیا ہے جو اب بھی حکومت کے مقرر کردہ ہدف 8.0 فیصد سے زیادہ ہے (جدول 1.5)۔

بیرونی شعبے میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی مدد میں اکتوبر 2013ء، فروری 2014ء کے دوران رقوم کی وصولی اور پورے سال کے لیے 1.2 ارب ڈالر کی متوقع رقوم سے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ کچھ کم ہونا چاہیے۔ مزید یہ کہ تھری جی نیلامی کی آمدنی سے بھی م 14ء کی دوسری ششماہی کے دوران ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 1.2 ارب ڈالر کا اضافہ متوقع ہے۔ دوسری سہ ماہی میں کارکنوں کی ترسیلات زرمیں کچھ تیزی آئی ہے اور م 14ء کے آخر تک ان کا حکومت کا 15.1 ارب ڈالر کا ہدف پورا بھی ہو سکتا ہے۔ بحیثیت مجموعی جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 1.0 سے 1.8 فیصد کی حدود میں رہنے کا امکان ہے۔

جدول 1.5: اہم معاشی اظہاریوں کی پیش گوئیاں			
سالانہ ہدف	آئی ایم ایف کی پیش گوئی	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی	فیصد نمو
جی ڈی پی	4.4	2.8	3.0 - 4.0
گرانائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت	8.0	7.9	10.0 - 11.0
رشد زور (2)	لاگو نہیں ہوتا	13.8	13.0 - 14.0
ارب ڈالر			
کارکنوں کی ترسیلات	15.1	14.7	14.0 - 15.0
برآمدات (ایف او بی - بی او پی)	26.6	26.9	26.0 - 26.5
درآمدات (ایف او بی - بی او پی)	43.3	43.4	43.0 - 44.0
جاری کھاتے کا خسارہ	2.9	2.3	2.5 - 4.5
فیصد جی ڈی پی			
مالیاتی خسارہ	6.3	5.5	6.0 - 7.0

ماخذ: اسٹیٹ بینک، منصوبہ بندی کمیشن اور آئی ایم ایف

ناکافی آمد رقوم کا دباؤ آئندہ کم ہونے کا امکان ہے کیونکہ پاکستان پہلے ہی آئی ایم ایف کو بھاری ادائیگیاں کر چکا ہے اور م س 14ء کی دوسری ششماہی میں جو مقررہ قسطوں کی ادائیگیاں کی گئیں ان کی ای ایف ایف کے تحت ملنے والی رقوم سے بڑی حد تک تلافی ہو جائے گی (باب 5)۔ م س 14ء کی تیسری سہ ماہی میں آئی ایم ایف سے 4.0 ملین ڈالر کی خالص رقم کی آمد متوقع ہے جبکہ چوتھی سہ ماہی میں آئی ایم ایف کو خالص واپسی صرف 75.0 ملین ڈالر تک محدود ہو جائے گی۔<sup>29</sup> اس کے علاوہ حکومت م س 14ء کی دوسری ششماہی میں مختلف وسائل بشمول ایک نئے یورو بانڈ، اسٹاک مارکیٹ کے

ذریعے بے سرمایہ کاری، اتصالات سے نجکاری آمدنی اور ساختہ سودوں کے توسط سے لگ بھگ 3.3 ارب ڈالر کی مالکاری کی توقع کر رہی ہے۔

مالیاتی شعبے میں دوسری ششماہی کے دوران میں ٹیکس وصولی میں اضافے کا رجحان جاری رہنے کی توقع ہے تاہم جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اتحادی سپورٹ فنڈ اور تھری جی نیلامی کے ذریعے رقوم کی آمد مثبت پہلو ہوگا۔ بہر حال اخراجات کے حوالے سے رواں مالی سال کی دوسری ششماہی کے دوران سودی ادائیگیوں میں اضافے کی توقع ہے۔ مجموعی طور پر پورے سال کی اسٹیٹ بینک کی مالیاتی خسارے کی پیش گوئی جی ڈی پی کے 6 سے 7 فیصد کے درمیان ہے۔

ہماری رائے میں م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں رجائیت پسندانہ تخمینوں کے باوجود معاشی نمو 3 سے 4 کی حدود میں رہنے کا امکان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آئی ایم ایف اور بھی زیادہ تشکیک کا شکار ہے اور صرف 2.8 فیصد نمو کی توقع کر رہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ صنعتی شعبہ سال کی بقیہ مدت کے دوران اپنی متاثر کن کارکردگی جاری رکھے گا لیکن کپاس کی پیداوار میں کمی اور گنے کی ہدف سے کم پیداوار کے باعث شعبہ زراعت کی کارکردگی کم رہے گی۔<sup>30</sup> شعبہ خدمات میں اس سال پی ٹی سی ایل کی بہتر مالی کیفیت کی بنا پر ٹیلی مواصلات میں قدرے بہتری اور صنعتی پیداوار بڑھنے کے طفیل تھوک و خوردہ فروشی میں کچھ اضافہ قدر دکھائی دیتا ہے۔ جہاں تک مالیات اور نیے کا تعلق ہے، م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں کی منافع آوری گر گئی ہے لیکن پورے سال کی کارکردگی اس وقت واضح ہوگی جب بینک اپنے آخر سال کے آڈٹ شدہ کھاتوں کو حتمی صورت دیں گے اور تموین اور وصولیوں کے حتمی اعداد و شمار فراہم کریں گے۔

29 م س 14ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہی میں آئی ایم ایف کو خالص واپسی بالترتیب 311.0 ملین اور 585.9 ملین ڈالر تھی۔

30 یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ چونکہ پاکستان دفتر شریات نے سہ ماہی قومی حسابات کی طریقہ کار عام نہیں کیا ہے اس لیے نمونہ کی تخمینے کے لیے نمونہ کو وضع طور پر شناخت کرنا ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے خیال میں کپاس کی پست پیداوار اور گنے کی ہدف سے کم نمو کا اثر دوسری سہ ماہی اور اس کے بعد سے نمو کے اعداد و شمار میں ظاہر ہوگا کیونکہ ان فصلوں کی کٹائی اکتوبر تا دسمبر کے دوران پورے زوروں پر ہوگی۔

نمو کی موجودہ رفتار کو برقرار رکھنے اور معیشت کو بلند تر نمو کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے حکومت کو مالیات اور توانائی کے شعبوں میں ساختی اصلاحات کو تیز کرنا چاہیے۔ ان شعبوں پر توجہ مرکوز کر کے حکومت نے یہ اشارہ دے دیا ہے کہ اس کی ترجیحات درست ہیں۔ تاہم پالیسیاں ایسی ہونی چاہئیں جو طویل عرصے سے موجود مسائل کا عارضی بندوبست کرنے کے بجائے ان سے پائیدار بنیادوں پر ٹھیں۔ بیرونی شعبے میں حکومت عالمی مالی اداروں اور بین الاقوامی منڈی سے رابطے استوار کر کے رقوم لانے کی بھرپور کوششیں کر رہی ہے۔ اگرچہ یہ رقوم ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے کے لیے ضروری ہیں تاہم جاری کھاتے کا عدم توازن کم کرنے کے لیے حقیقی پیداوار کے شعبے میں ٹھوس اقدامات درکار ہیں۔

حال ہی میں آئی ایم ایف اسٹاف مشن نے پاکستان کے مالیاتی اور زری حکام سے ملاقاتیں کی ہیں۔ مشن نے توانائی اور مالیاتی شعبوں میں استحکام کے عمل کو صحیح راہ پر گامزن بنایا ہے۔ مزید برآں حکومت ٹیکس کی شرحیں بڑھانے اور بعض ٹیکس مستثنیات ختم کرنے کے بجٹ اقدامات پر عمل کر رہی ہے۔ اسی طرح حکومت قومی توانائی پالیسی کا نفاذ بھی کر رہی ہے جس کا مطلب ہوگا آخری صارف کی ذرا عانت کم کرنا اور بل وصولی میں بہتری۔ اگرچہ ان کوششوں کے اثرات کا تجزیہ کرنا قبل از وقت ہوگا تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ مالیاتی استحکام کی کاوشوں کی طویل مدتی کامیابی کے لیے اصلاحات کا عمل جاری رکھنا از بس ضروری ہے۔

## 2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

### 2.1 عمومی جائزہ

جدول 2.1: اقتصادی نمو کے تخمینے				
فیصد				
حقیقی جی ڈی پی	م 13ء	م 14ء	پہلی سہ ماہی م 13ء	پہلی سہ ماہی م 14ء
5.0	3.6	4.4	2.9	5.0
زراعت	3.3	3.8	2.7	2.5
صنعت	3.5	4.5	3.1	5.2
خدمات	3.7	4.5	2.9	5.7
ر: مجموعی، ہ: ہدف، ت: تخمینہ				
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

مالی سال 14ء پہلا سال ہے جب سہ ماہی قومی حسابات عام کیے گئے۔<sup>1</sup> ان اقتصادی اظہاریوں کا بروقت حصول حوصلہ افزا ہے تاکہ دوران سال پالیسی فیصلے کیے جائیں کیونکہ ان اعداد و شمار کی روشنی میں اس تجربے کو بہتر بنانا ممکن ہوتا ہے جس کی بنیاد پر پالیسی فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح پہلی سہ ماہی میں نمو کے تخمینے بھی حوصلہ افزا رہے: م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حقیقی جی ڈی پی کی نمو 5 فیصد رہی جبکہ م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں صرف 2.9 فیصد رہی تھی (جدول 2.1)۔ سال کا ہدف 4.4 فیصد ہے اس لیے حالیہ نمو خاصی حوصلہ افزا ہے۔

م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں نمو کو ہمیز صنعت اور خدمات سے ملی، زراعت سالانہ ہدف سے نیچے ہے۔ رواں سال ملکی صنعت کو کئی عوامل سے مدد ملی ہے (مثلاً پام آئل کی کم قیمتیں، ترقی یافتہ ملکوں میں مستحکم طلب، بلند استعداد، اور معقول تعمیراتی سرگرمی) تاہم ہماری رائے میں فیصلہ کن عامل م 14ء کی آمد پر گردش قرضے کا تصفیہ تھا، جس سے توانائی کی رسد بہتر ہوئی اور صنعتی شعبے نے دستیاب مواقع سے فائدہ اٹھایا (سیکشن 2.3)۔ کھاد کی صنعت کو گیس فراہمی میں اضافہ بھی اتنا ہی اہم ہے، یہ شعبہ سہ ماہی کے دوران خاصا مستحکم ہوا۔

ملکی صنعت میں ہونے والی اس نمو اور تجارتی حجم میں اضافے کے پیش نظر، جس کا براہ راست اثر تھوک اور خوردہ تجارت پر ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ خدمات کا شعبہ گزشتہ برس کی ناقص کارکردگی سے نکل آیا ہے۔ ٹیلی مواصلات کی جانب سے اضافہ قدر بھی سہ ماہی کے دوران بحالی کا سبب بنا جبکہ اسے براڈ بینڈ اور بین الاقوامی کاروبار میں معقول نمو سے تقویت ملی۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے، ابتدائی تخمینے بتاتے ہیں کہ م 14ء میں نمو گزشتہ سال سے کم رہے گی۔ کپاس کی پیداوار زیر کاشت رقبے میں تخفیف، اور کم یافت کے سبب گری ہے، جبکہ گنا ہدف سے کم پیدا ہوا ہے۔ گزشتہ چند برسوں سے بوائی کے موسم کے دوران پانی کی قلت، اور کٹائی سے قبل اضافی بارشیں معمول بن چکی ہیں جنہوں نے زرعی نمو کو صلاحیت کے مقابلے میں کم کیا ہے (سیکشن 2.2)۔

<sup>1</sup> اب تک پاکستان دفتر شماریات نے سہ ماہی جی ڈی پی کے صرف نمو کے اعداد و شمار جاری کیے ہیں۔ حقیقی جی ڈی پی کے حجم جاری نہیں کیے گئے ہیں، اور سہ ماہی قومی حسابات کا تخمینہ لگانے کا طریقہ کار بھی اب تک عام نہیں کیا گیا ہے۔ ہماری رائے ہے کہ جی ڈی پی کا سہ ماہی ڈیٹا سالانہ قومی حسابات کی روشنی میں دیکھا جائے تو زیادہ معلومات افزا ہوگا۔

جدول 2.2: خریف فصلوں کے پیداواری تخمینے				
ملین ٹن، ماسوائے کپاس جو ملین گانٹھ میں ہے				
م 14ء		م 13ء		
تخمینے	ہف	حقیقی	ہف	
چاول	6.4	6.2	5.5	6.9
گنا	63.0	65.0	62.7	59.0
کپاس	12.3	14.1	13.1	14.5

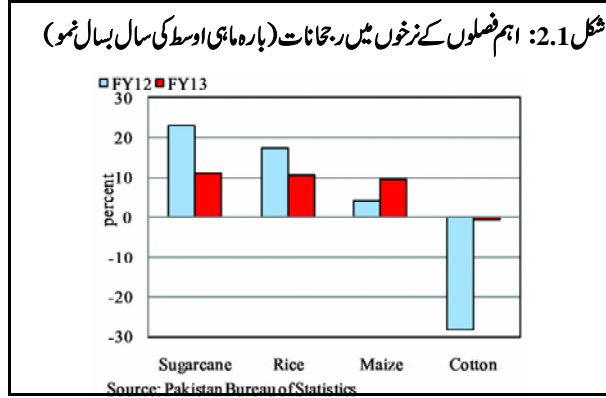
ماخذ: منصوبہ ہندسی کشن، اور وزارت غذائی تحفظ و تحقیق

## 2.2 زراعت

ابتدائی تخمینے کپاس کی پیداوار میں کمی ظاہر کرتے ہیں، اس کی وجہ سے گنتے اور چاول کی پیداوار میں ہونے والا اضافہ ماند پڑ گیا (جدول 2.2)۔ فصل سے متعلق تفصیلی تجزیہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

### کپاس

کاٹن کراپ اسسٹمنٹ کمیٹی نے تخمینہ لگایا ہے کہ م 14ء میں کپاس کی فصل 12.3 ملین گانٹھ (نی) گانٹھ 170 کلوگرام) رہے گی جو کہ سالانہ ہف اور م 13ء کی پیداوار سے خاصی کم ہے (جدول 2.2)۔ اس کی سبب زیر کاشت رقبے میں کمی ہے خصوصاً پنجاب<sup>3</sup> میں کیونکہ بوائی کے وقت پانی کم رہا تھا<sup>4</sup> جبکہ گذشتہ سیزن میں کپاس سے اتنی کمائی نہیں ہو سکی جو اس سیزن میں بڑھتی ہوئی لاگت کو پورا کر سکتی۔<sup>5</sup> چنانچہ کاشت کاروں نے کپاس سے زیادہ دلچسپی لکئی، گنا اور چاول اگانے میں ظاہر کی (شکل 2.1)۔



بوائی کے بعد کے عرصے میں حالات بہترین نہیں تھے: ناقص بیجوں کی بنا پر روئیدگی (germination) کا عمل متاثر ہوا، اور بعد ازاں تیار فصل پر کیڑوں، بارش اور سخت گرمی کا حملہ ہوا۔ چنانچہ مذکورہ کمیٹی نے، جو ہدف سے کم پیداوار کا تخمینہ پہلے ہی جاری کر چکی تھی، اگلے اجلاسوں میں نظر ثانی کرتے ہوئے سالانہ اہداف مزید کم کر لیے (شکل 2.2)۔<sup>6</sup> خوش قسمتی یہ ہوئی کہ روئی کے ذخائر دستیاب تھے جنہوں نے ٹیکسٹائل صنعت کی طلب کو پورا کیا، اور پاکستان سہ ماہی کے دوران 36.9 ہزار میٹرک ٹن کپاس برآمد کرنے کے بھی قابل ہوا (باب 5)۔<sup>7</sup>

2 پاکستان کاٹن جزا ایسوسی ایشن (پی جی اے) نے بتایا کہ یکم فروری 2014ء تک کپاس کی 13.1 ملین گانٹھیں آچکی ہیں۔ ہم کپاس کی پیداوار کا تجزیہ سی سی اے کے فراہم کردہ تخمینے کی مدد سے کرتے ہیں کیونکہ ایسوسی ایشن گانٹھوں کا جو حجم بتاتی ہے وہ ماضی میں غیر معیاری نکلا ہے۔ نیز کمیٹی کے فراہم کردہ تخمینے قومی آمدنی حسابات کی تیاری میں استعمال ہوتے ہیں۔

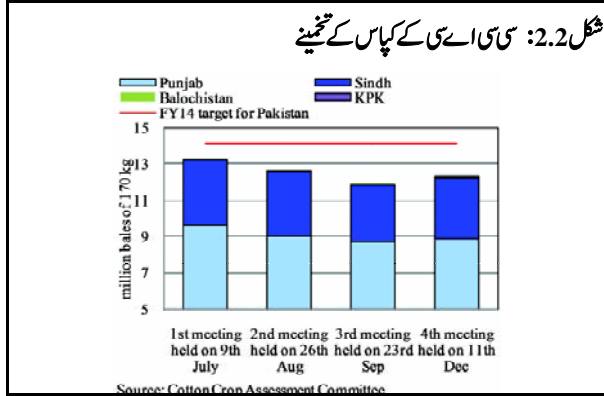
3 پنجاب میں کپاس کی فصل 2.1 ملین ہیکٹر رقبے پر کاشت کی گئی جو ہدف سے 11 فیصد کم اور گذشتہ سال کے زیر کاشت رقبے سے 7.3 فیصد کم ہے۔

4 بوائی کے وقت پانی کی قلت: خریف 2013ء میں چھوڑا گیا نہری پانی 57.7 ملین ایکڑ فٹ تھا جو اس عرصے میں اوسط استعمال کے مقابلے میں 14 فیصد کم کی گواہ کرتا ہے۔

5 م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں کھاد اور کیڑے مار دواؤں کی قیمت بالترتیب 3.3 فیصد اور 12.1 فیصد بڑھ گئی جبکہ کپاس کے نرخ م 13ء میں 0.8 فیصد گر گئے تھے۔

6 پیداوار میں نمایاں کمی ان علاقوں میں دیکھی گئی: پنجاب کے اضلاع و باڑی، ملتان، ساہیوال، جھنگ اور اوکاڑہ، جبکہ سندھ کے اضلاع گھوگی اور شہید بینظیر آباد۔

7 کپاس کی فصل میں حقیقی کمی کا انحصار مقامی اپنرز کی ضروریات پر ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنی ضروریات کو درآمدات کے ذریعے پورا کر لیں تو ملکی پیداوار متاثر نہیں ہوتی تاہم ادائیگیوں کے توازن پر اثر پڑتا ہے۔



## چاول

تازہ ترین تخمینے کے مطابق م س 14ء کے دوران چاول کی پیداوار 6.4 ملین ٹن رہے گی جو 6.2 ملین ٹن ہدف سے زائد ہے۔ پنجاب میں کم پیداوار سے ہونے والے نقصان کی تلافی سندھ اور بلوچستان میں گزشتہ سال کی نسبت اس سال اچھی پیداوار سے ہوگی۔

یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ زیادہ تر شمالی پنجاب میں اگنے والے باسیتی چاول نے م س 13ء کے مقابلے میں 15.8 فیصد نمو حاصل کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گوجرانوالہ میں زیادہ وسیع رقبہ زیر کاشت لایا گیا۔ باسیتی چاول پاکستان کے برآمدی چاول میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ اس کی پیداوار میں بہتری ملک کے بیرونی شعبے کے لیے اچھی خبر ہے۔

جہاں تک چاول کی غیر باسیتی اقسام کا تعلق ہے، م س 14ء کے دوران پنجاب میں کم پیداوار کے باوجود اس کی مجموعی پیداوار 16.1 فیصد بڑھ گئی جس کا بڑا سبب سندھ (خصوصاً جیکب آباد، کشمور، شکارپور، بدین اور گھوٹکی) اور بلوچستان میں ہونے والا تیز رفتار اضافہ تھا۔ کم مالیت کی ان اقسام کی برآمد میں چین اور انڈونیشیا میں بڑھتی ہوئی طلب کے باعث حال ہی میں اضافہ ہوا ہے (باب 5)۔

## کٹہ

گٹے کی فصل کو شدید بارشوں سے فائدہ ہوتا رہا، اور امید ہے کہ مسلسل چوتھے برس بھی گٹے کی فصل میں اضافہ ہوگا (جدول 2.4)۔ م س 13ء کی

8 اس جدول میں م س 13ء کے اعداد و شمار قومی وزارت غذائی تحفظ و تحقیق (MNFSR) کے نومبر 2013ء میں تیار کردہ ورلنگ پیپر برائے اجلاس وفاقی زراعت کمیشن برائے ریج مینز 2013-14ء سے لیے گئے ہیں۔ اس رپورٹ میں دیا گیا م س 13ء کا ڈیٹا پاکستان دفتر شریات کی ویب سائٹ پر دستیاب ڈیٹا سے مختلف ہے، وزارت غذائی تحفظ و تحقیق نے م س 13ء میں گٹے کی پیداوار 62.7 ملین ٹن بتائی ہے جبکہ پاکستان دفتر شریات نے اسے 63.7 ملین ٹن بتایا ہے۔

جدول 2.4: گنے کی فصل				
2013-14ء	2012-13ء	2011-12ء	2010-11ء	
رقبہ ہزار ہیکٹر میں				
724	760	761	672	پنجاب
298	254	190	226	سندھ
107	107	106	88	خیبر پختونخوا
1	1	1	1	بلوچستان
1,129	1,121	1,058	987	پاکستان
پیداوار ہزار ٹن میں				
40,846	43,014	42,893	37,481	پنجاب
17,371	14,909	10,788	13,766	سندھ
4,772	4,770	4,684	4,030	خیبر پختونخوا
32	32	31	31	بلوچستان
63,022	62,724	58,397	55,309	پاکستان
ماخذ: وزارت غذائی تحفظ و تحقیق				

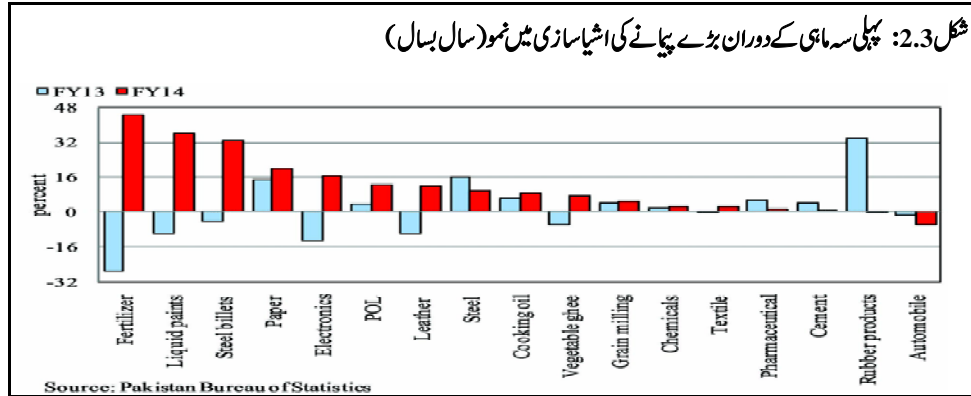
مانند اس سال بھی گنے کی فصل کو وسیع تر زیر کاشت رقبے، اور بلند یافتہ کا فائدہ ہوا۔<sup>9</sup> نیز بعض علاقوں میں کاشت کاروں نے کپاس کی نسبت گنا اگانے کو ترجیح دی، اس طرح بھی فصل بڑھ گئی۔ گنے کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کا ایک سبب گزشتہ دو برسوں کے دوران گنے کی سرکاری قیمت میں تیزی سے اضافہ بھی ہے، جبکہ شدید بارشوں اور معمولی سیلاب سے گنے کی یافتہ بھی بہتر ہو گئی۔

اس سے قطع نظر، گنے کی پیداوار میں اضافے کے باوجود م س 14ء میں شکر کے نرخ بڑھ گئے۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ کھل کاری میں تاخیر تھی جبکہ سیزن میں سرکاری قیمتوں کا اعلان بھی کافی دیر سے

ہوا۔ تازہ شکر تاخیر سے پہنچی، اور م س 13ء کی دوسری ششماہی میں شکر آزادانہ برآمد بھی کی گئی جس سے اس کی ملکی قیمتوں پر اضافے کے لیے خاصا دباؤ پڑ گیا (باب 3)۔<sup>10</sup>

### 2.3 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 6.3 فیصد نمو ہوئی جبکہ گزشتہ م س 13ء کے اسی عرصے میں نمو صرف 0.5 فیصد تھی۔ حالیہ مستحکم نمو کا بنیادی سبب کھاد کی ملکی پیداوار میں اضافہ تھا کیونکہ گیس کی فراہمی خاصی بہتر ہوئی (شکل 2.3)۔



<sup>9</sup> سندھ میں گنے کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کی بنیادی وجہ گھونگی میں نئی ٹرکلوں کا قیام ہے۔

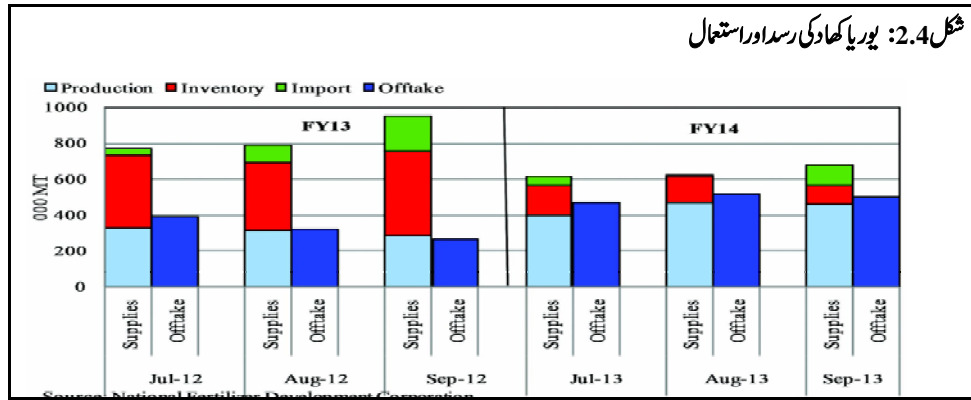
<sup>10</sup> نومبر 2013ء کے اختتام تک شکر کے نرخ 60.4 روپے فی کلوگرام تک پہنچ گئے ہیں، جبکہ اختتام جون 2013ء اور نومبر 2012ء پر یہ بالترتیب 54.5 اور 54.7 روپے فی کلوگرام تھے۔

نیز آخر جون 2013ء میں گردش قرضے کے تصفیے سے نہ صرف پیٹرولیم کی صفائی کے شعبے میں بہتر آئی بلکہ بجلی کی بہتر فراہمی سے دوسری صنعتوں کو بھی فائدہ ہوا۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کو مزید سہارا یہاں سے ملا: استعداد میں اضافہ، متواتر تعمیرات، برآمدات میں اضافہ،<sup>11</sup> زیر جائزہ عرصے کے دوران پام آئل کی مناسب قیمتیں، اور مختلف صنعتوں کی جانب سے توانائی کے متبادل ذرائع کا استعمال (جدول 2.5)۔

#### گیس کی موزوں فراہمی نے کھاد کو فائدہ پہنچایا

کھاد کے شعبے نے گزشتہ سال کی ناقص کارکردگی کے بعد م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں عمدہ کارکردگی پیش کی، اشیا ساز کارخانوں کو، خصوصاً اینگر و کیمیکلز کے (جنوبی ایشیا کے سب سے بڑے) اینون (Enven) پلانٹ کو گیس کی فراہمی بہتر ہوئی۔ پہلے یہ پلانٹ سوئی ناردرن گیس کے نیٹ ورک سے منسلک تھا جو اسے قدر پور فیلڈز سے گیس کی موعودہ مقدار فراہم نہیں کر سکا تھا۔ اپریل 2013ء میں ماری گیس کا رخ اینگر و کے اساسی (پرانے) کارخانے سے اینون پلانٹ کی جانب موڑ دیا گیا جس کا مقصد کارکردگی بڑھانا تھا۔ بعد ازاں جولائی 2013ء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ اضافی 60 ملین مکعب فٹ یومیہ گیس اینون پلانٹ کو مہیا کر دی جائے کیونکہ ماری فیلڈز سے گیس کا اہم وصول کنندہ گڈ وپاور پلانٹ مرمت کی غرض سے مارچ 2014ء تک کے لیے بند ہے۔ تاہم یہ اضافی گیس محض ایک عارضی انتظام ہے اور جیسے ہی گڈ وپاور پلانٹ نے کام دوبارہ شروع کیا اینگر و کو گیس کی فراہمی پھر سے پرانی سطح پر چلی جائے گی۔ اگر ایسا ہوا تو اینگر و کے پرانے کارخانے کی پیداوار م س 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں کم ہو سکتی ہے۔ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران فاطمہ فریلا نزر کی پیداوار میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا، اس پلانٹ نے اپنا سالانہ دورانیہ (ATA) کامیابی کے ساتھ اپریل 2013ء میں مکمل کر لیا تھا۔

کھاد کے شعبے میں استعداد کے نسبتاً بہتر استعمال سے ملک یورپا، اور دیگر مطلوبہ اجزاء کی بڑھی ہوئی ملکی طلب کو پورا کرنے کے قابل ہوا۔ تاہم پوری سہ ماہی کے دوران پیداواری حجم کھاد کے استعمال کے مقابلے میں کم رہا، اس طرح کھاد کے ذخائر میں کمی آگئی (شکل 2.4)۔<sup>12</sup> چنانچہ ستمبر 2013ء سے کھاد کی درآمد میں اضافہ دیکھا جا رہا ہے جو گزشتہ سال کی درآمد سے زائد ہے۔<sup>13</sup>



11 ٹیکسٹائل اور چمڑے کی برآمد م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اگرچہ بڑھی (باب 5)، تاہم اس کا اثر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو پر معمولی سا تھا۔

12 ملک میں ستمبر 2013ء کے اختتام تک صرف 106 ہزار میٹرک ٹن کھاد ذخیرہ تھا، اس کے مقابلے میں ستمبر 2012ء کے اختتام پر 416 ہزار میٹرک ٹن تھا۔

13 ملک نے ستمبر اور اکتوبر 2013ء میں 307 ہزار میٹرک ٹن کھاد درآمد کی جبکہ گزشتہ سال درآمدی مقدار 250 ہزار میٹرک ٹن تھی۔



جدول 2.5: پاکستان میں مختلف صنعتوں میں متبادل توانائی کا استعمال		
صنعت	توانائی کے روایتی ذرائع	توانائی کے متبادل ذرائع
فولاد کا پھیلاؤ	بجلی	ڈیزل والے جنریٹر
آئسٹیل ری رولنگ	قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	معدنی کوئلے سے گیس بنانے کے کارخانے
ٹیکسٹائل کپوزٹ	قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	کمپائنڈ سائیکل پاور پلانٹ، ضائع شدہ توانائی کی بازیافت کے بوائلر
ٹیکسٹائل اسپننگ	بجلی	ڈیزل والے جنریٹر
کپڑے کی بنائی	بجلی	ڈیزل والے جنریٹر
کپڑے کی رنگائی/پچنگ	قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	بایوماس/معدنی کوئلے والے بوائلر
کاغذ	بجلی، قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	بایوماس/معدنی کوئلے والے بوائلر
سرکس	قدرتی گیس، ایل پی جی	معدنی کوئلے سے گیس سازی
چمڑا	بجلی، قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	شمسی حرارت کے بوائلر/ڈیزل والے جنریٹر
خوردنی تیل و گھی	قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	ڈیزل والے جنریٹر
پلاسٹک	بجلی	ڈیزل والے جنریٹر
سیمنٹ	بجلی	بایوماس/معدنی کوئلہ/ضائع شدہ توانائی کی بازیافت
کاسٹک سوڈا	قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	معدنی کوئلے والے بوائلر
سوڈا ایش	قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	معدنی کوئلے والے/ضائع شدہ حرارت کے بوائلر
پولیسٹر فائبر	قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	کمپائنڈ سائیکل والے گیس سے چلنے والے بجلی گھر
ادویات	بجلی	ڈیزل والے جنریٹر
رنگ و روغن	بجلی	ڈیزل والے جنریٹر
ڈیری	بجلی	شمسی حرارت کے بوائلر
شیشہ	قدرتی گیس: سوئی نادرن گیس، سوئی سدرن گیس	ایل پی جی، معدنی کوئلے سے گیس بنانے کے انتظامات کا آغاز
شکر	بجلی	باگاس/کو جنریشن

ماخذ: کمپنیوں کی ویب سائٹ، مالی رپورٹیں، ٹیلی فون پر گفتگو

#### کاغذ کی صنعت کو عارضی صارفی مصنوعات (FMCGs) اور متبادل ایندھن کا استعمال بڑھانے سے

##### فائدہ ہوا

کاغذ کی صنعت نے گزشتہ سال کی متاثر کن کارکردگی کو مستحکم بناتے ہوئے م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 19.6 فیصد کی عمدہ نمو حاصل کی۔ عارضی صارفی مصنوعات، خصوصاً پراسیس شدہ غذائی اشیاء کی پیکیکنگ کی طرف سے بڑھتی ہوئی طلب کو اس نمو کا سبب قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ بڑھتی ہوئی آگاہی اور مقبولیت کی بنا پر ان مصنوعات کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ نیز، فولاد اور سیمنٹ کی طرح کاغذ کی صنعت نے بھی بلا تعطل کارکردگی دکھانے کے لیے متبادل توانائی کا راستہ اپنایا ہے جس سے اس کی پیداوار میں بہتری آئی ہے (جدول 2.5 اور خصوصی سیکشن 2.1)۔ بڑے بڑے کاغذ ساز کارخانوں میں سے ایک نے کوئلے/بایوماس سے چلنے والے بوائلر حال ہی میں نصب کرائے ہیں جن کی گنجائش فی گھنٹہ 30 ٹن بھاپ ہے۔ اس طرح قدرتی گیس پر ادارے کا انحصار کم ہو گیا ہے اور م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کی پیداوار پر اس کا مثبت اثر پڑا ہے۔

### بہتر سیالیت سے پیٹرولیم کی صفائی کو مدد ملی

جون اور جولائی 2013ء کے دوران گردشی قرضے کے تحفے سے پیٹرولیم ریفاائنریوں کی سیالیت کے مسائل کم ہوئے جس سے وہ اپنی استعداد کا استعمال بڑھانے کے قابل ہوئیں۔ اس کے نتیجے میں مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں اضافہ ہوا، قبل ازیں گزشتہ سال ایسی بہتری دیکھی گئی تھی۔ مزید برآں، اہم پیٹرولیم مصنوعات کی طلب طاقتور رہی، اور ملک میں سی این جی کی مسلسل قلت کے باعث پیٹرول کی فروخت میں اضافہ ہوا جبکہ تھرمل پاور پلانٹوں کی بہتر ہوتی ہوئی مالی صورت حال کے ساتھ فرنس آئل کی فروخت میں بحالی دیکھی گئی۔

جہاں تک ہائی اسپیڈ ڈیزل کا تعلق ہے، مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی میں اس کی طلب 6.5 فیصد بڑھی، تاہم ملکی پیداوار میں 18.4 فیصد اضافے سے نہ صرف بلند ملکی طلب پوری ہوئی بلکہ ڈیزل کی درآمد بھی کم ہوئی جس میں زیر جائزہ عرصے کے دوران 17.5 فیصد تخفیف دیکھی گئی۔ ڈیزل کی رسد میں ہونے والی اس تبدیلی کے دو اسباب ہو سکتے ہیں: اول، مئی 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیالیت کی رکاوٹوں سے ملکی ریفاائنریاں کافی مقدار میں ایچ ایس ڈی پیدا نہ کر سکیں جس کے باعث بھاری مقدار درآمد کرنے کی ضرورت پڑی، اور دوم، مئی 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پی ایس او نے ملک میں کم پیداوار اور طاقتور طلب کا اندازہ لگاتے ہوئے فاضل ڈیزل درآمد کیا تھا۔<sup>14</sup>

### متواتر تعمیرات سے منسلک صنعتیں مستحکم ہوئیں

ملک میں متواتر تعمیراتی سرگرمیوں سے بیشتر فائدہ لوہے اور فولاد کی صنعتوں کو ہوا اور یہ شعبے مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بلند استعداد پر چلائے گئے۔ حالیہ برسوں میں تین نئے کارخانوں نے تجارتی سرگرمیاں شروع کی ہیں اور کم منافع وصول کر کے انہوں نے درآمدی کولڈ رولڈ کوائل اسٹیل کی مارکیٹ میں اپنا مقام بنالیا ہے۔<sup>15</sup> اہم بات یہ ہے کہ فولاد کی صنعت بجلی کی قلت سے اب بڑی حد تک محفوظ دکھائی دیتی ہے کیونکہ بیشتر نئے کارخانے پابند (captive) پاور پر چلائے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب میں واقع فولاد کے بعض کارخانے بجلی کی قلت کی صورت میں متبادل ایندھن کے لیے پرانے ٹائر چلاتے ہیں۔

تعمیرات سے منسلک فولاد کے علاوہ دیگر صنعتوں (مثلاً شیشہ، اور رنگ و روغن) نے بھی عمدہ کارکردگی دکھائی۔ تاہم برآمدات میں تیز رفتاری سے سیمنٹ کی پیداوار متاثر ہوئی (باب 5)۔ اُدھر، اندرون ملک فروخت میں پہلی سہ ماہی مئی 14ء کے دوران 2.2 فیصد سالانہ نمو ہوئی جس میں بیشتر رمضان کے اثرات شامل ہیں۔ بعد میں، خصوصاً نومبر اور دسمبر 2013ء میں سیمنٹ کی فروخت پھر بڑھ گئی۔<sup>16</sup>

14 اوی اے سی کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ مئی 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ہائی اسپیڈ ڈیزل کی درآمد 25 فیصد بڑھی۔ اگلی سہ ماہیوں میں یہ درآمد تیزی سے گری۔

15 اکتوبر 2012ء سے تجارتی پیداوار شروع کرنے والی عائشہ اسٹیل کی کولڈ رولڈ اسٹیل کی سالانہ پیداواری استعداد 220,000 میٹرک ٹن ہے۔ اسی طرح انٹرنیشنل اسٹیل نے جنوری 2011ء سے اپنی تجارتی سرگرمی شروع کی، اس کی اسٹیل کی سالانہ پیداواری استعداد 250,000 ٹن ہے جبکہ ہاٹ ڈپ گیلوانائزڈ اسٹیل کی 150,000 میٹرک ٹن ہے۔ آخر، طوبی اسٹیل نے جنوری 2013ء میں اپنی کاروباری سرگرمیاں شروع کیں، یہ سالانہ 1.28 ملین میٹرک ٹن pellets of direct reduced iron بنا سکتی ہے۔

16 نومبر اور دسمبر 2013ء کے دوران اندرون ملک فروخت میں بالترتیب 8.6 فیصد اور 3.8 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔

### برآمدی صنعتوں کی کارکردگی عمدہ رہی

امریکہ اور یورپ کے صارفین میں اخراجات برقرار رہنے سے پاکستان کی ٹیکسٹائل، چمڑے اور اناج پسائی جیسی اہم صنعتوں میں برآمدات کو سہارا ملا۔ مثال کے طور پر سوتی دھاگے کی پیداوار میں اضافہ چین سے آنے والی بلند طلب کے باعث ہوا جبکہ سوتی کپڑے کو یورپی یونین میں بڑھتی ہوئی طلب سے فائدہ پہنچا۔ چمڑے کے معاملے میں برطانیہ، اٹلی، جرمنی اور نیدرلینڈز سمیت یورپی ملکوں سے بڑھتی ہوئی طلب پوری کرنے کے لیے زائد پیداوار ضروری تھی۔ اسی طرح اناج پسائی کی صنعت میں پراسیس شدہ معمولی چاول کی برآمدی طلب پیداوار بڑھانے کا سبب بنی۔ زیر جائزہ عرصے میں اس شعبے کی نمو 4.8 فیصد رہی جبکہ گزشتہ برس 4 فیصد رہی تھی۔

### گاڑیوں کی پیداوار گرتی رہی

گاڑیوں (خصوصاً کاروں) کی پیداوار مسلسل چوتھے سال گری۔ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں کاروں کی فروخت گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں اگرچہ معمولی سی بڑھی تاہم پیداوار میں کمی جاری رہی۔ اس کمی کا تعلق ٹویوٹا کے ایک پرانے ماڈل کی پیداوار روکنے سے ہو سکتا ہے، اس

جدول 2.6: کاروں کی پیداوار اور فروخت			
تعداد			
پہلی سہ ماہی م س 12ء	پہلی سہ ماہی م س 13ء	پہلی سہ ماہی م س 14ء	
30,069	26,398	24,398	پیداوار
33,976	24,193	25,372	فروخت
9,225	14,223	4,965	درآمد

ماخذ: پاکستان آٹوموبیلینڈنگ چیمبرز ایسوسی ایشن

ماڈل کا نیا متبادل 2014ء کے وسط میں آئے گا۔ اس ایک گاڑی سے قطع نظر، پرانی گاڑیوں کی سخت درآمدی پالیسی کی بنا پر دیگر تمام کاروں کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ زیر جائزہ عرصے کے دوران پرانی کاروں کی درآمد تقریباً ایک تہائی رہ گئی کیونکہ حکومت نے پرانی گاڑیاں درآمد کرنے کی حد پانچ سال سے کم کر کے تین سال کر دی (جدول 2.6)۔

### خدمات<sup>17</sup>

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران شعبہ خدمات کی نمو کے پاکستان دفتر شماریات کے تخمینوں کا ہم اس وقت تک تجزیہ نہیں کر سکتے جب تک تفصیلی معلومات دستیاب نہ ہوں۔<sup>18</sup> اگرچہ ان تخمینوں سے سال بسال طاقتور نمونہ ظاہر ہوتی ہے، جو م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کے 2.9 فیصد سے بڑھ کر م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 5.9 فیصد ہو گئی، تاہم اس شعبے کے اہم اظہارے ملی جلی کارکردگی ظاہر کرتے ہیں۔ م س 14ء کے دوران ٹرانسپورٹ اور مالکاری میں نمو گزشتہ سال سے کم رہنے کا امکان ہے، جبکہ توقع ہے کہ مواصلات اور تھوک و خوردہ تجارت میں بہتری آئے گی۔

خردہ اور تھوک تجارت کے شعبے کو م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اشیا سازی میں وسیع البینا و بحالی کے ساتھ ساتھ درآمدی حجم میں معقول اضافے سے واضح طور پر کچھ سہارا ملا، تاہم یہ حاصل شدہ اضافہ زرعی شعبے کی ناقص کارکردگی سے جزوی طور پر زائل ہو سکتا ہے۔

<sup>17</sup> خدمات کے شعبے کی م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نمو کی تفصیلات فی الحال دستیاب نہیں، چنانچہ یہ سیکشن اس شعبے کی دوران سال کارکردگی کے اہم اظہار یوں پر مشتمل ہے۔

<sup>18</sup> خدمات کے شعبے کے بارے میں تفصیلی معلومات صرف سالانہ بنیاد پر دستیاب ہوتی ہیں۔

ذیلی شعبے مالکاری اور بیمہ م س 13 ء کے برعکس م س 14 ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کمزور معلوم ہوتے ہیں جس کی بنیادی وجہ سکتے ہوئے سودی مارجن ہیں۔ بینکوں کا بعد از ٹیکس مجموعی منافع م س 14 ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 82 ارب روپے ہے جو کہ م س 13 ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں 11.2 فیصد کی کوٹا ہر کرتا ہے۔ مستقبل قریب میں بھی یہی سلسلہ جاری رہنے کا امکان ہے تاہم نفع یابی کی صورت حال اسی وقت واضح ہوگی جب بینک سال کے اختتام پر اپنے آڈٹ شدہ حسابات دیں گے، اور نمونین اور وصولی کے حتمی اعداد و شمار کو شامل کر لیں گے۔

جہاں تک ذرائع نقل و حمل کے شعبے کا تعلق ہے، م س 13 ء کے دوران نجی شعبے نے بہتر کارکردگی دکھائی تاہم پی ٹی سی اے اپنے عمل کاری خسارے پر قابو نہ پاسکا۔<sup>19</sup> م س 14 ء کے دوران پی ٹی سی اے کو اپنی طویل مدتی عملی ناکارگزار یوں کے ساتھ ساتھ کئی نقصانات برداشت کرنے پڑے: (i) سعودی حکومت نے حج سیزن کے لیے پاکستانیوں کے کوٹے میں 30 فیصد کوٹہ کر دی جس سے زیر جائزہ عرصے کے دوران دستیاب سیٹ کلومیٹر (ASK) میں نمایاں کمی آگئی،<sup>20</sup> (ii) پاکستانی روپے کی قدر تیزی سے گرنے سے زرمبادلہ کے واجبات بڑھ گئے جس سے انٹر لائن کا عمل کاری خسارہ بھی بڑھ گیا، اور (iii) قابل مرمت طیاروں کی جو تعداد گزشتہ برس 29 تھی وہ م س 14 ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کم ہو کر صرف 23 رہ گئی۔

م س 14 ء میں مواصلات کے شعبے کی بحالی کا امکان ہے، رواں مالی سال پہلی سہ ماہی کے دوران پی ٹی سی ایل نے 4.6 ارب روپے کا منافع قبل از ٹیکس کمایا جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں 9.2 ارب روپے کا نقصان اٹھایا تھا۔ بہتری کی اہم وجوہ بین الاقوامی برنس اور براڈ بینڈ خدمات ہیں۔ آواز سے متعلق پی ٹی سی ایل کی خدمات سیلولر کمپنیوں کی جانب سے سخت مسابقت کی بنا پر عمدہ کارکردگی نہ دکھاسکیں۔ ٹیلی مواصلات مشینری کی درآمد میں تیزی سے اضافے سے بھی اس شعبے میں بحالی کا پتہ چلتا ہے۔

19 جنوری تا ستمبر 2013 ء کے دوران پی ٹی سی اے کو 31.6 ارب روپے خسارہ ہوا جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے میں 22.2 ارب روپے نقصان ہوا تھا۔

20 طیارے میں نشستوں کی تعداد اور کلومیٹر پرواز (خالی یا بھری) کا حاصل ضرب 'دستیاب سیٹ کلومیٹر' ہے۔ فضائی انٹر لائن صنعت کی آمدنی کا یہ ایک اہم اظہار یہ ہوتا ہے۔ پی ٹی سی اے کا 'دستیاب سیٹ کلومیٹر' م س 13 ء کی پہلی سہ ماہی میں 14.7 ارب تھا جو م س 14 ء کی پہلی سہ ماہی میں گزر کر 13.04 ارب ہو گیا۔

## خصوصی سیکشن 2.1: توانائی کے متبادل ذرائع<sup>21</sup>

### 2.1.1 تعارف

پاکستان میں دستیاب توانائی گزشتہ چند برسوں سے گھٹتی جا رہی ہے، اس کی وجوہات یہ ہیں: سرمایہ کاری کا فقدان، ملکی گیس کی رسد جوں کی توں، توانائی سے متعلق سرکاری اداروں کی مسلسل ناقص کارکردگی، اور گیس کی درآمد کا کافی انفراسٹرکچر۔ توانائی کی قلت سے یوں تو تمام ہی اقتصادی شعبے متاثر ہوتے آئے ہیں تاہم صنعتی شعبہ پر سب سے زیادہ زبردستی ہے۔ پاکستان کے مختلف صنعتی شعبوں پر اس قلت کے اثرات مختلف ہیں جس کا سبب ان میں استعمال ہونے والے ایندھن کی اقسام ہیں۔

جب بجلی اور گیس کی قلت کا سلسلہ 09ء میں شروع ہوا تو متعدد صنعتوں کی پیداوار گرنے لگی ماسوائے ان صنعتوں کے جو بنیادی طور پر کونکے سے توانائی حاصل کرتی ہیں مثلاً سیمنٹ۔ تاہم جب قلت متواتر رہنے لگی تو بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کمپنیوں نے متبادل ذرائع اختیار کرنے شروع کر دیے۔ جن کارخانوں میں زیادہ بجلی استعمال ہوتی ہے مثلاً فولاد پگھلانے، خوردنی تیل اور گھی، اور ٹیکسٹائل اسپننگ کے کارخانے، انہوں نے جزیئر نصب کرائے جن میں ہائی اسپید ڈیزل اور/یا فرنس آئل ڈالا جاتا ہے۔<sup>22</sup> گیس پر انحصار کرنے والے کارخانے مثلاً کاغذ، شیشہ، اور کیمیکل کے کارخانے بوائلر استعمال کرنے لگے جو کونکے، فضلے کی حرارت اور بایو ماس پر چل سکتے ہیں۔ توانائی کے متبادل انتظامات کا ایک خلاصہ جدول 2.5 میں دیا گیا ہے۔<sup>23</sup>

### 2.1.2 پاکستان میں توانائی کی قلت پر صنعت کار عمل

اس سیکشن میں ہم ان متبادل انتظامات کا جائزہ لیں گے جو مختلف صنعتوں نے اپنی پیداوار برقرار رکھنے کے لیے اپنائے ہیں۔

#### فولاد

پاکستان میں فولاد کا شعبہ پگھلاؤ اور ری رولنگ کارخانوں پر مشتمل ہے۔ پگھلاؤ کے عمل میں آرک فرنس استعمال کرتے ہوئے اسکرپ کو پگھلا کر اس سے سلاخیں بنائی جاتی ہے۔ یہ عمل 100 فیصد بجلی سے مکمل ہوتا ہے اور توانائی کا کوئی اور ذریعہ بجلی کا متبادل نہیں ہے۔ بجلی کی قلت کے پیش نظر پنجاب میں واقع چھوٹی فرموں نے ڈیزل سے چلنے والے جزیروں کا استعمال شروع کر دیا جس سے نہ صرف پیداواری لاگت بڑھ گئی بلکہ پیداواریت بھی گھٹ گئی کیونکہ فولاد کا اسکرپ پگھلانے کے لیے بجلی کی متواتر رسد درکار ہوتی ہے۔<sup>24</sup> اس کے برعکس کراچی میں واقع بڑے کارخانے پابند (captive) بجلی پر منتقل ہو گئے جسے بلند اور مقررہ لاگت چاہیے ہوتی ہے تاہم بلا تعطل پیداوار کی بھی ضمانت ہوتی ہے۔<sup>25</sup>

21 اس سیکشن کی تیاری کے لیے ہر ذیلی شعبے میں مذکور متعدد اداروں سے گفتگو کی گئی۔ پاکستان کا صنعتی شعبہ کتنی توانائی استعمال کرتا ہے، اس حوالے سے ٹھوس معلومات چونکہ دستیاب نہیں ہیں اس لیے اس سیکشن میں درج معلومات کا ماخذ متعدد صنعتی اداروں اور تنظیموں کے ساتھ ہونے والی گفتگو ہی ہے۔ اداروں کے بارے میں معلومات ان کی ویب سائٹ اور مالی رپورٹوں کے توسط سے پہلے ہی عام دسترس میں آ چکی ہے۔

22 اگرچہ اس منتقلی سے تیار کنندگان پر بھاری مالی اور پیداواری لاگت آ پڑتی ہے، تاہم پیداوار میں کمی سے بچا جاسکتا ہے۔

23 پاکستان نے صرف 13ء کے دوران فضلے کی حرارت سے چلنے والے (مخلوط) 55,920 ہونکر درآمد کیے۔

24 بصورت دیگر اس پرائس کو دوبارہ سے شروع کرنا پڑتا ہے۔

25 مثال کے طور پر انٹرنیشنل اسٹیل لمیٹڈ کے پاس گیس سے چلنے والا ایک بجلی گھر ہے جو 18 میگا واٹ بجلی پیدا کر سکتا ہے۔ اسی طرح طوبیٹی اسٹیل نے 38 میگا واٹ کا کابائٹ سائیکل پاور کا بجلی گھر نصب کرایا ہے۔

دوسری طرف، گیس سے چلنے والے ری رولنگ پراسیس میں سلاخوں کی پری ہیٹنگ کی ضرورت ہوتی ہے جس سے حتمی مصنوعات کی صورت گری کی جاتی ہے۔ ایک تخمینے کے مطابق گزشتہ دو سال کے دوران پنجاب میں 12 سے 13 ری رولنگ یونٹوں نے کونکے کی گیس فیکشن (gasification) کے پلانٹ نصب کیے ہیں۔ چین سے درآمد شدہ ان پلانٹ کی لاگت حجم اور استعداد کے لحاظ سے 4 ملین سے 30 ملین روپے تک ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب میں بعض چھوٹے کارخانے حرارت کے حصول کے لیے پرانے ٹائر بھی استعمال کر رہے ہیں۔<sup>26</sup>

### کاغذ

کاغذ کی تیاری میں خاصی توانائی یعنی بجلی اور بھاپ دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ توانائی ہوا کو کپیر لیس کرنے، گودے (pulp) کو پراسیس کرنے اور کاغذ کو خشک کرنے کے لیے درکار ہوتی ہے۔ خشک کرنے کا پراسیس زیادہ توانائی لیتا ہے، اسے بھاپ کی متواتر آمد چاہیے ہوتی ہے۔ پاکستان میں بھاپ بنانے کے لیے قدرتی گیس بنیادی ایندھن کی حیثیت رکھتی تھی، گیس کی قلت نے بہت سے متعلقہ اشیا سازوں کو حال ہی میں متبادل ذرائع اپنانے پر مجبور کیا ہے۔ مثال کے طور پر گودا ساز بڑے کارخانہ دار (مثلاً پری میئر پیپر ملز) کاغذ سے اضافی نمی نکالنے کے لیے بایو ماس سے چلنے والے بوائلر (جن میں گندم کے تنکے، کائی گھاس اور باگاس ہوتی ہے) استعمال کر رہے ہیں،<sup>27</sup> جبکہ ایک اور بڑا کاغذ ساز ملکی ادارہ سنچری پیپر ز کونکے/بایو ماس سے چلنے والا بوائلر حال ہی میں نصب کرا چکا ہے۔<sup>28</sup>

### ٹیکسٹائل

اس شعبے میں ریشے کی اسپننگ اور ویونگ میں زیادہ بجلی خرچ ہوتی ہے جبکہ کپڑا رنگنے اور فینٹنگ کرنے میں گیس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس عمل میں بھاپ متواتر درکار ہوتی ہے۔ پاکستان میں اسپننگ کے بیشتر کارخانے بڑے پیمانے کی پیداوار دیتے ہیں جو بیک اپ پر موجود ڈیزل جنریٹروں پر بھی چل سکتے ہیں۔ ویونگ کے شعبے میں، فیصل آباد میں واقع بہت سے کارخانے کپڑا بننے کے لیے پاور لوم استعمال کرتے ہیں، یہ پاور لومیں دراصل چھوٹے پیمانے کے کارخانے ہیں جو بجلی جانے کی صورت میں خود بھی بندش پر مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ توانائی کے متبادل ذرائع ان کی محدود کارکردگی کے لیے بہت مہنگے ہیں۔ درمیانے حجم کی بعض پاور لوموں نے ڈیزل جنریٹر لگا لیے ہیں تاہم فولاد کے شعبے کی مانند، اس نے بھی پیداواری لاگت بڑھادی ہے۔<sup>29</sup>

اس کے برعکس، کئی ٹیکسٹائل پراسیسنگ یونٹوں نے بوائلر لگوا لیے ہیں جو بائیو فیول مثلاً کپاس کے کچرے، چاول کے بھوسے اور ان ہی جیسی دیگر اشیا سے چل سکتے ہیں (سیکشن 2.1.3)۔ جہاں تک بڑے ٹیکسٹائل گروپوں کا تعلق ہے، بیشتر کے پاس اپنے پابند بجلی کے پلانٹ ہیں، ایسے گروپوں کی چند مثالیں نشاط، گل احمد، ستارا، اور سیفائز ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ ادارے گیس پر چلنے والے بجلی کے کمبائنڈ سائیکل پلانٹ استعمال کرتے ہیں یعنی گیس سے بجلی بنائی جاتی ہے اور اس دوران حاصل ہونے والا فضلہ خود بخود بھاپ بنانے میں استعمال ہو جاتا ہے۔ جن

26 یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ بھاپ بنانے کے لیے پرانے ٹائر کا استعمال پاکستان میں ماحولیاتی خطرات کے سبب غیر قانونی ہے۔

27 گندم کے تنکے کا گودا درآمد کیے گئے نرم لکڑی کے ٹیچ شدہ کرافٹ پاپ میں ملایا جاتا ہے تاکہ مطلوبہ معیار حاصل کیا جائے۔

28 یہ بوائلر 99 فیصد معدنی کونکے اور صرف ایک فیصد بایو ماس استعمال کرتا ہے۔

29 اگر پاور لوم چلتے چلتے ایک بند ہو جائے تو لوم میں پھنسا ہوا کپڑا ضائع ہو جاتا ہے۔

پرائیس میں گیس درکار ہوتی ہے ان کے لیے یوٹس ٹیکسٹائل، کوہ نور، چناب، اور فضل جیسے اداروں نے ضائع ہونے والی حرارت کی بازیافت (recovery) کے لیے بوائلر نصب کرا لیے ہیں۔

### کیمیکل

کیمیکل کے شعبے میں کاسٹک سوڈا اور سوڈا الیش کی تیاری میں خاصی گیس درکار ہوتی ہے۔<sup>30</sup> گیس کی قلت شروع ہوئی تو پنجاب میں کیمیکل ساز اداروں کو سب سے زیادہ دشواری ہوئی۔ حال میں پنجاب کے دو بڑے گروپوں اتحاد اور ستارا کیمیکلز نے اپنا کچھ پیداواری عمل کو نئے سے چلنے والے بوائلروں کو سونپ دیا ہے۔ کراچی میں دو بڑے کیمیکل ساز اداروں نے بھی قدرتی گیس پر اپنا انحصار کم کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر آئی سی آئی کیمیکلز نے اپنے سوڈا الیش پلانٹ کے لیے کوئلے والا بوائلر لگوا لیا ہے جبکہ اپنے پولیمر پلانٹ کے لیے شمسی (solar) تھرمل بوائلروں کا انتظام کیا ہے۔ ادھر، اینگرو پولیمرز اپنی معمول کی سرگرمیوں سے بچ رہنے والی توانائی کو فضلے سے چلنے والے بوائلروں سے بھاپ بنانے میں استعمال کر رہی ہے۔ پولی سٹر برنس میں سب سے بڑی کمپنی (ابراہیم فابری) نے گیس سے چلنے والا پاور پلانٹ نصب کرایا ہے جس کی اضافی پیداوار بھاپ ہے، یہ بھاپ پولی سٹر اسٹیل فابری کی تیاری کے لیے کافی ہوتی ہے۔

### چمڑا

چمڑے کی صنعت کو اپنے پیداواری عمل کے لیے بجلی اور بھاپ دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس صنعت سے وابستہ افراد کے ساتھ گفتگو سے معلوم ہوا کہ پنجاب میں واقع کارخانے ڈیزل سے چلنے والے جنریٹر بجلی کے متبادل کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ چمڑا خٹک کرنے کے لیے گیس کی ضرورت پڑتی ہے چنانچہ بعض کارخانوں نے بھاپ پیدا کرنے کی غرض سے شمسی تھرمل بوائلر لگوا لیے ہیں۔ کراچی میں، جہاں گیس کی قلت اتنی عام نہیں ہے جتنی پنجاب میں، اس لیے یہاں کے اشیا ساز ادارے صرف ڈیزل جنریٹروں پر بھروسہ کرتے ہیں۔

### شکر

پاکستان میں شوگر ملیں باگاس سے چلنے والے پابند بجلی کے پلانٹ استعمال کر رہی ہیں۔<sup>31</sup> پیداواری عمل میں اس ہم آہنگی کا آغاز صرف چار سال قبل ہوا جب توانائی کا بحران اپنے عروج پر تھا۔ اس وقت بیشتر بڑی ملیں اپنی ذیلی پیداوار سے بجلی تیار کر رہی ہیں جو نہ صرف ان کی اپنی ضروریات کے لیے کافی ہوتی ہے بلکہ (بعض تخمینوں کے مطابق) 3,000 میگا واٹ بجلی نیشنل گرڈ کو دے دی جاتی ہے۔ ان روشن امکانات کے پیش نظر اقتصادی رابطہ کمیٹی نے مارچ 2013ء میں 'بجلی کی ذیلی پیداوار کا ایک فریم ورک' (Framework for Power Co-generation) منظور کیا تھا جس میں ذیلی پیداوار، نرخوں کے تعین، اور تقسیم کار کمپنیوں کو فروخت سے متعلق طریقہ کار طے کیا گیا ہے۔ 'ترقیاتی بورڈ برائے متبادل توانائی' (Alternative Energy Development Board) اس کی نگرانی کرے گا۔

<sup>30</sup> اس شعبے میں چار اہم ادارے ہیں: اتحاد کیمیکلز، ستارا کیمیکلز، آئی سی آئی کیمیکلز، اور اینگرو پولیمرز۔

<sup>31</sup> باگاس، جسے کچھو باگاس کہتے ہیں، ریشے دار ہوتا ہے۔ حراروں میں اس کی قدر 2,300 کلو گرام ہے۔ بجلی بنانے کے لیے باگاس عمدہ خام مال ہے۔ یہ شوگر ملوں کو بجلی اور بھاپ فراہم کرنے کے لیے ایک مستحکم اور قابل بھروسہ ذریعہ بن چکا ہے۔

### سیمنٹ

بڑے پیمانے کی اشیاء سازی میں سب سے زیادہ توانائی سیمنٹ بنانے میں استعمال ہوتی ہے۔ کلنکرنگ (clinkering) کے عمل میں بہت زیادہ توانائی درکار ہوتی ہے اس میں مختلف خام اشیا (بشمول چکنی مٹی اور چوئے کا پتھر) کے آمیزے کو جزوی طور پر پگھلایا جاتا ہے جس سے وہ کلنکریلے مواد میں تبدیل ہو جاتا ہے۔<sup>32</sup> گردشی بھٹی میں پگھلاؤ کے اس عمل میں کئی طرح کے ایندھن درکار ہوتے ہیں مثلاً پسا ہوا معدنی کوئلہ یا کوک، قدرتی گیس، بھوراکوئلہ (lignite)، اور تیل۔ پاکستان میں تقریباً تمام سیمنٹ ساز ادارے 2000ء کی دہائی کے اوائل ہی میں قدرتی گیس سے ہٹ کر معدنی کوئلے پر آ گئے تھے جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ شعبہ ملک میں توانائی کی بدتر ہوتی صورت حال سے بڑی حد تک محفوظ ہے۔<sup>33</sup> تاہم لاگت کم کرنے کی غرض سے کئی سیمنٹ ساز اداروں (مثلاً ڈی جی خان سیمنٹ، لکی سیمنٹ، فوجی سیمنٹ) نے بائیو فیول، خصوصاً فضلے اور ٹائروں سے حاصل ہونے والے ایندھن کا استعمال شروع کر دیا ہے (سیکشن 2.1.3)۔<sup>34</sup> اس کے علاوہ بیسٹ وے، چرٹ، فیکٹو، لکی اور ڈی جی خان نے اپنی بجلی خود بنانے کے لیے حرارت کی بازیافت کے پائش بھی نصب کرائے ہیں۔<sup>35</sup>

### کھاد

کھاد سازی کے شعبے کے پاس پیداواری عمل میں قدرتی گیس کو بطور خام مال استعمال کرنے کے سوا کوئی متبادل نہیں ہے۔ گیس کی ناکافی دستیابی کے سبب کھاد کی پیداوار بھی گزشتہ دو سال میں کم ہوئی ہے، چنانچہ ملک میں طلب و رسد کے فرق کو درآمد سے پورا کرنا پڑا ہے۔<sup>36,37</sup>

### خوردنی تیل و گھی

پاکستان میں خوردنی تیل بنانے میں درآمد شدہ پام آئل کی صفائی (refining)، رنگ کٹائی (bleaching) اور بُو کو دور کرنے کا عمل (deodorization) شامل ہوتا ہے، ان سارے تعاملات میں مختلف مراحل پر حرارت دینا اور ٹھنڈا کرنا پڑتا ہے جس میں خاصی توانائی درکار ہوتی ہے۔ حرارت پہنچانے کا اہم ذریعہ بھاپ ہے جس کے لیے ان کارخانوں میں بوائلر نصب ہیں، یہ بوائلر فرنس آئل اور ہائی اسپیڈ بیلز پر چلتے ہیں۔ بائیو فیول پر چلنے والے بڑے حجم کے بوائلر بھاری لاگت اور بڑی جگہ چاہتے ہیں جس کی استعداد ان کارخانوں کے پاس نہیں ہوتی، چنانچہ وہ نسبتاً مہنگے اور درآمد شدہ ایندھن کے استعمال پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

32 اشیاء سازی صنعت شماری (Census of Manufacturing Industries) 2005ء کے مطابق ایندھن کی فی کارخانہ لاگت کے معاملے میں سیمنٹ کا شعبہ دوسری صنعتوں سے آگے ہے۔ چونکہ ہمارے پاس اس نوعیت کے اعداد و شمار نہیں ہیں کہ ہر شعبہ توانائی کی کتنی مقدار استعمال کرتا ہے، اس لیے ہم اس کا تخمینہ ایندھن کی لاگوں کے موازنے کے ذریعے لگا رہے ہیں۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ چونکہ مختلف ذرائع توانائی کے نرخ یکساں نہیں ہیں، اس لیے صنعتوں کی اس لاگت میں موجود فرق سے یہ بات بھی ظاہر ہوگی کہ وہ کون سا ایندھن استعمال کر رہی ہیں۔

33 سیمنٹ کی پیداوار میں 12ء میں 2.9 فیصد اور 13ء میں 6.1 فیصد بڑھی۔

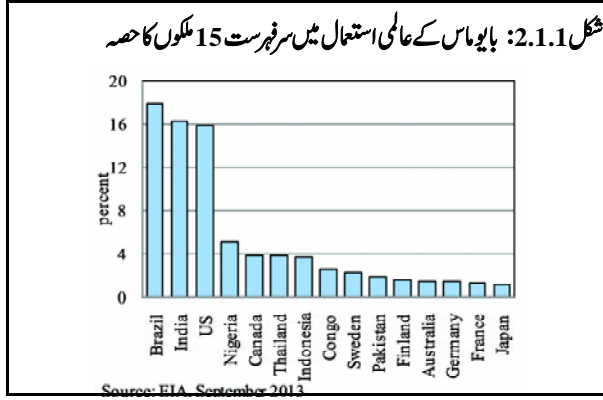
34 یہی وجہ ہے کہ حالیہ برسوں میں معدنی کوئلے کی درآمد میں اضافہ نہیں ہوا۔ معدنی کوئلے کا استعمال اگرچہ دوسری صنعتوں میں بڑھا ہے (بوائلر چلانے کے لیے، یا کوئلے سے گیس نکالنے کے کارخانوں میں) تاہم سیمنٹ کی صنعت میں اس کا استعمال کم ہوا ہے۔

35 سیمنٹ کی صنعت میں استعمال ہونے والی توانائی میں 11 فیصد بجلی کا حصہ ہے جبکہ مجموعی پیداواری لاگت میں بجلی کا حصہ تقریباً 60 فیصد ہے۔

36 پاکستان میں گیس استعمال کرنے والا، بجلی سازی کے بعد سب سے بڑا شعبہ کھاد ہے۔ م 13ء میں کھاد کی صنعت کو سوئی فیٹ ورک پلانٹ سے 20 فیصد، اور ماری نیٹ ورک سے 12 فیصد کوئی ہوئی۔ موسم سرما میں تمام نیٹ ورکس پر گیس کی کوڈ شیڈنگ معمول کے 45 دن سے بڑھا کر 60 دن کر دی گئی ہے (ماخذ: اقتصادی سروے 2012-13ء)

37 مثال کے طور پر پاکستان میں م 13ء میں یوریا کی پیداوار 8.6 فیصد گر گئی، م 12ء میں 1.8 فیصد اور م 11ء میں 10.1 فیصد گر گئی تھی۔





### شیشہ

شیشہ سازی میں بھی بہت زیادہ توانائی درکار ہوتی ہے۔ زیادہ تر توانائی قدرتی گیس جلانے سے ملتی ہے، شیشہ بنانے کے لیے خام مال کو پگھلانے والی بھٹیوں میں قدرتی گیس استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں ان بھٹیوں کو مخصوص طور پر قدرتی گیس پر چلایا جاتا ہے۔ ایندھن کی مجموعی لاگت میں قدرتی گیس کا حصہ 62 فیصد ہوتا ہے۔<sup>38</sup> اس شعبے کے اکثر بڑے کارخانے اگلے دو سال میں

کوئلے کی گیس والے پلانٹ (coal gasifier) لگانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

### 1.1.3 پاکستان میں بایوفیل اور فضلے کا استعمال

پاکستان دنیا کے ان 10 سرفہرست ملکوں میں سے ایک ہے جو توانائی کے حصول کے لیے بایوماس استعمال کرتے ہیں (شکل 2.1.1)۔ بایوماس کے بیشتر استعمال کنندگان اگرچہ دیہی باشندے ہیں تاہم اس کے صنعتی استعمال کا تناسب تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اب ہم بایوفیل کی ان مختلف اقسام اور فضلے سے حاصل کیے گئے متبادل ایندھن کے بارے میں بحث کریں گے جو فی الحال صنعتی شعبے میں استعمال کیے جا رہے ہیں (جدول 2.1.2)۔

### فضلے سے حاصل ایندھن

فضلے سے حاصل ایندھن میں صنعتی یا تجارتی سرگرمیوں سے بچ جانے والے مواد (residue) شامل ہوتا ہے، جیسے ربڑ، استعمال شدہ ٹائر، بیٹری کے خانے، پلاسٹک کا مواد، میوٹیل فضلہ، وغیرہ۔

کچرے (refuse) سے ماخوذ ایندھن (RDF): اس ٹیکنالوجی کا بنیادی مقصد ملک سے ٹھوس فضلہ کم کرنا تھا تاہم اب اسے مختلف شعبوں میں توانائی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ 'آر ڈی ایف' پلانٹ ٹھوس میوٹیل فضلہ استعمال کرتا ہے تاہم فضلے میں سے کچنی مٹی، گرد کے ذرات، ملبہ اور دھات وغیرہ کو الگ کر لیا جاتا ہے۔ پاکستان میں توانائی کے اس متبادل ذریعے کا سب سے زیادہ فائدہ سینٹ کی صنعت کو ہوا ہے، تقریباً ایک چوتھائی سینٹ صنعت نے 'آر ڈی ایف' کا استعمال شروع کر دیا ہے۔<sup>39</sup>

ٹائر (tire) سے ماخوذ ایندھن (TDF): 'ٹی ڈی ایف' کا مطلب ہے ایندھن بنانے کے لیے پرانے ٹائروں کے ٹکڑے استعمال کرنا۔ حکومت

<sup>38</sup> اشیاء صنعت شامی 2005ء۔

<sup>39</sup> سینٹ کی صنعت اپنی توانائی کی ضروریات کا لگ بھگ 20 سے 30 فیصد 'آر ڈی ایف' ذرائع سے پورا کر رہی ہے۔

جدول 2.1.2: پاکستان کی مختلف صنعتوں کے لیے ایندھن کے متبادل ذرائع			
زمرہ	نوع	کلوجارے بمقابلہ درآمد شدہ معدنی کوئلہ*	استفادہ کرنے والی صنعتیں
زرعی فضلہ	چاول کا چھلکا	1.94	کپڑا رنگائی، پینٹنگ، سیمنٹ، کانڈو، فولاد، اینٹوں کا بھرتہ
	مکئی کا بھرتہ	1.59	کانڈ، سیمنٹ
	مکئی کا چھلکا	2.09	کانڈ، سیمنٹ
	گندم کے تنکے	1.66	کپڑے کی پراسیسنگ، سیمنٹ، اینٹوں کا بھرتہ
	کپاس کے تنکے	1.9	سیمنٹ، اینٹوں کا بھرتہ
	چاول کے تنکے	1.94	کپڑے کی پراسیسنگ، سیمنٹ، کانڈو، فولاد، اینٹوں کا بھرتہ
صنعتی فضلہ	لکڑی کا بھوسہ	1.85	سیمنٹ
	باگاس	1.82	شکر، کپڑا، سیمنٹ
	گوبر یا لید	2.27	سیمنٹ
	ٹائروں کا فضلہ	0.78	فولاد، سیمنٹ
	آرڈی ایف	2.46	سیمنٹ
فضلہ اور باپو ماس	گائے کا گوبر	2.03	سیمنٹ
	مرغیوں کا فضلہ	2.15	سیمنٹ، اینٹوں کا بھرتہ
* درآمدی معدنی کوئلہ = 1، مقامی معدنی کوئلہ = 1.19			
ماخذ: صنعت کے تخمینے			

ماسوائے سیمنٹ کے کسی صنعت میں ٹی ڈی ایف کے استعمال کی اجازت نہیں دیتی، کیونکہ جلتے ٹائروں سے زہریلے مادے ہوا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ٹائروں کے ٹکڑے درآمد شدہ براسکریپ میں سے نکالے جاتے ہیں کیونکہ استعمال شدہ ٹائروں کی ری سائیکلنگ کے لیے پاکستان میں کوئی طریقہ موجود نہیں ہے۔<sup>40</sup> سیمنٹ کی صنعت نے، جو اس وقت معدنی کوئلہ بطور بنیادی ایندھن استعمال کر رہی ہے، ٹی ڈی ایف کا طریقہ اپنانا شروع کر دیا ہے نہ صرف اس لیے کہ اس میں توانائی کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے بلکہ اس لیے بھی کہ یہ معدنی کوئلے سے سستا پڑتا ہے۔ نیز، منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ چھوٹی اسٹیل ملیں بھی یہ طریقہ غیر قانونی طور پر استعمال کر رہی ہیں کیونکہ فولاد کو پگھلانے میں بجلی کی متواتر فراہمی درکار ہوتی ہے۔

پولٹری کا فضلہ: مرغیوں سے حاصل شدہ فضلہ<sup>41</sup> اگر اس مقصد کے لیے بنائی گئی بھٹی (incinerator) میں جلایا جائے تو اس طرح بھی توانائی پیدا کی جاسکتی ہے۔<sup>42</sup> پاکستان میں فی الحال سیمنٹ کا شعبہ اور اینٹوں کے بھٹے توانائی پیدا کرنے کے لیے پولٹری کا فضلہ استعمال کر رہے ہیں۔ مستقبل کے لیے اسی فضلے سے بایوگیس بنانے کے کارخانے قائم کیے جا رہے ہیں جن سے بڑے پولٹری اور ڈیری فارموں کو بجلی فراہم کی جاسکے گی۔

40 جولائی تا ستمبر 2014ء کے دوران 806.4 ہزار ڈالر کا پلیٹوں کی شکل میں بڑا فضلہ اور اسکرپ درآمد کیا گیا جو کہ 13 مئی کی اسی مدت میں 25.1 ہزار ڈالر تھا اور 12 مئی کی اسی مدت میں صفر تھا۔

41 اس فضلے میں مرغیوں کی ہیٹ، زمین پر گری ان کی خوراک، اور پروٹین شامل ہیں۔

42 بھٹیوں میں جلانے کا عمل فضلے میں موجود نامیاتی اجزاء کے احتراق پر مشتمل ہوتا ہے۔

### بایوفیول

بایوفیول میں پودوں کے نشوونما لکڑی اور کھیت و باغات کا کچرا شامل ہے، مونوذر الذکر میں چاول کا چھلکا، چاول کے تنکے، کافی کا چھلکا، گندم کی بھوسی، مکئی کا بھٹہ، گنے کا پھوک، کپاس کے تنکے، گنے کے فاضل اجزا (cane trash) وغیرہ شامل ہیں۔

چاول کا چھلکا: چاول پیدا کرنے والے ملکوں میں چاول کا چھلکا اور تنکے مفید ترین زرعی ذیلی پیداوار ہیں۔ ان کے ذریعے بھاپ یا گیس پیدا کر کے اسے بجلی بنانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے، اور یہ طریقہ سیمنٹ، کاغذ اور گتے، اینٹوں کے بھٹے اور فولاد کی صنعتوں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔<sup>43</sup> چاول کا چھلکا ٹیکنالوجی شعبے میں بھی استعمال ہو رہا ہے، اس سے بوائلر چلائے جاتے ہیں جن سے بجلی بنتی ہے اور یہ بجلی کپڑا رنگنے اور رنگ کاٹنے میں کام آتی ہے۔

باگاس: گنے کے پھوک کا باگاس بجلی پیدا کرنے کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت پاکستان کی تقریباً تمام شوگر ملیں باگاس سے اپنی بجلی بنانے کی صلاحیت رکھتی ہیں اگرچہ کہ بہت سی ملیں ناقص بوائلر اور قدیم پریشر ٹربائن استعمال کر رہی ہیں۔<sup>44</sup> مستقبل میں یہ ملیں تجارتی بنیادوں پر بجلی بنانے کا ارادہ رکھتی ہیں جس کے لیے بھاپ کا کفایتی استعمال کرنے والے آلات اور باگاس کا زیادہ کارگر استعمال کرنے والا انفراسٹرکچر نصب کیا جائے گا۔ بلند پریشر کی ٹیکنالوجی والا یہ نیا ساز و سامان کم پریشر والے بوائلروں کی جگہ لے گا جس سے کارکردگی بڑھے گی۔

کپاس کے تنکے: کپاس کے تنکے کپاس کی فصل کا اہم کچرا ہے جس کا مجموعی وزن کپاس کی پیداوار سے تین گنا زیادہ ہوتا ہے۔ ان تنکوں سے بننے والی توانائی فی الحال خشت سازی کی بھٹیوں اور کاشت کاروں کے کھانے پکانے میں استعمال ہو رہی ہے۔

دیگر ذرائع: سیمنٹ، کاغذ اور خشت سازی کی بھٹیوں میں گندم کی بھوسی، مکئی کے بھٹے، مکئی کے چھلکے، مکئی کے تنے اور دیگر ذرائع سے بجلی بنائی جا رہی ہے۔

بحیثیت مجموعی، زرعی اور صنعتی ذیلی پیداوار کا ایسا استعمال بہت مثبت اقدام ہے، بشرطیکہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی آلودگی کی سختی سے روک تھام کی جائے۔ توانائی کے ایسے قابل تجدید ذرائع پر لوگوں کا انحصار زیادہ تر دیہی شعبے میں ہے چنانچہ قومی توانائی کا گرڈ (بجلی ہو یا گیس) جو پہلے ہی بوجھ تلے دبا ہوا ہے اسے توسیع دینے کی ضرورت کم ہوگئی ہے۔ قدرتی گیس پر دیہی گھرانوں کا انحصار (یا توقعات) کم کرنے کے لیے اے ای ڈی بی کو اس مسئلے پر متوجہ ہونا چاہیے۔

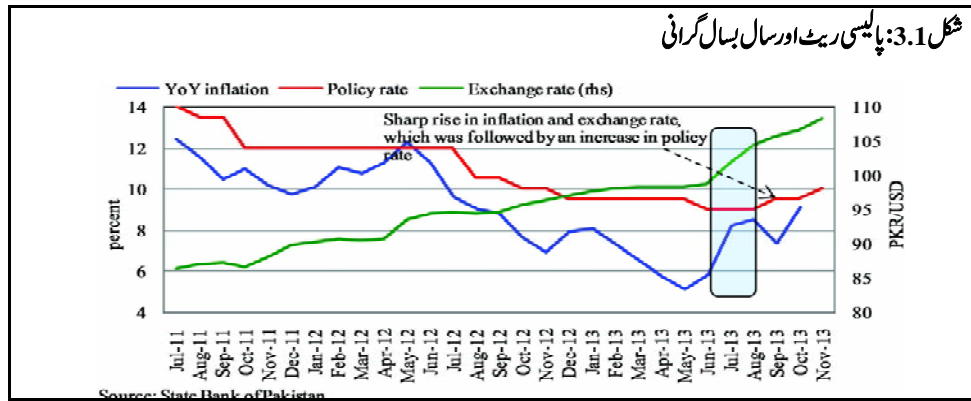
<sup>43</sup> چاول کے تنکے الگ سے بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں اور بایو ماس کی دیگر اشیاء کے ساتھ ملا کر بھی۔ اس ٹیکنالوجی میں توانائی بنانے کے لیے احتراقی بوائلر کے ساتھ بھاپ سے چلنے والے ٹربائن استعمال کیے جاتے ہیں۔

<sup>44</sup> شکر کی صنعت اپنی توانائی کی بیشتر ضروریات اس طریقے سے پوری کر رہی ہے۔ نیز، جھنگ میں تین چھوٹی ٹیکنالوجیوں نے حال میں باگاس کی cogeneration بجلی کی سہولت استعمال کی ہے۔

## 3 زری پالیسی وگرانی

### 3.1 عمومی جائزہ

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں گزشتہ دو برسوں سے جاری موافق زری پالیسی ختم ہوگئی اور اسٹیٹ بینک نے ستمبر 2013ء سے پالیسی ریٹ میں 50 بی پی ایس اضافہ کر کے اسے 9.5 فیصد کر دیا جبکہ اس سے قبل مالی سال 12ء اور مالی سال 13ء میں مجموعی طور پر 500 بی پی ایس کم کیے گئے تھے (شکل 3.1)۔<sup>1,2</sup> پالیسی میں یہ تبدیلی ضروری تھی تاکہ (i) پاکستانی روپے کو استحکام ملے، جس کی قدر میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں گزشتہ پانچ برسوں کی تمام سہ ماہیوں کی نسبت زیادہ کمی ہوئی۔<sup>3,4</sup> (ii) گرانی میں اضافے کے ساتھ ساتھ گرانی کی توقعات کی بحالی پر عمل ظاہر کیا جائے اور (iii) حکومتی قرض گیری کو اسٹیٹ بینک کے بجائے دیگر ذرائع پر منتقل کیا جائے۔ مجموعی لحاظ سے اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی سے آئی ایم ایف کے استحکام پروگرام کو تقویت دینے کی عکاسی ہوتی ہے جس میں پاکستان ستمبر 2013ء میں داخل ہوا تھا۔



پاکستانی روپے کی قدر میں کمی خاص طور پر پریشان کن تھی کیونکہ اس سے نہ صرف ملک کے بیرونی قرضوں اور واجبات کی واپسی کا بوجھ بڑھ گیا بلکہ یہ سہ ماہی کے دوران گرانی کے رجحان میں تبدیلی اور گرانی کی توقعات کو بڑھانے کی بھی جزوی طور پر ذمہ دار تھی۔ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 8.1 فیصد تک پہنچ گئی جو ایک سہ ماہی قبل صرف 5.6 فیصد تھی۔ پاکستانی روپے کی کمزوری کے علاوہ گرانی کو بڑھانے میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں معتدل اضافے، بجلی کی قیمت کے بڑھنے، بنیادی غذائی اشیاء کی رسد میں مشکلات اور جی

1 نومبر 2010ء تا جولائی 2012ء کے دوران پالیسی ریٹ کو 14.0 فیصد کی سطح پر برقرار رکھنے کے بعد اسٹیٹ بینک نے 31 جولائی 2012ء کو پالیسی ریٹ میں 50 بیس پوائنٹس کی کمی کی۔ تب سے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 500 بیس پوائنٹس کی کمی ہوئی ہے اور یہ آخر گشت 2013ء تک صرف 9.0 فیصد پر ہوا تھا۔

2 اس کے بعد نومبر 2013ء میں پالیسی ریٹ میں مزید 50 بی پی ایس کا اضافہ کیا گیا جس سے سال کی پہلی ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی اضافہ 100 بی پی ایس ہو گیا۔

3 روپے کی قدر میں بڑی کمی کی وجوہات میں بیرونی خسارے میں اضافہ، بین البینک منڈی سے اسٹیٹ بینک کی ذرمبادلہ میں خریداریاں اور آئی ایم ایف کے نئے پروگرام سے قبل بازار میں بے بازاری کے احساسات شامل تھے۔

4 بڑھتے ہوئے بیرونی خسارے کی وجہ سے پہلی سہ ماہی کے دوران ملک کے ذرمبادلہ کے ذخائر میں 1.2 ارب ڈالر کی کمی ہوئی۔

ایس ٹی کی شرح میں اضافے نے اہم کردار ادا کیا۔ پیٹرول اور گندم کی خوردہ قیمتوں میں اضافہ نہ صرف لاگت پر مبنی گرانے اور بلند اجرتوں بلکہ گھرانوں اور کاروباری اداروں کی گرانے سے متعلق توقعات پر بھی اثر انداز ہوا (سیکشن 3.4)۔

اگرچہ گرانے میں ہونے والا حالیہ اضافہ بظاہر لاگت کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے لیکن اس کے لیے اسٹیٹ بینک کا پالیسی رد عمل ضروری ہے تاکہ دور ثانی کے اثرات سے بچا جاسکے۔ خاص طور پر، زری پالیسی رسد پر مبنی غذائی گرانے کو محدود نہیں کر سکتی بلکہ یہ گرانے کی توقعات کا انتظام کر کے اس کے تمام اجناس پر اثرات سے بچنے میں مدد دیتی ہے۔ مزید برآں، بڑھتی ہوئی گرانے کے ماحول میں مستقل نامیہ شرح ہائے سود سے دباؤ میں اضافہ ہو سکتا ہے، اگر نجی شعبے کی قرض گیری میں تیزی آجائے۔

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زری مجموعوں کا رجحان بھی معاون ثابت نہیں ہو سکا۔ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری میں 17.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ اس کے مقابلے میں م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں روم کی خالص واپسی کی گئی تھی۔<sup>5</sup> اسٹیٹ بینک پر اس بڑھتے ہوئے انحصار میں کئی عوامل نے کردار ادا کیا جن میں بیرونی قرض دہندگان کو قرضوں کی خالص واپسی، منافع کی شرحوں میں کمی کے بعد قومی بچت اسکیموں میں کم سرمایہ کاری اور سخت زری پالیسی کی توقع کے باعث اوّلین نیلامیوں میں بینکوں کی محتاط شرکت شامل ہیں (سیکشن 3.2)۔

اگرچہ حکومت سہ ماہی کے لیے آئی ایم ایف کی مقررہ حد میں رہتے ہوئے اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کم کرنے میں کامیاب رہی لیکن وہ ایس بی پی ایکٹ 1956ء میں دی گئی وفاقی حکومت کی مرکزی بینک سے قرض گیری کی سہ ماہی حدود کو صفر پر برقرار نہیں رکھ سکی۔ اس سے قطع نظر، میزانیہ قرض گیری میں اضافے کا رسد زر (زر) پر توسیعی اثر بڑی حد تک بیکاری شعبے کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی سے زائل ہو گیا۔ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں زری وسیع کی رسد میں صرف 21.5 ارب روپے (0.2 فیصد) کا اضافہ ہوا جو م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والے اضافے کے نصف سے بھی کم ہے (جدول 3.1)۔

جہاں تک نجی شعبے کے قرضوں کا تعلق ہے پہلی سہ ماہی میں عام طور پر جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص واپسی کی جاتی ہے۔ تاہم م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں خالص واپسی نمایاں طور پر گزشتہ برس سے کم تھی جبکہ روم کی تقسیم قدرے مستحکم رہی۔<sup>6</sup>

نئے قرضوں کے استعمال کی بلند سطح کی وجوہات میں بین بینک بازار میں اضافی سیالیت کے ساتھ ساتھ مقامی اشیا سازی کی بحالی شامل ہیں۔ خاص طور پر عرصیت مکمل کرنے والے ٹی بلز میں نو سرمایہ کاری میں بینکوں کی ہچکچاہٹ کے ساتھ بین بینک<sup>7</sup> سے اسٹیٹ بینک کی زرمبادلہ میں خالص خریداریوں سے بازار میں روپے کی اضافی سیالیت مہیا کرنے میں مدد ملی تھی کہ سیالیت کی مقدار اسٹیٹ بینک کے بازار زر کے سودوں کی سمت کی مراجعت کا باعث بنی: آخر جون 2013ء تک بازار زر کے سودوں کے ذریعے 208 ارب روپے کے خالص ادخال کے مقابلے میں آخر ستمبر 2013ء تک اسٹیٹ بینک کے خالص انجذاب کی سطح 40 ارب روپے پر تھی (شکل 3.2)۔ یہ ذہن نشین رہنا ضروری ہے کہ مستقبل میں زری توسیع اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں اور اسٹیٹ بینک کے خالص زرمبادلہ ذخائر پر مقداری حد کے باعث محدود ہو گئی ہے۔ اس محدود زری

<sup>5</sup> خاص طور پر حکومت نے سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک سے 379.2 ارب روپے قرض لیا جبکہ دولتی بینکوں سے بیرونی قرض گیری کم ہو کر 179.1 ارب روپے رہ گئی۔

<sup>6</sup> نجی شعبے میں خالص واپسی صرف 17.4 ارب روپے تھی جبکہ گزشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں یہ 84.9 ارب روپے تھی۔

<sup>7</sup> آئی ایم ایف کے پروگرام کا ایک پیشگی اقدام جولائی تا اگست 2013ء کے دوران بین بینک منڈی سے 125 ملین ڈالر کی خریداری تھی تاکہ کیلی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کو رد کیا جاسکے۔

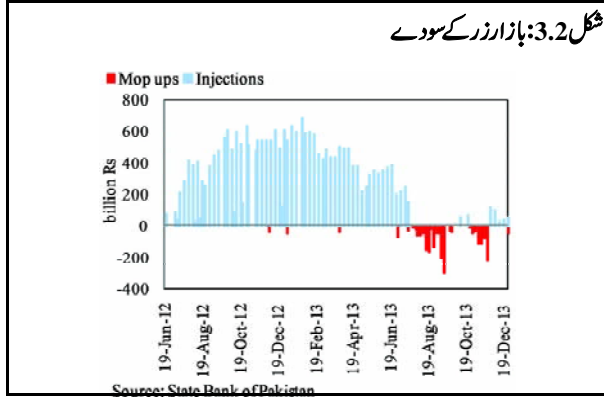
جدول 3.1: زری مجموعے۔ پہلی سہ ماہی						
تجم اور بہاؤ، ارب روپے میں، نمونہ فیصد میں						
اسٹاکس میں فیصد نمو		اسٹاکس میں مطلق تبدیلیاں		اسٹاکس اس مدت تک		
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	ستمبر 13ء	جون 13ء	
0.2	0.7	21.5	54.0	8879.3	8857.8	زرو سیج (زرر)
-64.4	2.2	-173.2	11.8	95.7	268.8	خالص بیرونی اثاثے
-109.9	-1.1	-146.1	-4.3	-13.1	132.9	اسٹیٹ بینک
-19.9	11.6	-27.1	16.0	108.8	135.9	جدولی بینک
2.3	0.6	194.6	42.2	8783.6	8589.0	خالص ملکی اثاثے
8.9	6.8	174.2	101.7	2128.2	1954.0	اسٹیٹ بینک
0.3	-1.1	20.4	-59.4	6655.4	6635.0	جدولی بینک
						جس میں
3.1	3.7	176.7	159.0	5913.8	5737.1	(i) کل وقتی قرض گیری
3.8	4.0	200.0*	152.5	5446.4	5246.4	برائے اعانت میزانیہ
17.1	-23.4	379.2	-399.4	2592.1	2212.9	اسٹیٹ بینک
-5.9	26.4	-179.1	551.9	2854.3	3033.5	جدولی بینک
-4.7	2.1	-22	9.0	445.7	467.7	اجناس کی سرگرمیاں
0.5	-1.9	17.6	-69.4	3681.6	3664.0	(ii) غیر کل وقتی شعبہ
-0.5	-2.5	-17.4	-84.9	3340.0	3357.4	نئی شعبے کا قرضہ
12.2	6.0	35.1	15.5	323.1	288.1	پی ایس ایز کا قرضہ
0.0	5.9	0.3	-47.4	-811.8	-812.1	(iii) دیگر اجزا خالص
* زری سروے میں دی گئی بینکاری نظام سے میزانیہ قرض گیری اور وزارت خزانہ کی جانب سے فراہم کردہ مالکاری کے اعداد و شمار میں معمولی فرق ہے (جسے جدول 4.1 میں دیا گیا ہے)۔ براہ مہربانی تفصیلات کے لیے اعداد و شمار کی توضیح نمبر 5 ملاحظہ فرمائیے۔						
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

توسیع کے ساتھ م 14ء کی دوسری سہ ماہی میں پاکستانی روپے کی مساوات کی جزوی مراجعت گرانہ کی توقعات کے خاتمے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ تلف پذیر غذائی اشیاء میں نمایاں تفریط زر کے باعث دسمبر 2013ء اور جنوری 2014ء میں سال بسال گرانہ میں پہلے ہی نرمی آچکی ہے۔<sup>8</sup> پورے م 14ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی گرانہ کی پیش گوئی 10.0 فیصد تا 11.0 فیصد کی حد میں ہو سکتی ہے (سیکشن 3.4)۔

### 3.2 زری مجموعے

م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرو سیج کی رسد (زرر) میں صرف 0.2 فیصد کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں یہ 0.7 فیصد بڑھی تھی (جدول 3.1)۔ زرر کی نمو میں اس سست روی کا سبب بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں 64.4 فیصد کی کمی جس نے سہ ماہی کے دوران خالص ملکی اثاثوں میں ہونے والی 2.3 فیصد نمو کو زائل کر دیا۔

<sup>8</sup> نومبر 2013ء میں بڑھ کر 10.9 فیصد تک پہنچنے کے بعد گرانہ بلحاظ صارف اشاریہ قیمت دسمبر 2013ء میں کم ہو کر 9.2 فیصد سال بسال پر آگئی ہے اور جنوری 2014ء میں مزید کمی کے بعد 7.9 فیصد ہو گئی۔ اس کی کا اہم سبب غذائی گرانہ میں نمایاں کمی تھی جو نومبر 2013ء کے 13.0 فیصد سے گر کر دسمبر 2013ء میں 8.9 فیصد اور جنوری 2014ء میں 6.7 فیصد پر آگئی۔



### خالص بیرونی اثاثے

م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں 173.2 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی جبکہ م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 11.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ م س 14ء کے دوران قرضوں کی واپسی کے سبب بیرونی خسارے میں اضافہ اس کمی کا سبب تھا جس کے نتیجے میں ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں 1.2 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی (باب 5)۔<sup>9</sup> پیشتر کی اسٹیٹ

بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں ہوئی کیونکہ اسٹیٹ بینک بیرونی قرضوں کی براہ راست واپسی کرتا ہے۔ تاہم جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں بھی سہ ماہی کے دوران کمی واقع ہوئی کیونکہ جاری کھاتے سے متعلقہ ادائیگیاں بھاری مقدار میں تھیں اور اسٹیٹ بینک کی زرمبادلہ کی اعانت حاصل نہیں تھی۔ مزید برآں، سہ ماہی میں کمرشل بینکوں نے بیرون ممالک میں مالی اداروں سے اپنی قرض گیری (عام طور پر اپنے تجارتی نوٹروں میں اور ڈرافٹ کی شکل میں) میں اضافہ کر دیا تاکہ زرمبادلہ کی ادائیگیوں اور وصولیوں کے درمیان فرق پورا کیا جاسکے جس کے نتیجے میں خالص بیرونی اثاثوں میں مزید کمی واقع ہو گئی۔<sup>10</sup>

### خالص ملکی اثاثے

م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں 2.3 فیصد نمو ہوئی جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی سہ ماہی میں 0.6 فیصد کا معتدل اضافہ ہوا تھا۔ اس اضافے کی وجوہات میں بینکاری نظام سے میزانیہ قرض گیری میں اضافہ، پی ایس ایز کی جانب سے قرضوں کے استعمال کی بلند سطح اور نجی شعبے کے قرضوں کی واپسی کی پست سطح شامل ہیں۔

م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام سے میزانیہ قرض گیری میں 200.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 152.5 ارب روپے بڑھے تھے۔ اس اضافے کا سبب بیرونی شعبے کی مالکاری اور قومی بچت اسکیموں کی مالکاری میں کمی تھی۔ خاص طور پر م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی قرضوں کی واپسی نئی ملنے والی رقم سے بڑھ گئی۔ اس کے نتیجے میں اصل مالکاری کی ضروریات 286.9 ارب روپے سے بڑھ کر 314.1 ارب روپے تک پہنچ گئیں۔<sup>11</sup> دوسری جانب، م س 14ء کی اسی سہ ماہی کے دوران قومی بچت اسکیموں سے جمع ہونے والی خالص رقم گزشتہ برس کے مقابلے میں کم تھیں جس کا سبب جنوری اور جولائی 2013ء کے دوران منافع کی شرحوں میں کمی تھی (باب 4)۔ اس کے نتیجے میں حکومت کے پاس میزانیہ خسارے کی مالکاری کے لیے بینکاری نظام سے رجوع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

<sup>9</sup> مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی طور پر 1.8 ارب ڈالر کے بیرونی قرضے (بشمول قلیل مدتی قرضے) واپس کیے گئے۔

<sup>10</sup> خالص بیرونی اثاثوں کو اخذ کرتے ہوئے بیرونی ذرائع کے واجبات کو بیرونی اثاثوں سے الگ کر لیا جاتا ہے۔

<sup>11</sup> مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارہ 286.9 ارب روپے تھا؛ تاہم اگر ہم بیرونی مالکاری میں 27.2 ارب روپے کی خالص کمی کو شامل کر لیں تو مؤثر مالکاری کی ضروریات بڑھ کر 314.1 ارب روپے ہو جائیں گی۔

بینکاری نظام میں حکومت نے قرض گیری کے لیے کمرشل بینکوں کے بجائے اسٹیٹ بینک پر انحصار میں اضافہ کر دیا۔ حکومت نے مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک سے 379.2 ارب روپے کا قرض لیا جبکہ اس نے جدولی بینکوں کو 179.1 ارب روپے واپس کیے (جدول 3.1)۔ اسٹیٹ بینک پر انحصار میں اضافے کا سبب شرح ہائے سود کے مستقبل کے متعلق بازاری میں پائی جانے والی غیر یقینی کیفیت تھی جبکہ ستمبر کے زری پالیسی اعلان نے بینکوں کو ٹی بل نیلامیوں میں سرگرم شرکت کرنے سے دور رکھا۔

جدول 3.2: مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹی بل کی نیلامیوں کا خلاصہ						
ارب روپے						
ہدف قبل از نیلامی	عرصیت	پیشکش کردہ (مستقیم)	قبول کردہ (تمام)	قبول کردہ عرصیت کا خالص	قبول کردہ عرصیت کا خالص	
11 جولائی 13ء	300.0	345.2	229.3	240.3	226.4	-104.9
25 جولائی 13ء	300.0	457.7	279.2	275.5	264.7	-182.2
8 اگست 13ء	300.0	332.6	184.7	195.7	182.6	-136.9
22 اگست 13ء	200.0	34.4	31.1	33.1	25.5	-1.3
5 ستمبر 13ء	250.0	214.4	87.9	88.3	82.1	-126.1
19 ستمبر 13ء	250.0	210.3	634.3	515.9	495.4	305.6
پہلی سہ ماہی مئی 14ء	1600.0	1594.6	1446.6	1348.9	1276.7	-245.7
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

ٹی بل نیلامیوں کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کو حاصل ہونے والی رقم نیلامی کے اہداف سے خاصی کم اور اس مدت میں عرصیت مکمل کرنے والی ٹی بلز سے بھی بہت کم تھی (جدول 3.2)۔ 22 اگست اور 5 ستمبر کو نیلامیوں کے نتائج خاص طور پر فکر انگیز ہیں: 450 ارب روپے کے مجموعی ہدف اور 248.8 ارب روپے کی عرصیت مکمل کرنے والی رقم کے مقابلے میں بازار نے صرف 119.0 ارب روپے کی پیشکش دی۔ جیسا کہ توقع کی جا رہی تھی اس رقم کے بڑے حصے کی پیشکش سہ ماہی ٹی بلز میں کی گئی لیکن 5 ستمبر کو منعقد ہونے والی نیلامی میں چھ ماہ اور بارہ ماہ کے لیے ایک بولی بھی نہیں دی گئی۔<sup>12</sup> یہ بات واضح ہے کہ جب شرح ہائے سود میں اضافے کی توقع ہو، بازار ایسے حالات میں اپنے فیڈز کو طویل مدتی وثیقہ جات کے لیے مختص نہیں کرتا۔

سہ ماہی میں پی آئی بی کی نیلامیوں کو بھی ایسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑا اور حکومت کو مقررہ ہدف (150 ارب روپے) کا صرف 43.1 فیصد حاصل ہو سکا۔ اس صورت حال کے باعث حکومت کے پاس اسٹیٹ بینک سے قرض لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس کے باوجود، اسٹیٹ بینک سے قرض گیری آئی ایم ایف سے طے شدہ مقاداری ہدف کے مطابق رہی: آئی ایم ایف سے طے شدہ 2,690 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں حکومت کی اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری آخر ستمبر 2013ء تک 2,521 ارب روپے تھی۔ تاہم حکومت ایس بی پی ایکٹ میں دی گئی سہ ماہی کی صفر حدود (خالص لحاظ سے) کو پورا کرنے سے قاصر رہی۔<sup>13</sup>

12 تاہم 13 ستمبر 2013ء کو زری پالیسی اعلان کے بعد صورت حال میں خاصی تبدیلی آگئی۔ بازار نے 19 ستمبر 2013ء کو منعقد ہونے والی ٹی بل کی نیلامی میں 250 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں 1634.3 ارب روپے کی پیشکشیں دیں۔ حکومت کو اس نیلامی سے 515.9 ارب روپے حاصل ہوئے جس سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کو کم کرنے میں مدد ملی۔

13 لازمی ضروریات کے علاوہ حکومتی قرض گیری کے قرضوں اور زری انتظام پر ٹھوس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ خصوصاً، حکومت کے ٹی بلز پر بڑھتے ہوئے انحصار کی وجہ سے حکومت کے لیے قیمتوں کے ازسرنو تعین اور اجراء کے ثنائی کے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ بڑھتی ہوئی شرح سود کے دور میں قیمتوں کے ازسرنو تعین کا خطرہ مالیاتی خسارے میں کمی کے لیے حکومتی کوششوں کو متاثر کر سکتا ہے۔



### اجناس کی سرگرمیاں

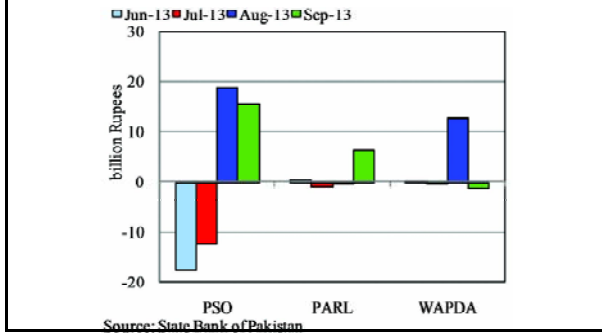
م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اجناس کی سرگرمیوں کے لیے واجب الادا قرضوں کے حجم میں 22.0 ارب روپے کی ہوئی جبکہ م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 9.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اجناس وار قرضوں کے اعداد و شمار سے نشاندہی ہوتی ہے کہ سہ ماہی میں خالص واپسی کا محرک گندم اور چینی کے قرضوں کی واپسی تھی۔ پاسکو اور پنجاب کے محکمہ خوراک نے سہ ماہی کے دوران تیزی سے اپنے گندم کے اسٹاک کو فروخت کیا تاکہ گندم کی ملکی طلب کو پورا کیا جاسکے اور آٹے کی قیمتیں مستحکم رہیں۔<sup>14</sup> اس سے سہ ماہی میں خریداری کرنے والی ایجنسیوں کو اپنے قرضے واپس کرنے میں مدد ملی (جدول 3.3)۔

جدول 3.3: گندم کے واجب الادا قرضوں اور حجم میں تبدیلی (آخر پہلی سہ ماہی)				
محکمہ خوراک پنجاب		پاسکو		
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	
-454.4	-78.8	-264.3	163.2	مقدار (ڈخاڑ ہزار میٹرک ٹن میں)
-15.6	-1.0	-5.8	-1.0	واجب الادا قرضے (ارب روپے)

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مزید تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ پاسکو اور پنجاب کے محکمہ خوراک دونوں سے گندم کی مد میں قابل وصولی رقوم آخر ستمبر 2013ء تک 294.8 ارب روپے تھیں جس میں 65.6 ارب روپے قابل وصولی زراعت کا نتیجہ تھے۔ مزید برآں، خریداری ایجنسیوں سے مجموعی قابل وصولی رقوم مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے آخر تک 486.4 ارب روپے تھیں جن میں زراعت کے قابل وصولی 155.3 ارب روپے بھی شامل ہیں۔ متعلقہ حکومتوں کی جانب سے اس زراعت کی ادائیگی سے خریداری کرنے والی ایجنسیوں کو کمرشل بینکوں سے اپنی مہنگی قرض گیری کا 34.8 فیصد واپس کرنے میں مدد ملی۔

### شکل 3.3: پی ایس ایز کو قرضوں میں ماہانہ تبدیلیاں



Source: State Bank of Pakistan

### پی ایس ایز کو قرضہ

م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پی ایس ایز کے قرضوں میں 12.2 فیصد سال بسال نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.0 فیصد نمو ہوئی تھی۔ توانائی سے متعلق پی ایس ایز کے قرضوں کی طلب کا سبب ان کی نقد رقوم کی آمد و رفت میں درپیش مسائل ہیں۔

خاص طور پر، بیشتر پی ایس ایز نے حکومت کی جانب سے گردش قرضے کا مسئلہ حل کرنے کی وجہ سے جون اور جولائی 2013ء میں اپنے قرضے واپس کر دیے۔ تاہم توانائی کے شعبے میں ساتھی مسائل کے تسلسل کی وجہ سے بعد کے مہینوں میں گردش قرضہ ایک بار پھر بڑھنا شروع ہو گیا جس سے پی ایس ایز کی جانب سے بینکوں کے قرضوں کی طلب پھر بڑھ گئی (شکل 3.3)۔

<sup>14</sup> تاہم یہ تا کا کافی ثابت ہوا کیونکہ پوری سہ ماہی کے دوران گندم اور آٹے کی قیمتوں میں اضافہ جاری رہا (یکشن 3.4)۔

جدول 3.4: پہلی سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں تبدیلی			
ارب روپے			
م 14ء	م 13ء	م 12ء	
-17.4	-84.9	-88.7	مجموعی
جس میں			
-3.0	-39.6	-95.3	نجی کاروباری اداروں کو قرضے
1.4	-1.1	2.9	نجی اسٹاکس میں سرمایہ کاریاں
13.4	-1.8	-4.5	صارفنی مالکاری
-16.2	-65.7	6.3	غیر بینک مالی کمپنیوں کو قرضہ
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

### 3.3 نجی شعبے کا قرضہ

م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضوں کی خالص واپسی کی سطح گزشتہ برس کے مقابلے میں خاصی پست رہی (جدول 3.4)۔ قرضوں کی پست واپسی کا سبب نجی کاروباری ادارے اور غیر بینک مالی کمپنیاں (این بی ایف سیزر) تھیں کیونکہ صارفنی مالکاری میں 13.4 ارب روپے کا اضافہ دیکھا گیا۔

م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں غیر بینک مالی کمپنیوں کے قرضوں میں خالص واپسی دیکھی گئی۔ اس کا اہم سبب یہ تھا کہ حکومت نے جولائی 2012ء سے میوچل فنڈز میں سرمایہ کاریوں پر ٹیکس ترغیبات میں کمی کر دی تھی۔<sup>15,16</sup> اس لیے وہ کمرشل بینک جو غیر بینک مالی اداروں کے ذریعے حکومتی تمسکات میں اپنی کچھ سرمایہ کاری کر رہے تھے وہ اب ان اداروں میں بتدریج بے سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 16.2 ارب روپے کمی کے باعث غیر بینک مالی اداروں کو قرضہ اپنے جون 2011ء سے پہلے کے رجحان پر واپس چلا گیا ہے۔

م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نجی کاروباری اداروں کے قرضوں میں 3.0 ارب روپے کی خالص واپسی دیکھی گئی جبکہ م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 39.7 ارب روپے واپس کیے گئے تھے (جدول 3.5)۔ کپاس اور دھاگے کی برآمدات پر مبنی خریداری اور توانائی کے شعبے میں گردش قرضے (جوریفائزرز اور آئی پی بیز کی جانب سے بینکوں سے قرض گیری بڑھانے کا باعث بنا) نئے قرضوں میں اضافے کا اہم سبب تھے۔ مزید برآں، معین سرمایہ کاری قرضوں میں بھی معتدل اضافہ ہوا ہے، خاص طور پر توانائی کے شعبے میں بجلی کی تقسیم اور پیٹرولیم ریفاٹنگ میں یہ قرضے بڑھے ہیں۔ اس اضافے نے قرضوں کی موسمی واپسی کے ساتھ ساتھ سیمنٹ اور کھاد کے شعبوں میں بھاری واپسی کا اثر زائل کر دیا۔

توانائی کے شعبے کے قرضے جس میں ریفائنریوں اور بجلی و گیس کی تقسیم کرنے والی کمپنیوں کے قرضے شامل ہیں ان میں م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 39.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں صرف 0.3 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی تھی۔ یہ اضافہ جون 2013ء میں 58.1 ارب روپے (گردشی قرضے کے تصفیے سے متعلق) کی خالص واپسی کے باوجود دیکھنے میں آیا۔ تاہم جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اگست اور ستمبر میں ایک بار پھر گردش قرضوں میں اضافہ شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ریفائنریوں، تیل کی بازار کاری کرنے والی کمپنیوں اور آئی پی بیز کی بینکوں سے قرض گیری دوبارہ بڑھ گئی۔ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ نجی شعبے کے کچھ پاور پلانٹ جو گزشتہ برس مالی مشکلات کی وجہ سے

15 27 جون 2012ء کے پاکستان گزٹ میں بیان کیا گیا: ”بازارز میوچل فنڈز اور آمدنی فنڈز سے منافع منقسم آمدنی پر ٹیکس سال 2013ء کے لیے 25 فیصد کی شرح سے ٹیکس لگایا جائے گا اور 2014ء سے 35 فیصد کی شرح لاگو ہوگی۔“ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کارپوریٹ شعبے کے لیے معیاری آمدنی پر ٹیکس کی شرح 35 فیصد ہے۔

16 غیر بینک مالی کمپنیوں میں سرمایہ کاریوں پر ٹیکس ترغیبات کے باعث غیر بینک مالی اداروں میں بینکوں کی سرمایہ کاری میں خاصا اضافہ دیکھا گیا۔ جدولی بینکوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غیر بینک مالی اداروں کے ذریعے حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کی۔ اس کے نتیجے میں غیر بینک مالی کمپنیوں میں بینکوں کی سرمایہ کاری میں صرف ایک سال کے دوران 2.4 گنا اضافہ دیکھنے میں آیا (مالی سال 12ء) اور یہ آخر نومبر 2012ء میں بڑھ کر 231.0 ارب روپے کی تاریخی سطح تک پہنچ گئیں۔ تاہم، حکومت نے جون 2012ء میں ٹیکس ترغیبات کو مرحلہ وار واپس لینے کا اعلان کیا۔ اس کے نتیجے میں بینک اب غیر بینک مالی کمپنیوں میں اپنی سرمایہ کاریوں میں کمی کر رہے ہیں۔

جدول 3.5: پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضوں میں خالص تبدیلی									
ارب روپے									
مجموعی قرضے	فصلیہ حصہ	تجارتی مالکاری	جاری سرمایہ	معین سرمایہ کاری					
م13ء	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء	م13ء	م14ء
39.7	-3.0	-2.2	8.9	-43.2	-31.3	5.6	19.4		
10.3	-0.5	25.6	0.0	3.2	-1.8	15.4	1.2	6.9	
1.8	0.2	14.0	0.0	0.6	-2.2	2.6	2.3	10.8	
55.9	-47.6	-40.7	-1.7	-3.8	-43.9	-40.4	-1.8	3.4	
20.9	-25.0	0.3	-2.6	-8.5	-16.2	9.7	-6.1	-0.9	
11.0	-42.1	-46.3	-3.9	-4.5	-42.6	-40.9	4.5	-0.9	
3.9	-24.7	-31.0	0.8	-4.1	-28.5	-28.3	2.9	1.4	
0.6	-1.2	1.6	0.3	0.0	-0.8	2.3	-0.6	-0.7	
0.9	-0.1	5.5	0.4	1.2	-2.3	4.5	1.7	-0.2	
1.2	1.1	0.3	0.2	0.3	1.9	-1.8	-1.0	1.8	
3.9	7.7	-1.2	-1.0	0.0	10.1	1.6	-1.3	-2.8	
1.0	4.8	-0.4	2.0	1.0	0.3	-0.6	2.5	-0.8	
2.1	2.0	3.7	1.2	1.0	-0.9	0.8	-0.1	2.0	
2.1	-3.2	-1.3	-1.9	-0.8	-0.7	-4.9	-0.5	4.3	
* حکومت کی سیلف ایملپلائمنٹ اسکیموں کا زمرہ جو مجموعی واجب الادا قرضوں کے تقریباً 0.03-0.01 فیصد پر مشتمل ہے، نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے مجموعی قرضوں سے منہا کر دیا جاتا ہے۔									
ماخذ: بینک دولت پاکستان									

بند تھے انہوں نے م14ء کی پہلی سہ ماہی میں کام کرنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے فرنس آئل کی خریداری کے لیے جاری سرمائے کے قرضوں کی اضافی طلب پیدا ہو گئی۔

ٹیکسٹائل کا شعبہ بینک قرضوں کے سب سے بڑے استعمال کنندگان میں شامل ہے جس کے قرضوں میں م14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 0.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ م13ء کی پہلی سہ ماہی میں 25.0 ارب روپے کی خالص کمی ہوئی تھی (جدول 3.5)۔ برآمد کنندگان کی جانب سے خام کپاس اور سوتی دھاگے کی خریداری میں اضافے سے ٹیکسٹائل شعبے کے قرضے کی طلب بڑھ گئی۔<sup>17</sup>

م14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غذا و مشروبات کے قرضوں میں 46.3 ارب روپے کی خالص کمی واقع ہوئی جس کا سبب چینی کے شعبے کی جانب سے قرضوں کی موہی واپسی تھی۔<sup>18</sup> دیگر غذائی صنعتوں میں م14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران عارضی صارفی مصنوعات کے شعبے کو اناج کی بلند قیمتوں کے باعث جاری سرمائے کے قرضوں میں 2.3 ارب روپے کا اضافہ شامل ہے۔<sup>19</sup> اس کے مقابلے میں مشروبات کے قرضوں

17 پاکستان دفتر شریات کے مطابق م14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سوتی دھاگے کی مجموعی برآمدات 193.7 ہزار میٹرک ٹن ہو گئیں جو م13ء کی پہلی سہ ماہی میں 181.5 ہزار میٹرک ٹن تھیں۔ م14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خام کپاس کی برآمدات بڑھ کر 36.9 ہزار میٹرک ٹن ہو گئیں جو م13ء کی پہلی سہ ماہی میں 14.5 ہزار میٹرک ٹن تھیں۔

18 سال کی پہلی سہ ماہی چینی کے شعبے کے لیے قرضوں کی واپسی کا وقت ہوتا ہے۔

19 مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں گندم اور کئی کی قیمت میں گزشتہ برس کے مقابلے میں 25 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔

جدول 3.6: پہلی سہ ماہی کے دوران صارفی شعبے کے قرضے			
ارب روپے			
م 14ء	م 13ء	م 12ء	
13.6	-1.7	-4.7	صارفی مالکاری
جس میں			
-0.1	-1.1	-1.9	مکان کی تعمیر
3.1	-0.2	-2.3	کار مالکاری
0.6	1.3	-1.0	کریڈٹ کارڈز
10.1	-1.7	0.6	ذاتی قرضے
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

جدول 3.7: سال سال گرائی کی سہ ماہی اوسط فیصد				
م 13ء	جولائی تا ستمبر	صارف اشاریہ قیت	غذائی	غیر غذائی غیر توانائی
10.6	9.1	8.4	10.9	10.6
9.2	7.5	6.3	9.9	9.2
9.2	7.3	7.3	9.5	9.2
7.0	5.6	6.6	8.2	7.0
7.8	8.1	9.1	8.5	7.8
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

میں اضافہ ملک میں تین نئے گرین فیلڈ بانکنگ پلانٹس کے باعث ہوا۔

جہاں تک سیمنٹ اور کھاد کے شعبے کا تعلق ہے م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان شعبوں کی جانب سے قرضوں کی واپسی بدستور جاری رہی۔ سیمنٹ کو مضبوط نفع یابی اور نقد رقوم کی بہتر آمدورفت<sup>20</sup> سے فائدہ پہنچا جبکہ کھاد کا شعبہ ان قرضوں کو واپس کرتا رہا جو اس نے چند برس قبل پیداواری گنجائش بڑھانے کے لیے حاصل کیے تھے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ سیمنٹ کے شعبے میں معین سرمایہ کاری کی سرگرمی میں بھی کچھ اضافہ ہوا ہے جو کونسل کے نئے مقامی پلانٹس اور افریقہ میں ایک پلانٹ لگانے کے لیے مخاطرہ سرمائے پر مبنی ہے۔ تاہم، کھاد کی سرمایہ کاری میں اضافہ تعطل کا شکار ہے جس کا سبب گیس کی دستیابی کے متعلق پائی جانے والی غیر یقینی صورت حال اور معاہدے کا نفاذ ہے۔<sup>21</sup>

آخر میں صارفی مالکاری میں طویل مدت تک قرضوں کی خالص واپسی کے بعد بالآخر بہتری کی کچھ علامات دیکھنے میں آئی ہیں۔ تفصیلات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ صارفی مالکاری کی توسیع میں بڑا حصہ ذاتی قرضوں کا ہے جس میں نومبر 2012ء سے تیزی آئی ہے کیونکہ نیشنل بینک آف پاکستان نے سرکاری ملازمین کے لیے تنخواہ قرضہ اسکیم کی حد پر نظر ثانی کی تھی (جدول 3.6)۔<sup>22</sup> مزید برآں، نیشنل بینک کی جانب سے نقد اور سونے کی اسکیم (سونے پر نقد کی سہولت) بھی ذاتی قرضوں کو بڑھانے کا باعث بن رہی ہے۔ م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں کی صارفی مالکاری، خاص طور پر کار کے قرضوں کے جزیں کچھ اضافہ دیکھا گیا ہے۔

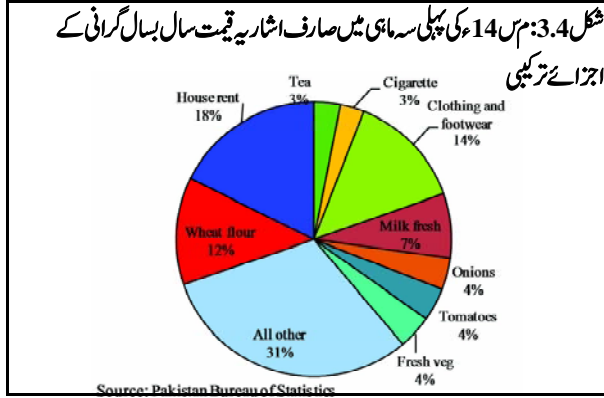
### 3.4 گرائی

م 13ء میں مسلسل کمی کے بعد م 14ء کے آغاز میں گرائی کا دباؤ ایک بار پھر بڑھنا شروع ہو گیا۔ م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں عمومی گرائی بڑھ کر 8.1 فیصد تک پہنچ گئی جو گزشتہ سہ ماہی میں 5.6 فیصد تھی (جدول 3.7)۔ گرائی کو بڑھانے میں کئی عوامل نے کردار ادا کیا جن میں (i) اجناس کی عالمی

20 کونسل کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں کی وجہ سے سیمنٹ کے اشیاء سازوں کا منافع بلند اور مارجنز میں بہتری آئی۔

21 جیسا کہ باب دوم میں بیان کیا گیا ہے م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کے شعبے کو گیس کی فراہمی میں اضافہ ایک عارضی بندوبست تھا۔

22 صارفی مالکاری میں ذاتی قرضوں کا حصہ تقریباً 50 فیصد بنتا ہے۔



قیمتوں میں معتدل اضافہ (ii) پاکستانی روپے کی قدر میں تیزی سے کمی (iii) سرکاری قیمتوں میں مراجعت کا رجحان (iv) بنیادی غذائی اجزاء میں رسدی مشکلات اور (v) معیاری جی ایس ٹی کی شرح میں ایک فیصدی درجے کا اضافہ شامل ہیں۔

ان عوامل سے نشاندہی ہوتی ہے کہ رسدی قوتیں کردار ادا کر رہی ہیں۔ غذائی گرانی سرفہرست ہے جبکہ قوزی گرانی کے دونوں پیمانوں (غیر غذائی غیر

توانائی اور تراشیدہ اوسط) میں بھی اضافہ ہوا ہے (جدول 3.7)۔ تاہم ضروری نہیں ہے کہ یہ اضافہ معیشت میں طلب کے دباؤ کو ظاہر کر رہا ہو بلکہ اسے پیٹرول اور گندم جیسے اہم اجزاء کی قیمتوں میں اضافے کے دورثانی اثرات کے طور پر بھی دیکھا جاسکتا ہے، جس سے نہ صرف لاگت پر مبنی گرانی اور بلند اجرتوں کو تقویت ملی بلکہ گھرانوں کی گرانی کے متعلق توقعات کو بھی قابو میں رہیں۔ علاوہ ازیں، ڈالر پاکستانی روپے کی مساوات میں تبدیلیاں نجی شعبے کے کاروباری اداروں کی قیمتوں کے تعین پر براہ راست اثر انداز ہونیں۔ اس لیے اجناس پر گرانی کے اثرات کی منتقلی روکنے اور حقیقی شرح ہائے سود کو مستحکم رکھنے کے لیے رسدی لحاظ سے گرانی کا دباؤ کم کرنے کے لیے بروقت پالیسی ردعمل درکار تھا (سیکشن 3.1)۔<sup>23</sup>

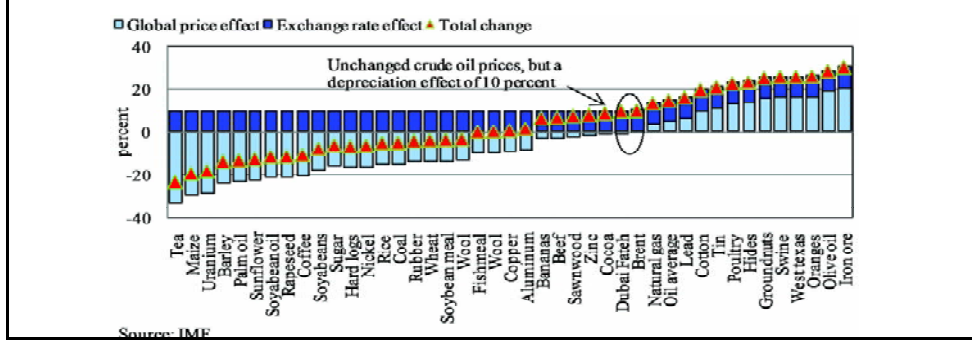
جدول 3.8: گرانی کے نتائج کے مطابق صارف اشاریہ قیمت اجزاء کی تقسیم					
اجزاء کی تعداد					
پہلی سہ ماہی - مہ 13ء	دوسری سہ ماہی - مہ 13ء	تیسری سہ ماہی - مہ 13ء	چوتھی سہ ماہی - مہ 13ء	پہلی سہ ماہی - مہ 14ء	
41	45	48	60	44	تفریط زر
26	30	28	40	48	کوئی تبدیلی نہیں
60	69	71	107	86	5 تا 1 فیصد گرانی
95	111	129	139	156	10 تا 5 فیصد گرانی
255	224	194	132	143	10 فیصد سے زائد گرانی
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

### گرانی کے اجزائے ترکیبی

صارف اشاریہ قیمت گرانی کے اجناس وار جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کی گرانی میں صرف گندم اور مکیان کے کرائے نے 2.4 فیصدی درجے کا اضافہ کیا (شکل 3.4)۔ ملبوسات و جوتے، تازہ دودھ، چائے، سگریٹ اور سبز یوں کا حصہ بھی بڑھا تھا۔ مالی سال 14ء کی گرانی میں بقیہ اجزاء کا حصہ تقریباً 30 فیصد تھا۔ اگرچہ دوہندسی گرانی دکھانے والے اجزاء کی تعداد ابھی کم ہے لیکن سہ ماہی کے دوران صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے اجزاء کی بڑی تعداد قیمت میں اضافہ ظاہر کر رہی ہے (جدول 3.8)۔

<sup>23</sup> یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ زرعی اقدامات کا مقصد غذائی گرانی میں کمی نہیں بلکہ گرانی کی توقعات کو محدود کرنے کے ساتھ ساتھ غذائی گرانی کے اثرات کی دیگر اجناس تک منتقلی کو روکنا ہے۔ غذائی گرانی میں کمی کے لیے انتظامی اقدامات زیادہ مؤثر ہوتے ہیں جن میں پیدا کنندگان اور تقسیم کاروں کی ملی جھگٹ کے رجحانات کو حل کر کے منڈی کی ساختی مشکلات سے نمٹنا شامل ہے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ ضروری اجناس کو برآمد کرنے جیسے اہم فیصلے لیتے وقت پیداوار اور دستیاب اسٹاک کے درست تخمینوں کا جائزہ لے۔ غذائی گرانی میں کئی بار غیر مؤثر انتظام کی وجہ سے اضافہ ہو جاتا ہے اور مرکزی بینک کو اس کے دورثانی اثرات سے بچنے کے لیے اقدامات کرنا پڑتے ہیں۔

شکل 3.5: بنیادی اجناس کی پاکستانی روپے میں عالمی قیمتوں کے اجڑائے ترکیبی میں تبدیلی



#### عالمی قیمتوں اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے رجحان کا تجزیہ

م 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 4.8 فیصد کمی کے مقابلے میں م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اجناس کی عالمی قیمتوں میں 0.7 فیصد کا معتدل اضافہ ہوا۔ پیشتر اضافہ جولائی 2013ء میں دیکھا گیا تھا جب عراق، شام اور لیبیا میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کے باعث خام تیل کی قیمتیں بڑھ گئی تھیں۔ تاہم، عالمی معیشت مسلسل کمزور ہو رہی ہے اور لیبیا میں تیل کی پیداوار کی مکمل بحالی کے باعث قیمتیں مزید کم ہوئی ہیں۔ مزید برآں، م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں متعدد اجناس کی قیمتوں میں کمی آئی ہے جن میں پام اور سویا بین تیل، گندم، چاول، کونڈ اور نکل شامل ہیں۔

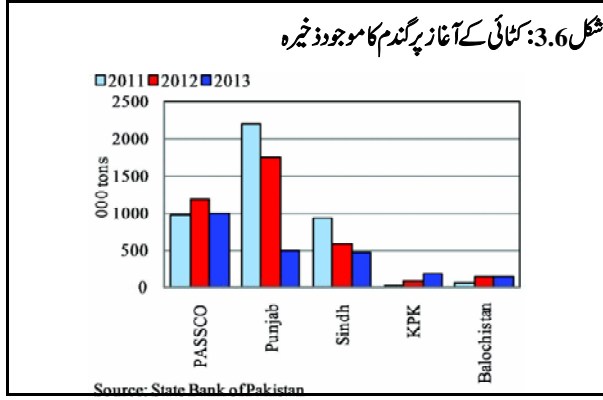
سہ ماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں کمی سے ملکی گرانہ پر عالمی قیمتوں کے اثرات میں شدت آگئی تھی۔ جیسا کہ شکل 3.5 میں دکھایا گیا ہے، اہم اجناس کی ڈالر قیمتوں میں اضافہ معمولی تھا لیکن اصل تشویش پاکستانی روپے کی قیمتوں کے رجحان کے متعلق تھی۔ مثلاً، اگر ہم خام تیل (دبئی فتح اور بریٹ دونوں) کی قیمت پر نظر ڈالیں تو اس کی ڈالر میں قیمت میں کم و بیش کوئی تبدیلی نہیں آئی جبکہ پاکستانی روپے کی قیمت اس مدت میں 9.9 فیصد اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس اضافے کا نتیجہ ملک میں پیٹرول کی بلند قیمتوں کی صورت میں نکلا جس سے تازہ دودھ اور ان دیگر غذائی اشیاء کی لاگت بڑھ گئی جن میں مال برداری لاگت خاصی ہوتی ہے۔<sup>24</sup>

#### توانائی کی قیمتوں میں اضافہ

م 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حکومت نے گیس کی قیمتوں میں خاصی کمی کر دی تھی جس سے عمومی گرانہ میں کمی آگئی۔ پورے م 13ء میں تقریباً زر کے اس اثر کی وجہ سے گرانہ نچلی سطح پر رہی لیکن م 14ء کے آغاز سے اس رجحان میں تبدیلی آگئی ہے۔ حکومت نے جنوری 2013ء میں گیس کی قیمت میں 6.1 فیصد اضافہ کیا اور بعد ازاں جون 2013ء میں 1.0 فیصد اضافہ کیا گیا تھا۔

گیس کی طرح بجلی کی قیمت بھی بڑھ گئی: حکومت پہلے ہی اکتوبر 2013ء میں صرف کے مختلف سلیب کی قیمتوں میں اوسطاً 16 فیصد اضافہ کر چکی ہے۔ ان قیمتوں میں اضافے سے گرانہ بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے اشاریے میں ان کے براہ راست حصے اور دیگر اجزاء پر لاگت پر مبنی گرانہ کے ذریعے اضافہ ہوگا۔

<sup>24</sup> پیٹرول پر کی گئی قیمت میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 10.6 فیصد اضافہ ہوا۔



کم ذخائر کے سبب گندم کے آنے کی

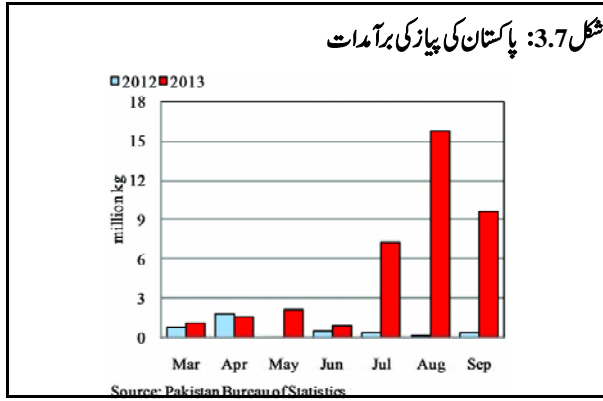
قیمتیں بڑھ گئیں

گندم کی عالمی قیمتوں میں 3.5 فیصد کمی کے باوجود س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گندم کی ملکی قیمتوں میں 25.0 فیصد اضافہ ہو گیا۔ اس اضافے کا اہم سبب سابقہ موسم میں فصل کی ہدف سے کم پیداوار اور گندم کے آٹے کی برآمدتھی جس کی وجہ سے بقیہ ذخائر میں کمی ہو گئی (شکل 3.6)۔<sup>25</sup> ملک نے س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 143.9 ہزار میٹرک ٹن گندم درآمد کی لیکن یہ طلب ورسد کے درمیان فرق کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھا۔

میزانہ اقدامات سے سگریٹ اور

چائے کی قیمتیں بڑھ گئیں

وفاقی بجٹ 2013-14ء میں جی ایس ٹی میں اضافے کے باعث تمام اجناس کی گرانٹی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ سگریٹ اور چائے پر بعض میزانی



اقدامات کا زیادہ اثر پڑا۔ خصوصاً حکومت نے اپریل 2012ء میں اسمگلنگ کی حوصلہ شکنی کے لیے چائے پریزنٹیکس کو 16 فیصد سے کم کر کے صرف 5 فیصد کر دیا تھا۔ تاہم 2013-14ء کے بجٹ میں اس نرمی کو واپس لے لیا گیا اور چائے پریزنٹیکس ایک ہی بار میں بڑھا کر 17 فیصد کر دیا گیا۔ جہاں تک سگریٹ کا تعلق ہے، حکومت نے وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کو گزشتہ برس کے 2.0 فیصد سے بڑھا کر 2013-14ء کے بجٹ میں 3.0 فیصد کر دیا۔

**پیاز اور ٹماٹر: تجارت سے مدد نہیں مل سکی**

س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کی پیاز کی برآمدات گزشتہ برس کے مقابلے میں گئی ہو گئیں جس کا سبب بھارتی فصل کے نقصان کی تلافی تھی (شکل 3.7)۔ تاہم، یہ اضافہ بلند ملکی قیمتوں کی لاگت پر کیا گیا جو سہ ماہی کے دوران سال بسال 50.7 فیصد تک بڑھ گئی تھیں۔

جہاں تک ٹماٹر کا تعلق ہے سہ ماہی کے دوران اس کی قیمت میں 80.3 فیصد اضافہ ہو گیا تھا کیونکہ خراب موسم کے باعث بلوچستان اور سندھ میں فصلوں کو نقصان پہنچا تھا۔ اس کے جواب میں پاکستان نے جولائی تا ستمبر 2013ء کے دوران بھارت سے درآمد میں اضافہ کرتے ہوئے 98.0 ملین کلوگرام ٹماٹر منگوائے جبکہ گزشتہ برس صرف 57.1 ملین کلوگرام ٹماٹر درآمد کیے گئے تھے۔<sup>26</sup> تاہم درآمدی مقدار ناکافی ثابت ہوئی کیونکہ

<sup>25</sup> س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان نے افغانستان کو 185.7 ہزار میٹرک ٹن گندم کا آٹا برآمد کیا تھا۔

<sup>26</sup> ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

پوری سہ ماہی کے دوران ٹماٹر کی ملکی قیمتیں بڑھتی رہیں۔ دوسری سہ ماہی میں بھی ٹماٹر کی قیمتوں میں گرانہ مزید اضافے کے ساتھ بڑھ کر 101.6 فیصد سال بسال ہو چکی ہے کیونکہ ٹماٹر اگانے والے علاقوں میں بغیر موسم بارشوں کے باعث بھارت سے رسد کو دھچکا پہنچا ہے۔

### مستقبل کے امکانات

م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں گرانہ بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کی اہم وجوہات میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی، پیٹرول کی بلند قیمتیں، جی ایس ٹی میں اضافہ اور توانائی کی قیمتوں کا بڑھنا شامل ہیں۔ یہ عوامل صارفی اعتماد کے جائزوں میں بھی شامل ہیں جو گھرانوں اور کاروباری اداروں کی گرانہ میں اضافے کے متعلق توقعات کو ظاہر کرتا ہے۔ تاہم، مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں گرانہ کو بڑھانے والے عوامل میں اعتدال آچکا ہے یا حالیہ مہینوں میں ان میں واپسی کا رجحان ہے۔ خاص طور پر دسمبر میں پاکستانی روپے کی قدر میں غیر متوقع اضافہ قیمتوں کے دباؤ کو محدود کرنے کا باعث بن رہا ہے جبکہ کئی مہینوں سے پیٹرول کی ملکی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوا ہے۔ توقع ہے قیمتوں میں قدرے استحکام سے آئندہ مہینوں میں گرانہ کی توقعات میں نرمی آجائے گی۔ تاہم، بھاری بیرونی فرق، اجناس کی قیمتوں کا حالیہ رجحان<sup>27</sup> اور آئی ایم ایف پروگرام کے حصے کے طور پر توانائی کے ذرائع انت میں مزید کمی کے باعث قیمتوں میں اضافے کا دباؤ برقرار رہے گا۔<sup>28</sup> م 14ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی گرانہ کی پیش گوئی 10.0 تا 11.0 فیصد کی حد میں ہے۔

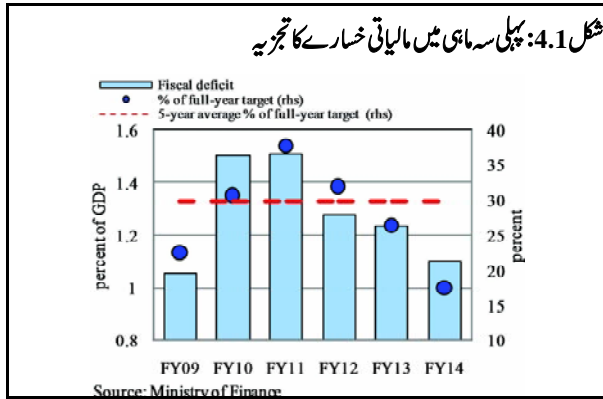
27 بریٹ خام تیل کی قیمت نومبر 2013ء کے 108.1 ڈالر فی بیرل سے بڑھ کر دسمبر 2013ء میں 110.6 ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئی جو 2.4 فیصد کی نمو کو ظاہر کرتا ہے۔

28 صنعتی و بجلی کے شعبوں کے گیس انفراسٹرکچر ڈولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) میں حالیہ اضافے سے بھی لاگت پر مبنی گرانہ میں اضافہ ہو سکتا ہے (باب 4)۔



## 4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

### 4.1 مالیاتی سرگرمیاں



مالی سال 14ء کے بجٹ میں مالیاتی یکجائی کو جی ڈی پی کے 1.7 فیصد تک رکھنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جس سے بجٹ خسارہ کم ہو کر 6.3 فیصد تک ہو جائے گا۔<sup>1</sup> اس مقصد کے حصول کے لیے متعدد اقدامات کرنے ہوں گے جن میں یہ شامل ہیں: (i) زراعت کا مرحلہ وار خاتمہ کر کے بجلی کی قیمت بڑھانا<sup>2</sup> (ii) بعض بالواسطہ اور بلا واسطہ ٹیکسوں میں اضافہ (iii) صوبوں سے سمجھوتہ کہ وہ مالی سال 14ء میں مالیاتی فاضل ظاہر کریں گے اور (iv) تھری جی لائنوں کی نیلامی اور سرکاری حصص کی فروخت۔<sup>3</sup>

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بجٹ خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کا 1.1 فیصد رہ گیا جو گذشتہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں 0.1 فیصدی درجے کی کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، یہ خسارہ آخر ستمبر 2013ء کے لیے آئی ایم ایف پروگرام میں دی گئی حد سے کافی کم ہے۔<sup>4</sup> زیادہ اہم بات یہ ہے کہ پہلی سہ ماہی کا خسارہ پورے سال کے ہدف کا 17.5 فیصد تھا جو گذشتہ 5 برسوں کی اوسط سے خاصا کم ہے (شکل 4.1)۔

مالیاتی کھاتوں میں بہتری کی وجوہات میں اخراجات میں سست رفتاری اور محصولات کی وصولی میں اضافہ شامل ہیں (جدول 4.1)۔ اگرچہ محصولات میں اضافہ ٹیکس شرحوں (جیسے جی ایس ٹی) میں اضافے اور بعض یکبارگی غیر ٹیکس محصولات کا نتیجہ تھا تاہم اخراجات میں کمی مالی سال 13ء کے دوران ڈسکاؤنٹ ریٹ میں مجموعی طور پر 300 بی پی ایس کی کمی کے باعث ہوئی جس کی وجہ سے مالی سال 14ء کے دوران قرضوں کی واپسی جزو اکم ہو گئی تھی (سیکشن 4.3)۔ مزید برآں، صوبائی مالیاتی کھاتوں میں بھی قابل ذکر بہتری دیکھی گئی کیونکہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی فاضل گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 12.1 فیصد زیادہ تھا۔

1 مالی سال 13ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 8 فیصد تک ہو گیا۔

2 حکومت آئندہ تین برسوں میں بجلی پر زراعت ختم کرنا چاہتی ہے۔

3 بجٹ تخمینوں میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت رقم کی آمد بھی شامل ہے۔

4 آئی ایم ایف کی جانب سے مقرر کردہ 419 ارب روپے کی حد کے مقابلے میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اصل بجٹ خسارہ (علاوہ گرانٹس) صرف 297 ارب روپے تھا۔ بشمول گرانٹس سہ ماہی کے دوران اصل بجٹ خسارہ 286.9 ارب روپے رہا۔

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ پہلی سہ ماہی				
ارب روپے				
مبدا (فیصد)		اصل		
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	
19.9	29.7	829.7	692.1	مجموعی حاصل
19.0	10.3	537.1	451.3	ٹیکس حاصل
21.5	93.2	292.7	240.8	غیر ٹیکس وصولیاں
		0.0	107.3	اتحادی سپورٹ فنڈ
14.4	23.4	1,116.6	975.9	مجموعی اخراجات
6.9	23.7	868.4	812.4	جاری
127.3	-14.6	170.1	74.9	ترقی و خالص قرض گاری
-12.0	90.6	78.1	88.7	غیر شناخت شدہ
1.1	10.4	-286.9	-283.8	مجموعی مالیاتی توازن
مالکاری بذریعہ:				
		-27.2	-1.6	بیرونی وسائل
		314.1	285.4	اندرونی وسائل
		198.0*	151.5	بینکاری نظام
		116.1	133.9	غیر بینک
				بلحاظ جی ڈی پی فیصد
		-1.1	-1.2	مجموعی مالیاتی توازن
		-0.1	-0.5	محصولاتی توازن
		0.1	0.1	بنیادی توازن
* وزارت خزانہ کی جانب سے ملکی بینکاری نظام سے مالکاری کا ڈیٹا اور زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار سے معمولی فرق ہے (جدول 3.1)۔				
براہمہ رسانی تفصیلات کے لیے اعداد و شمار کی توجیح نمبر 5 ملاحظہ فرمائیے۔				
ماخذ: وزارت خزانہ				

مالی سال 14ء کے دوران مالیاتی کارکردگی میں بہتری سے قطع نظر اس مدت کے دوران سرکاری قرضوں میں ریکارڈ 10 کھرب روپے اضافہ ہوا۔ اضافی قرضوں کا ایک حصہ سہ ماہی کے دوران مالیاتی فرق کی مالکاری کے لیے ضروری تھا جبکہ 40 فیصد اضافی قرضہ شرح مبادلہ میں منفی تبدیلیوں کا نتیجہ تھا (سیکشن 4.4)۔

اگرچہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی مالیاتی پوزیشن حوصلہ افزا تھی تاہم ہمارے خیال میں پورے سال کی کارکردگی کا دار و مدار تین عوامل پر تھا جو یہ ہیں: (i) زراعت کی سطح اور بجلی کے شعبے کے گردش قرضے کی دوبارہ چکائی کی ممکنہ ضرورت (ii) ایف بی آر کی کارکردگی اور (iii) سی ایس ایف کی مقدار اور تھری جی لائسنس نیلامی کی وصولیوں سے قوم کی آمد۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے سال کے دوران ہدف کے مطابق 34.6 فیصد کی کمی کا امکان نہیں ہے۔ ہماری اس رائے کا سبب یہ ہے کہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بجلی کی قیمتوں میں منتخب اضافے کے باوجود زراعت تقریباً گزشتہ

برس کی سطح پر ہے۔<sup>5,6</sup> جبکہ بجلی کی قیمتوں کے فیصلوں سے متعلق قانونی پیچیدگیاں حکومت کی جانب سے زراعت کا بوجھ کم کرنے کی کوششوں کو متاثر کرتی رہیں گی۔<sup>7</sup>

5 اگست 2013ء میں صنعتی صارفین کے لیے بجٹ کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا تھا جبکہ گھریلو صارفین کے لیے اضافہ نومبر 2013ء سے نافذ العمل ہوا۔

6 بجٹ کے ٹیرف میں اضافہ خوش آئند ہے لیکن بلوں کی وصولی اور ترسیل و تقسیم کے نقصانات کو کم از کم رکھنے کے لیے مزید موثر کوششوں کی ضرورت ہے۔

7 حکومت نے بجلی کی قیمت میں پہلی مرتبہ اگست 2013ء میں اضافہ کیا تھا۔ تاہم اس فیصلے کو قانونی مسائل کی وجہ سے بعض بڑے صارفین (رہائشی، کمرشل و بڑے صارفین) کے لیے جزدی طور پر واپس لے لیا گیا۔ اکتوبر 2013ء میں حکومت نے ایک بار پھر بجلی کی قیمت میں اضافہ کر دیا تھا۔

جہاں تک ٹیکس محصولات کا تعلق ہے، اب تک وصولیوں کی کارکردگی حوصلہ افزا رہی ہے لیکن سالانہ ہدف پورا کرنے کے لیے سال کی بقیہ مدت کے دوران ٹیکس وصولیوں میں اب بھی 30.3 فیصد اضافے کی ضرورت ہے۔ حالیہ برسوں میں ایف بی آر کی کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔<sup>8</sup> بنیادی خدشہ یہ ہے کہ ٹیکس محصولات میں اضافہ 2013-14ء کے بجٹ میں ٹیکسوں کی شرح میں اضافے کا نتیجہ تھا۔ ہماری رائے میں اس کا پائیدار حل ٹیکس کاری نظام بہتر بنانا، ٹیکس مشینری میں خامیوں کو دور کرنا، اور سب سے اہم ٹیکس بنیاد کو وسیع کرنے میں مضمر ہے۔ آئی ایم ایف نے بھی خسارے میں کمی کے لیے جی ایس ٹی یا کٹ ٹیکس کی شرحوں میں مزید اضافے سے گریز کی ضرورت کا عندیہ ظاہر کرتے ہوئے معیشت کو دستاویزی بنا کر ٹیکسوں کی بنیاد بڑھانے پر توجہ مرکوز کرنے پر زور دیا ہے۔<sup>9</sup>

مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی<sup>10</sup> میں صورتحال پر اثر انداز ہونے والا اہم عامل اتحادی سپورٹ فنڈ کی وصولی اور 3 جی نیلامیوں سے رقوم ملنے کے لیے درکار ضروری اقدامات پر ہوگا۔<sup>11</sup> گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) سے متعلق قانونی مسائل کے حل<sup>12,13</sup> اور آئی ایم ایف سے طے شدہ گیس کے صارفین کے لیے جی آئی ڈی سی میں اضافے سے بھی حکومت کی پوزیشن بہتر ہوگی۔<sup>14</sup> تخمینہ لگایا گیا ہے کہ 2013-14ء کے بجٹ میں دیئے گئے 38.0 ارب روپے کے مقابلے میں حکومت اس زمرے سے تقریباً 125.0 ارب روپے جمع کر سکتی ہے۔ پورے سال کے مالیاتی نتائج کو لاحق خطرات میں ہدف سے کم ٹیکس وصولیاں، توانائی کے شعبے میں گروشی قرضوں کا دوبارہ نمودار ہونا اور سال کی دوسری ششماہی میں بلند سودی ادائیگیاں شامل ہیں۔ اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 14ء کے دوران مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 6 تا 7 فیصد کی حد میں رہے گا۔

## 4.2 حاصل

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حاصل میں 19.9 فیصد کا اضافہ ہوا جو مالی سال 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 29.0 فیصد تھا (جدول 4.2)۔ یہ اضافہ ٹیکس و غیر ٹیکس محاصل دونوں میں ہوا ہے۔

8 گزشتہ پانچ برسوں کے دوران آکٹوبر تا جون میں ایف بی آر کے محصولات میں اوسط نمو 14.1 فیصد رہی ہے۔

9 آئی ایم ایف کنفری رپورٹ نمبر 14/1 بتاریخ جنوری 2014ء، "First Review under the Extended Arrangement under the Extended Fund Facility."

10 "Request for Waiver of Nonobservance of a Performance Criterion and Modification of Performance Criteria"

11 پاکستان کو آکٹوبر 2013ء میں سی ایس ایف کے تحت 322.2 ملین ڈالر کی رقوم موصول ہوئی۔

12 حکومت پاکستان نے مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی میں 3 جی نیلامی کے لیے بین الاقوامی مشیر کی خدمات حاصل کی ہیں۔

13 جی آئی ڈی سی پہلی مرتبہ 2011ء میں "گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی)" ایکٹ 2011ء کے ذریعے متعارف کرایا گیا تھا جس کا بنیادی مقصد قدرتی گیس درآمد کرنے کے انفراسٹرکچر کو ترقی دینے کے لیے فنڈ زرمبیا کرنا تھا۔ اس وقت یہ تخمینہ لگایا گیا تھا کہ اس مدت میں حکومت کو سالانہ تقریباً 134 ارب روپے حاصل ہوں گے جن سے پاکستان ایران گیس پائپ لائن، ترکمانستان افغانستان پاکستان انڈیا (ٹی اے پی آئی) گیس پائپ لائن اور انفراسٹرکچر کے جاری منصوبوں کے لیے مالکاری کی فراہمی میں مدد ملے گی۔

14 جولائی 2013ء میں پشاور ہائی کورٹ نے حکومت کی جانب سے جی آئی ڈی سی کی وصولی کو معطل کر دیا تھا۔ حکومت نے اس معطلی کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جس نے ہائی کورٹ کے فیصلے کو مسترد کر دیا جس کا نتیجہ جی آئی ڈی سی کی بحالی کی صورت میں نکلا۔

15 حکومت نے 31 دسمبر 2013ء کے ایس آر او 1091 (1) 2013ء کے ذریعے آخر دسمبر 2013ء میں گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس کو بڑھا دیا تھا۔ حکومت نے کھاد کے فیڈ اسٹاک پر جی آئی ڈی سی کو 197/ایم ایم بی ٹی یو سے بڑھا کر 300 روپے/ایم ایم بی ٹی یو کر دیا۔ اسی طرح بجلی اور صنعتی شعبے پر جی آئی ڈی سی کو گنا کرتے ہوئے 50 روپے/ایم ایم بی ٹی یو سے بڑھا کر 100 روپے/ایم ایم بی ٹی یو کر دیا گیا۔

جدول 4.2: ٹیکس وغیر ٹیکس حاصل - پہلی سہ ماہی				
ارب روپے				
تبدیلی		اصل		
فیصد	مطلق	م 14ء	م 13ء	
19.9	85.8	537.1	451.3	ٹیکس حاصل
17.8	24.2	160.8	136.5	بلا واسطہ ٹیکس
20.1	42.6	255.9	212.4	اشیا و خدمات پر ٹیکس
7.6	1.7	24.7	22.0	ایکسا نڈ ڈیوٹی
21.5	40.9	231.2	190.3	سیلز ٹیکس
3.9	2.0	52.8	50.8	عالمی تجارت پر ٹیکس
48.9	14.0	42.8	28.7	دیگر ٹیکس
12.9	2.9	25.8	22.8	پیٹرولیم لیوی
21.5	51.8	292.7	240.8	غیر ٹیکس حاصل
283.5	44.6	60.6	16.0	سود و منافع منقسمہ
60.0	30.0	80.0	50.0	اسٹیٹ بینک کا منافع
-98.2	-105.3	1.9	107.3	دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ)
434.2	16.9	20.8	3.9	گیس پر ترقیاتی سرچارج
29.3	4.3	19.2	14.8	راہائی
124.7	61.2	110.3	49.1	متفرق
جس میں				
	67.6	67.6	0	یونیورسل سروس فنڈ
19.9	137.6	829.7	692.1	مجموعی حاصل
ماخذ: وزارت خزانہ				

#### ایف بی آر ٹیکس<sup>15</sup>

پاکستان میں ٹیکس اور جی ڈی پی کے خاصے کم تناسب کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت کی جانب سے مالیاتی یکجائی کی کوششوں میں توجہ ٹیکس حاصل کو بڑھانے پر مرکوز رہی ہے۔ اب تک ان کوششوں میں توجہ بعض بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کی شرح کو بڑھانے پر دی گئی ہے (بکس 4.1)۔

اس کے نتیجے میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں 17.0 فیصد اضافہ ہوا جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 7.9 فیصد بڑھے تھے۔ اس بہتری میں اہم حصہ بالواسطہ ٹیکسوں خاص طور پر ملکی فروخت پر عائد جی ایس ٹی کا تھا۔ اس جز میں صرف پیٹرولیم مصنوعات اور کھاد کا حصہ نصف سے زائد تھا۔ تاہم مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں درآمدات اور کسٹم ڈیوٹیز پر عائد جی ایس ٹی سے حاصل کمزور رہے جس کا سبب ہائی اسپڈ ڈیزل (ایچ ایس ڈی) اور گاڑیوں کی درآمدات میں سست رفتاری تھا (باب 5)۔

پہلی سہ ماہی میں بلاواسطہ ٹیکسوں میں بھی 17.5 فیصد اضافہ ہوا جس کا اہم سبب درآمدات، ٹیلی فون بلز اور تنخواہوں پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا بڑھنا تھا۔ مجموعی طور پر مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولیاں سہ ماہی ہدف کا 95 فیصد تھیں جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 82.2 فیصد رہی تھیں۔

#### غیر ٹیکس محاصل

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کی غیر موجودگی کے باوجود غیر ٹیکس محاصل میں گزشتہ برس کی نسبت 21.5 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اس کا سبب کئی یکبارگی عوامل ہیں جن میں حکومت کو پی ایس ایز<sup>16</sup> سے 56.7 ارب روپے

<sup>15</sup> اس سیکشن میں استعمال ہونے والی معلومات ایف بی آر کے نظر ثانی شدہ ڈیٹا پر مبنی ہے جسے ایف بی آر کے سہ ماہی جائزہ برائے جولائی تا ستمبر کی جلد 13 نمبر 1 میں رپورٹ کیا گیا ہے۔

<sup>16</sup> مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں وفاقی حکومت نے بجلی کے شعبے میں گردش قرضے میں 138 ارب روپے کی غیر نقد مبالغہ کی تھی۔ یہ رسید بھی اس مبالغہ کا حصہ ہے۔

کے مارک اپ کی وصولی اور وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی کی جانب سے یونیورسل سروس فنڈ (یو ایس ایف) اور تحقیق و ترقی فنڈ (آر ڈی ایف) کے 67.6 ارب روپے کی مجموعی وفاقی فنڈز میں منتقلی شامل ہیں (باب 1)۔ ان یکبارگی عوامل کے بغیر مالی سال 14ء میں غیر ٹیکس محاصل مالی سال 13ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں کم رہتے۔

#### بکس 4.1: مالی سال 14ء میں متعارف کردہ ٹیکس اصلاحات<sup>17</sup>

وفاقی بجٹ 2013-14ء میں ٹیکسوں کی وصولی کو بڑھانے کے لیے بعض اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا۔ ان اقدامات کو چار مہینوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: (i) شرح ٹیکس میں اضافہ (ii) ٹیکس بنیاد میں توسیع (iii) ٹیکس کاری نظام کی بے قاعدگیوں دور کرنا (iv) ٹیکس نفاذ میں بہتری لانا۔ اس ضمن میں ایف بی آر کی جانب سے ٹیکس کاری نظام میں پہلی سہ ماہی کے دوران ذیل میں دی گئی تبدیلیاں متعارف کرائی گئی ہیں۔

#### محصولاتی اقدامات

آمدن / دودھ ہولڈنگ ٹیکس

- 1۔ پری پیڈ اور پوسٹ پیڈ دونوں قسم کے موبائل فون صارفین پر دودھ ہولڈنگ ٹیکس کی شرح کو 10 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کر دیا گیا۔
- 2۔ نقد رقم نکھوانے پر قابل مطابقت دودھ ہولڈنگ ٹیکس کی شرح کو ایک دن میں 50,000 روپے سے زائد رقم پر 0.2 فیصد سے 0.3 فیصد کر دیا گیا۔
- 3۔ کارپوریٹ ٹیکس دہندگان سے موصول ہونے والے منافع منقسمہ پر 10 فیصد دودھ ہولڈنگ ٹیکس (نا قابل مطابقت) متعارف کرانا۔
- 4۔ بلڈرز پر تعمیر شدہ رقبے کی فروخت پر 25 روپے فی اسکوئر فٹ اور لینڈ ڈویلپر ز پر رقبے کی فروخت پر 50 روپے فی اسکوئر فٹ کی شرح سے آگے ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔
- 5۔ تنخواہ کی آمدنی کے موجودہ چھ سلیب کو بڑھا کر بارہ کر دیا گیا۔ تنخواہ کی آمدنی پر ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ شرح میں جارحانہ اضافہ کرتے ہوئے اسے 20 فیصد سے بڑھا کر 30 فیصد کر دیا گیا۔
- 6۔ غیر کارپوریٹ ٹیکس دہندگان کی کاروباری آمدنی پر ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ شرح میں جارحانہ اضافہ کرتے ہوئے 60 لاکھ روپے سے زائد آمدنی کی موجودہ زیادہ سے زیادہ 25 فیصد شرح کو بڑھا کر 35 فیصد کر دیا گیا۔

#### سیلز ٹیکس

- 7۔ معیاری ٹیکس شرح کو 16 فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد کر دیا گیا۔
- 8۔ مزید، جہاں قابل ٹیکس رسد غیر رجسٹرڈ افراد کو فراہم کی جارہی ہے اس پر 1 فیصد کی شرح سے ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔
- 9۔ غیر رجسٹرڈ کمرشل و صنعتی ٹکنیشن رکھنے والوں پر پہلی وگیس کے بلوں کے ذریعے 5 فیصد کا اضافی سیلز ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔

#### ایف ای ڈی

- 10۔ سگریٹ پر ایف ای ڈی کی شرح کو سادہ بناتے ہوئے اس کی تشکیل نو کی گئی ہے۔ مرکب فارمولے کی بنیاد پر تین سلیب کے بجائے اب مخصوص شرح پر مبنی دو سلیب کر دیئے گئے ہیں۔
- 11۔ کاربونیٹڈ (carbonated) مشروبات پر وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کی شرح کو 6 فیصد سے بڑھا کر 9 فیصد کر دیا گیا ہے اور اس شعبے میں چوری اور بے قاعدگیوں کو روکنے کے لیے ان مشروبات پر گنجائش پر مبنی ٹیکس کاری متعارف کرائی گئی ہے۔
- 12۔ درآمد شدہ بیجوں پر 40 پیسہ فی کلوگرام فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی اور بنیاتی گھی یا خوردنی تیل کی اشیاء سازی کے مرحلے پر قابل ادائیگی ایف ای ڈی کے بجائے بنیاتی گھی اور خوردنی تیل کے اشیاء سازی کی جانب سے مقامی طور پر تیار ہونے والے تیل کی خریداری پر 1 روپیہ فی کلوگرام ایف ای ڈی<sup>18</sup>۔
- 13۔ سینٹ یافراہم کردہ خدمات یا اثاثہ جاتی انتظام کی کمپنیوں کی جانب سے دی جانے والی خدمات کو ایف ای ڈی سے استثناء۔
- 14۔ مالی خدمات پر چارج کرنے کی وسعت میں توسیع کرتے ہوئے تمام اقسام کی مالی خدمات بشمول بینکوں، بیمہ کمپنیوں، مضاربہ کمپنیوں، مشارکہ، اجارہ کمپنیوں، زرمبادلہ ڈیلرز، غیر بینک مالی اداروں، اثاثہ جاتی انتظام کی کمپنیاں وغیرہ، جن پر 16 فیصد کی وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کا اطلاق ہوتا ہو۔

<sup>17</sup> ماخذ: فنانس ایکٹ 2013ء، ایف بی آر سہ ماہی جائزہ، جلد 13، نمبر 1 برائے جولائی تا ستمبر 2013ء، بجٹ تقریر 2013-14ء، فنانس بل 2013ء کی شیڈول پر ایف بی آر کے نوٹس اور گرائف تھورٹن ٹیکس میوورنڈم 2013ء۔

<sup>18</sup> قبل ازیں درآمدی بیجوں کو کسی بھی قسم کے ٹیکس یا ڈیوٹی سے استثناء حاصل تھا جبکہ مقامی پیدا کردہ بیجوں کے تیل پر 16 فیصد ٹیکس عائد تھا جو مقامی کاشت کاروں کو متاثر کر رہا تھا۔

### سکشم ڈیوٹی

15۔ مالی سال 14ء کے بجٹ میں مخلوط (hybrid) کاروں اور انرجی سیورز سمیت بعض اجزاء پر سکشم ڈیوٹی میں کمی کردی گئی ہے لیکن کوئی نیٹیکس متعارف نہیں کرایا گیا جبکہ سپاری پر ڈیوٹی میں 5 فیصد اور سپاری کے پتوں پر 200 روپے فی کلوگرام سے بڑھا کر 300 روپے فی کلوگرام کر دیا گیا۔

### عملدرآمد میں بہتری کے اقدامات

- 1۔ ہریکار کی کمپنی ایف بی آر کو مابانہ بنیادوں پر ایک فہرست فراہم کرے گی جو اس لاکھ یا اس سے زائد کی امانتوں کی تفصیلات پر مشتمل ہوگا۔
- 2۔ ایف بی آر کو پیداواری کنٹریکٹس یا معین بنیادوں پر نیٹیکس کے نفاذ اور جمع کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔
- 3۔ عملدرآمد میں بہتری اور بدعنوانی کی حوصلہ شکنی کے لیے ایف بی آر کے افسران کو انعام دینے کے اقدامات متعارف کرائے گئے۔
- 4۔ زرعی مشینری کی درآمد، سیاحتی شعبہ، جیکبیتنگ صنعت اور دوا سازی پر استشار رعایت کے ضوابط کی کنٹرول کو تقویت دی جارہی ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ صرف اصل درآمد کنندگان ہی اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں گے۔
- 5۔ درآمدی اجزے کے لیے وی بوک (WeBoc) کے نام سے ایک نیٹ ورک نظام قائم متعارف کرایا گیا ہے۔ یہ ایک خود کار اور شفاف نظام ہے جو نیٹیکس دہندگان اور نیٹیکس جمع کرنے والوں کے درمیان رابطے میں کمی کر دے گا جس سے بے ضابطگی کو کم سے کم کرنے میں مدد ملے گی۔
- 6۔ ایف بی آر کو ایکٹرانک مانیٹرنگ کے ذریعے پیداوار فروخت، بلیئرٹس، اسٹاکس یا کسی بھی دیگر سرگرمی کی نگرانی کا اختیار دیا گیا ہے۔
- 7۔ صنعتی و کمرشل بجلی کے صارفین کے لیے ایسی صورت میں نیٹیکس گوشوارے جمع کرانے کو لازمی قرار دیا گیا ہے جہاں پر بجلی کا بل 500,000 روپے سالانہ ہو جبکہ اس کی موجودہ حد 1,000,000 روپے سالانہ تھی۔

### 4.3 اخراجات

جدول 4.3: مالیاتی اخراجات کا تجزیہ۔ پہلی سہ ماہی				
ارب روپے				
مطلق		بجٹ تخمینوں کا فیصد		
م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	
812.4	868.4	33.9	30.7	جاری اخراجات
جس میں				
312.8	301.1	33.8	26.1	سودی ادائیگی
58.0	59.0	27.8	24.5	زرعانت
441.5	508.2	35.0	35.4	غیر سودی غیر زرعانت
74.9	170.1	12.7	21.6	ترقیاتی اخراجات
30.3	44.9	8.4	8.3	سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام
44.6	125.2	4.2	13.2	صوبوں کو گرانٹس اور دیگر اخراجات بشمول خالص قرض گاری
89.7	78.1	--	--	غیر شناخت شدہ
975.9	1,116.6	32.7	30.9	کل
975.9	978.6	32.6	27.0	مجموعی اخراجات، گردش قرضے کے تصفیے کو منہا کر کے
ماخذ: وزارت خزانہ				

محاصل میں اضافے کے ساتھ حکومت کو مالیاتی یکجائی کی حکمت عملی کے طور پر اخراجات میں کٹوتی کی ضرورت ہے۔ مالیاتی حکام نے بظاہر اس مقصد کے حصول کی سمت کچھ پیش رفت کی ہے کیونکہ جاری اخراجات کی نمو مالی سال 13ء کے مقابلے میں تقریباً ایک چوتھائی رہ گئی ہے۔ ایسا شرح ہائے سود میں خاصی کمی کے باعث ممکن ہوا جس کی وجہ سے مالی سال 14ء میں سودی ادائیگیوں میں کمی واقع ہو گئی۔<sup>19</sup> زرعانت گزشتہ برس کی اسی سطح پر ہے جبکہ غیر سودی اور غیر زرعانت جاری اخراجات میں 16.9 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ برس 5.2 فیصد رہی تھی (جدول 4.3)۔<sup>20</sup> پہلی سہ ماہی میں غیر سودی اور غیر زرعانت اخراجات کا سبب سرکاری ملازمین، سرکاری پینشنرز اور دفاعی ملازمین کو ایڈ ہاک بنیادوں

پر انکریمنٹ دینا تھا۔ ترقیاتی اخراجات میں پی ایس ایز کو خالص قرض گاری میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غیر معمولی اضافہ ہوا

<sup>19</sup> مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری اخراجات میں 6.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 23.7 فیصد بڑھے تھے۔

<sup>20</sup> غیر سودی غیر زرعانت جاری اخراجات وہ جاری اخراجات ہیں جن میں سودی ادائیگیوں اور زرعانت کو منہا کر دیا جاتا ہے۔

جدول 4.4: صوبائی مالیاتی آپریشنز - پہلی سہ ماہی										
ارب روپے										
پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	تمام صوبے	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	تمام صوبے	
م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	
159.3	164.6	103.5	113.8	51.3	62.7	38.9	47.3	353.0	388.4	مجموعی حاصل
128.7	136.4	73.0	93.0	43.3	51.5	32.8	41.8	277.8	322.7	وفاقی حاصل میں حصہ
10.8	22.5	16.3	17.0	0.9	2.3	0.2	0.3	28.2	42.1	ٹیکس
12.3	5.5	9.2	0.9	1.3	3.2	1.6	1.2	24.4	10.7	غیر ٹیکس
7.6	0.1	5.0	3.0	5.8	5.8	4.3	4.0	22.7	12.9	وفاقی قرضے و منتقلیاں
105.8	117.3	66.1	80.7	49.9	44.9	22.7	23.9	244.5	266.8	مجموعی اخراجات
87.6	102.1	61.7	69.3	37.9	38.3	19.2	22.5	206.5	232.2	جاری
18.2	15.1	4.4	11.5	12.0	6.6	3.4	1.4	38.0	34.6	ترقیاتی
53.6	47.3	37.4	33.1	1.4	17.8	16.2	23.4	108.5	121.6	مجموعی توازن
-30.5	-27.1	-29.6	-28.9	-10.4	-11.7	-15.0	-24.7	-85.4	-92.4	* ماکاری
* شماریاتی فرق کے باعث مجموعی توازن اور ماکاری کے اعداد و شمار میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ ماکاری کے اعداد و شمار سے صوبوں کی اصل میزانیہ پوزیشن معلوم ہوتی ہے۔										
ماخذ: وزارت خزانہ										

جس کی وجہ اس مدت کے دوران گردش قرضے کی بھاری بھرکم مطابقت تھی۔<sup>21</sup> مزید برآں، وفاقی ترقیاتی اخراجات کے پروگرام میں بھی سہ ماہی کے دوران صحت مند نمونہ ہوئی۔

جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی ہے کہ اخراجات میں کمی کی حکومتی صلاحیت کا دار و مدار زراعت اور بجلی کے شعبے کو گردش قرضوں کا تصفیہ کرنے کے لیے ادائیگیوں کو قابو میں رکھنے پر ہوگا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے حکومت نے صنعتی صارفین<sup>22</sup> کے لیے بجلی کی قیمت میں اضافہ کیا تھا۔ اس کا اثر بظاہر نظر نہیں آتا کیونکہ مالی سال 14ء کے دوران بجلی کے شعبے کے زراعت کا حجم گزشتہ برس کی سطح پر ہی تھا۔ مزید برآں، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ جون 2013ء میں بھاری مطابقت کے بعد گردش قرضہ ایک بار نمودار ہو گیا ہے (باب 1)۔

بحیثیت مجموعی، سال بسال سست روی کے باوجود پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی اخراجات پورے سال کے بجٹ تخمینے کا تقریباً 30.9 فیصد رہے۔ سال کے دوران اخراجات میں جارحانہ اضافے کے باعث مالیاتی حکام کے لیے اخراجات کو سالانہ ہدف کے مطابق رکھنے میں مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔

#### صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی مالیاتی صورتحال میں مزید بہتری آئی اور گزشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں 12.1 فیصد فاضل رہا (جدول 4.4)۔ اس بہتری کا سبب مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں محاصل میں 50.0 فیصد اضافہ تھا۔ اس اضافے میں بڑا حصہ پنجاب کا تھا جسے خدمات پر سیلز ٹیکس وصولیوں میں اضافے سے فائدہ پہنچا۔<sup>23</sup> پنجاب اور سندھ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خیبر پختونخوا نے

21 حکومت نے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 138 ارب روپے کے گردش قرضے کی مطابقت کی تھی۔ یہ تصفیہ کا غیر نقد جز تھا جو کہ جون 2013ء میں دیا گیا۔

22 نومبر 2013ء میں ملکی صارفین کے لیے بھی بجلی کی قیمت میں اضافہ کیا گیا تھا۔

23 پنجاب نے گزشتہ برس خدمات پر سیلز ٹیکس کی وصولی شروع کی تھی۔

اگست 2013ء میں اپنی محصولاتی اتھارٹی قائم کی جس سے مستقبل میں صوبائی محصولات میں مزید بہتری آنے کا امکان ہے۔<sup>24</sup>

اخراجات کے لحاظ سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافے سے صوبائی جاری اخراجات بڑھ گئے۔ تاہم، اس اضافے کے ایک حصے کا اثر سندھ کے علاوہ باقی تمام صوبوں کے ترقیاتی اخراجات میں کمی سے زائل ہو گیا۔

جدول 4.5: پاکستان کے سرکاری قرضے کا خاکہ			
ارب روپے			
تبدیلی	جنوری 13ء	ستمبر 13ء	تبدیلی
1,020.4	15,514.5	14,494.0	سرکاری قرضہ
634.0	10,154.9	9,520.9	سرکاری ملکی قرضہ
386.4	5,359.5	4,973.1	سرکاری بیرونی قرضہ
361.1	4,672.2	4,311.1	حکومتی بیرونی قرضہ
6.5	441.3	434.8	آئی ایم ایف کا قرضہ
18.9	246.1	227.2	بیرونی واجبات
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

#### 4.4 سرکاری قرضہ

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 10 کھرب روپے کے اضافے سے پاکستان کا سرکاری قرضہ آخر ستمبر 2013ء تک بڑھ کر 150.5 کھرب روپے تک پہنچ گیا (جدول 4.5)۔ یہ کسی سال کی ایک سہ ماہی میں ہونے والا سب سے بلند اضافہ تھا اور اس میں ملکی و بیرونی قرضوں دونوں نے اہم کردار ادا کیا۔ معیشت کو درپیش قرضوں کے چنگل

کے خطرے کو مد نظر رکھتے ہوئے وسیع البینا مالیاتی اصلاحات کے فوری نفاذ کی ضرورت ہے۔ مالیاتی اصلاحات کے ایک منظم ایجنڈے کے ذریعے ہی ملک کے سرکاری قرضوں اور جی ڈی پی کے تناسب میں پائیدار کمی لانا ممکن ہوگی۔

سرکاری قرضوں میں ہونے والا تقریباً 40 فیصد اضافہ پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کا نتیجہ تھا جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی قرضہ بڑھانے کا باعث بنا۔ خاص طور پر امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کا نتیجہ بیرونی قرض کی روپے کی قدر میں 348.3 ارب روپے اضافے کی صورت میں نکلا جبکہ جاپانی ین کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر گرنے سے اس مدت کے دوران سرکاری قرضوں میں مزید 58 ارب روپے کا اضافہ ہو گیا۔ جہاں تک ملکی قرضوں کا تعلق ہے اس اضافے کا اہم سبب مالیاتی فرق پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے میزانیہ قرض گیری تھی۔ تاہم، ملکی قرضوں میں ہونے والا اضافہ سہ ماہی کی میزانیہ ضروریات کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھا۔ حکومت نے ملکی ذرائع سے 314.1 ارب روپے کی مالکاری حاصل کی<sup>25</sup> لیکن ملکی قرضے سہ ماہی میں 634.0 ارب روپے اضافے کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس فرق کا سبب یہ تھا کہ حکومت نے ضرورت سے زیادہ قرضہ لیا اور اضافی فنڈز کو اسٹیٹ بینک کے پاس رکھی گئی امانتوں میں جمع کرا دیا۔<sup>26</sup> اس لیے، قرضوں کے حجم میں اضافہ میزانیہ قرض گیری کو ظاہر کرتا ہے جبکہ خسارے کی مالکاری خالص میزانیہ ضروریات پر مبنی ہے، علاوہ حکومتی امانتوں کے۔<sup>27</sup>

24 اتھارہویں ترمیم کے تحت خدمات پریکٹس کی صوبوں کو منتقلی کے باعث سندھ اور پنجاب نے مالی سال 12ء اور مالی سال 13ء سے وصولی کرنا شروع کی تھی جبکہ خیبر پختونخوا نے بھی اگست 2013ء سے اپنی محصولاتی اتھارٹی قائم کر دی تھی۔

25 ہمیں یہ اعداد و شمار سہ ماہی میں 1286.9 ارب روپے کے بجٹ خسارے سے بیرونی مالکاری میں 27.2 ارب روپے کی خالص کمی کا اضافہ کرنے سے حاصل ہوئے ہیں۔

26 مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے پاس حکومتی امانتوں میں 384.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

27 آخر اکتوبر 2014ء کو ملکی قرضے کا حجم آخر ستمبر 2013ء کی پوزیشن کے مقابلے میں 264 ارب روپے کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا اہم سبب حکومت کی جانب سے اپنے قرضے کی مرکزی بینک کو واپسی تھی۔



قلیل مدتی ماکاری کے لیے ملکی وسائل پر زیادہ انحصار پالیسی سازوں کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں جہاں ملکی قرضے کا بڑا حصہ غیر بینک اداروں یا بیرونی رہائش پذیر افراد کی تحویل میں ہے، پاکستان کے ملکی قرضوں کا دو تہائی حصہ صرف ملکی کمرشل بینکوں کا ہے۔ ایسا رواں اور مستقل قرضہ جاتی تمسکات میں غیر بینک سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے اقدامات کے باوجود دیکھنے میں آیا ہے۔<sup>28</sup>

جہاں تک ملکی قرضوں میں بیرونی سرمایہ کاری کا تعلق ہے حتمی ٹیکس واجبات کے متعلق غیر یقینی کیفیت اور بعض ملکوں سے مخصوص خطرات نے روپے کے قرضہ جاتی تمسکات کی بیرونی ملکیت کو بے حد پست سطح پر رکھا ہے (باکس 4.2)۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کے سابقہ جائزوں میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ صورتحال پاکستان کے سرکاری قرضوں کی کمزوری کو بڑھا دیتی ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں اجرائے ثانی اور شرح سود کے خطرات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایسے خطرات کسی حد تک سامنے آئے ہیں۔

#### قلیل مدتی رواں قرضہ میں اجرائے ثانی کے خطرات

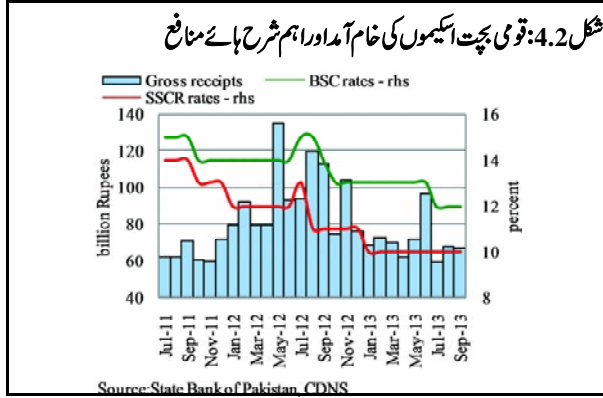
پالیسی ریٹ میں اضافے کی توقع کرتے ہوئے بینکوں نے بڑی حد تک خود کو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹی بل کی نیلامیوں میں شرکت سے دور رکھا (باب 3)۔ اس کے نتیجے میں حکومت کو کمرشل بینکوں کو قرضوں کی واپسی کے لیے مرکزی بینک پر انحصار کرنا پڑا جس کا نتیجہ قرض گیری کی صفر سہ ماہی حد کی خلاف ورزی کی صورت میں نکلا۔ تاہم، حکومت نے آئی ایم ایف کی جانب سے اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری کے لیے مقررہ حد کی پاسداری بھی کرنا تھی۔ اس ضمن میں 13 ستمبر 2013ء کو ڈسکاؤنٹ ریٹ میں اضافے سے حکومت کو ٹی بل نیلامیوں میں کمرشل بینکوں کی دلچسپی بحال کرنے میں مدد ملی۔ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کی آخری ٹی بل نیلامی میں حکومت 514.9 ارب روپے جمع کرنے میں کامیاب رہی جو کہ کسی ایک سہ ماہی میں جمع کی جانے والی سب سے بڑی رقم ہے۔ اس سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری کے لیے آئی ایم ایف کی جانب سے مقرر کردہ آخر ستمبر کا ہدف پورا کرنے میں مدد ملی تھی کیونکہ حکومت نے مرکزی بینک کے قرضے کا ایک حصہ واپس کر دیا تھا اور مرکزی بینک میں حکومتی امانتوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔

#### مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں پی آئی بیز پر کشش نہیں تھیں

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پی آئی بیز کے اسٹاک میں بھی آخر جون کے مقابلے میں معمولی کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ اس کا سبب کمرشل بینکوں کی جانب سے اپنی تحویل میں موجود پی آئی بیز کے اسٹاک میں کمی کرنا تھا کیونکہ انہوں نے اپنے پی آئی بیز کا ایک حصہ بیمہ کمپنیوں اور دیگر غیر بینک مالی اداروں کو منتقل کر دیا تھا۔<sup>29</sup>

ڈسکاؤنٹ ریٹ کے بارے میں بدلتے ہوئے احساسات اور پی آئی بیز میں بینکوں کے پہلے سے بلند اکتشاف نے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں مزید سرمایہ کاری کے لیے ان کی حوصلہ شکنی کی۔ حتیٰ کہ سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں 50 بی پی اے کا اضافہ بھی پی آئی بیز میں ان کی

28 قرضہ منڈی کو متوجہ بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ایم ٹی بیز اور پی آئی بیز دونوں کی نیلامیوں میں غیر مسابقتی بولیوں کے ذریعے افراد اور چھوٹے ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو شرکت کی اجازت دی، اپنے ایف ایس سی ڈی سرکچر نمبر 07/18، بتاریخ 06 جون 2009ء اور 04 دسمبر 2010ء کے ذریعے۔  
29 ٹی بلز کے اسٹاک 90 فیصد کمرشل بینکوں کی تحویل میں ہے جبکہ پی آئی بیز میں بینک وغیرہ بینک اداروں کی ملکیت تقریباً مساوی ہے۔



دلچسپی بحال کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوا اور سہ ماہی کے دوران منعقد کی جانے والی تمام سہ ماہیوں میں پیشکش کردہ رقوم ہدف سے خاصی کم تھیں (باب 3)۔<sup>30</sup> دوسری جانب، حکومت طویل مدتی قرض گیری میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی اور اس نے ان نیلامیوں میں پیشکش کردہ رقوم کو قبول نہیں کیا۔<sup>31</sup> یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی سے یہ رجحان تبدیل ہو گیا ہے۔ سہ ماہی کے دوران منعقد ہونے والی پی آئی بی کی تین نیلامیوں میں مجموعی طور پر 105.6 ارب روپے جمع کیے گئے۔ 30 جنوری 2014ء کو منعقد ہونے والی نیلامی کے نتائج زیادہ حوصلہ افزا تھے جس میں حکومت کو 195.8 ارب روپے حاصل ہوئے۔

**جدول 4.6: پاکستان کے سرکاری قرضے اور واجبات**

ملین امریکی ڈالر

جدیلی	ستمبر 13ء	جون 13ء	
385	50,560	50,176	سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات
580	44,076	43,496	حکومتی قرضہ
-224	4,163	4,387	آئی ایم ایف
29	2,321	2,292	بیرونی واجبات
	12.9	12.0	قرضوں کی واپسی / زرمبادلہ آمدنی
			ماخذ: بینک دولت پاکستان

### منافع میں کمی سے قومی بچت اسکیموں میں سرمایہ کاری کی

**حوصلہ شکنی ہوئی**  
اپریل 2012ء میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری کے منتخب آغاز کے بعد مالی سال 13ء کے چند مہینوں میں خام رقوم کی آمد میں تیزی دیکھی گئی۔ تاہم، یکم جنوری 2013ء کو شرح ہائے منافع میں کمی کی وجہ سے اس عارضی تیزی کا سلسلہ بظاہر رک گیا ہے (شکل 4.2)۔ جولائی 2013ء سے شرحوں میں اگلی کٹوتی کے بعد قومی بچت اسکیموں پر منافع گزشتہ نو برسوں کی پست ترین سطح پر آ گیا۔ عرصیتوں کی تکمیل کے تسلسل کے باعث مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں جمع کی جانے والی خالص رقوم کم ہو گئیں۔

### بیرونی قرضے اور واجبات

1.3 ارب ڈالر کی واپسی کے باوجود مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستانی کے سرکاری قرضوں اور واجبات میں اضافہ دیکھا گیا (جدول 4.6)۔ اہم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر گرنے کے نتیجے میں پاکستان کو مبادلہ میں خاصا نقصان پہنچا جس کا نتیجہ سہ ماہی کے دوران قرضہ جاتی حجم میں 548.5 ملین ڈالر اضافے کی صورت نکلا تھا۔<sup>32</sup>

<sup>30</sup> مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں اس پیشکش اور ہدف کا تناسب 0.57 تھا۔

<sup>31</sup> 85.5 ارب روپے کے مقابلے میں حکومت نے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پی آئی بی کی نیلامیوں میں 65.9 ارب روپے حاصل کیے۔

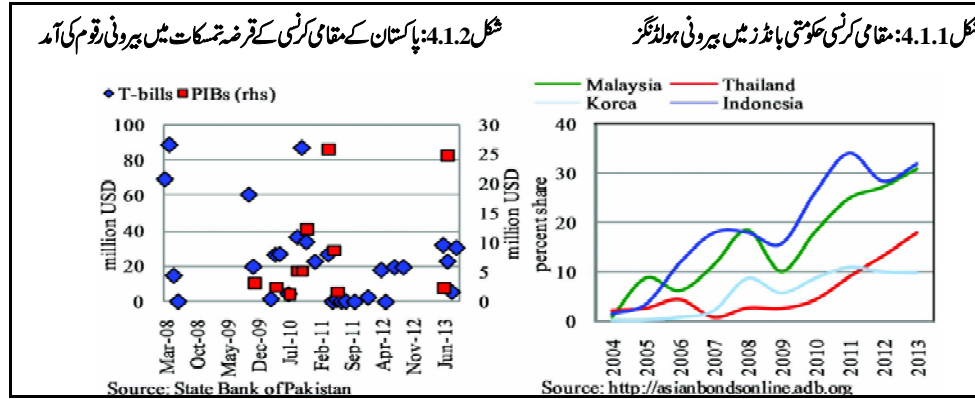
<sup>32</sup> اس مدت کے دوران یورو، جاپانی ین اور ایس ڈی آر کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں کمی واقع ہوئی۔

گذشتہ چند برسوں سے بیرونی قرضوں میں کمی کا رجحان تھا جو آئی ایم ایف سے توسیعی فنڈسہولت (ای ایف ایف) کے ساتھ ختم ہو گیا۔ آئی ایم ایف اور دیگر کثیر فریقی قرض دہندگان سے مزید رقوم کی آمد آئندہ مہینوں میں پاکستان کے بیرونی قرضے میں اضافہ کر سکتی ہے۔ بیرونی قرضوں میں اضافے اور زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی نے مالی سال 14ء کے ابتدائی تین مہینوں کے دوران معیشت میں بیرونی قرضوں کی واپسی کی صلاحیت کو محدود کر دیا تھا (جدول 4.7)۔

باکس 4.2: پاکستان میں شرح سود کی حرکت پذیری اور سرمایہ جاتی رقوم کی آمد

کسی بھی ملک میں بیرونی رقوم کی آمد کی درجہ بندی بطور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری، جزوئی سرمایہ کاری، بیرونی قرضے، ترسیلات زر، اور قرضہ جاتی تسکات میں بیرونی سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔ عام طور پر میزبان ملک کے شرح ہائے سود میں اضافے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ملک بیرونی سرمایہ جاتی رقوم کی بلند سطح کو متوجہ کر سکتا ہے تاہم یہ تعلق ہمیشہ برقرار نہیں رہتا۔ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور جزوئی سرمایہ کاری منفی ربط کو ظاہر کرتی ہے جبکہ ترسیلات زر اور بیرونی قرضے شرح سود میں ہونے والے اتار چڑھاؤ کے مقابلے میں حساس نہیں ہوتے۔ اس لیے مقامی قرضہ جاتی تسکات (بانڈ منڈی) میں بیرونی سرمایہ کاری ہی وہ واحد ذمہ ہے جو شرح سود کی حرکت پذیری کے اثر کا تجزیہ کرنے کے لیے اہم ہے۔

پاکستان کا معاملہ: دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کی مقامی کرنسی کی بانڈ منڈیوں میں عالمی سرمایہ کاری کا حصہ قابل ذکر ہے جبکہ ان کے مقابلے میں پاکستان کو ملکی قرضہ جاتی تسکات میں بہت کم بیرونی رقوم موصول ہوتی ہیں (شکل 4.1.1)۔ مالی سال 11ء کے دوران پاکستان کے ٹی بلز میں 212 ملین ڈالر کی بیرونی رقوم کی آمد ہوئی، جو اس کی بلند ترین سطح ہے لیکن آخر جون 2011ء تک ٹی بلز کے اشاک میں اس کا حصہ صرف 0.9 فیصد تھا۔ دوسری جانب، پی آئی بیز میں بیرونی سرمایہ کاری کسی بھی سال 100 ملین ڈالر کا نشانہ تک عبور نہیں کر سکی (شکل 4.1.2)۔ قومی بچت اسکیموں میں بین الاقوامی سرمایہ کاری کا ڈیٹا دستیاب نہیں ہے لیکن سبھی شواہد سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ان اسکیموں میں بیرونی شرکت کی سطح بہت معمولی رہی۔<sup>33</sup>



اس کمزور کارکردگی کی کئی وجوہات ہیں۔ لٹریچر میں شرح سود کا تفرق، مضبوط معاشی مبادیات، مستحکم شرح مبادلہ وگرانی<sup>34</sup> اور بانڈ منڈی کی ترقی کی وسعت<sup>35</sup> کو مقامی قرضہ جاتی منڈیوں میں بیرونی رقوم کی آمد کو متوجہ کرنے والے اہم عوامل قرار دیا گیا ہے، برگر اور وارنوک (2004ء)۔<sup>36</sup> تاہم، ان محاذوں پر پاکستانی معیشت کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہے۔ گذشتہ دس برس میں شرح سود میں تغیر پذیری کے کئی ادوار آئے ہیں جبکہ وگرانی زیادہ تر دو ہندسی رہی (شکل 4.1.3)۔

33 غیر اقامتی پاکستانیوں کی رقوم کو متوجہ کرنے کے لیے سی ڈی این ایس نے اب تک صرف بحرین اور متحدہ عرب امارات کے ساتھ باضابطہ سمجھوتے کیے ہیں۔

34 شرح مبادلہ میں تیزی سے کمی مقامی کرنسی بانڈز پر منافع میں تغیر پذیری کو بڑھا دیتی ہے جس سے بیرونی سرمایہ کاروں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اسی طرح، بلند وگرانی سے میزبان ملک میں سرمایہ کاری شدہ فنڈز کی قوت پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے بیرونی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے (ماخذ: گوراؤ و حلوں 2010ء)۔

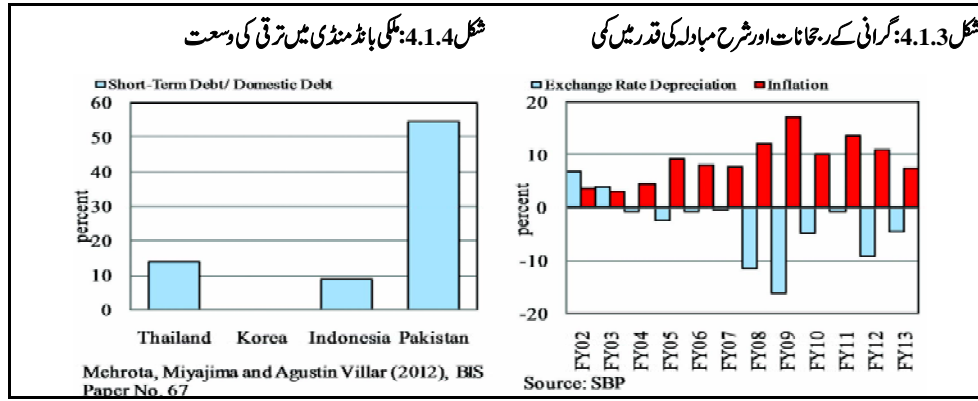
35 بانڈ منڈی کی ترقی کی وسعت کی پیمائش منڈی کے حجم، تسکات کے لحاظ سے بانڈز کے اجزائے ترکیبی، آلات کی قسم اور سرمایہ کار پر مبنی تنوع، منڈی کی سیالیت سے کی جاسکتی ہے (ماخذ: مہروتر، میاچیمہ اور وور) ”ابھرتی ہوئی منڈیوں کی اندرون ملک حکومتی بانڈ منڈیوں میں پیش رفت اور اس کے مضمرات“، پی آئی ایس پیپر نمبر 67 (2012ء)۔

36 برگر اور وارنوک (2004ء)۔ ”مقامی کرنسی کی بانڈ منڈیوں میں بیرونی شرکت“۔ <http://faculty.darden.virginia.edu/>

جدول 4.1.1: موڈیز کی ریاستی درجہ بندیوں (2013ء)	
امکانات	
پاکستان	منفی
ملائیشیا	مستحکم
تھائی لینڈ	مستحکم
انڈونیشیا	مستحکم
کوریہ	مستحکم
ماخذ: بلوم برگ	

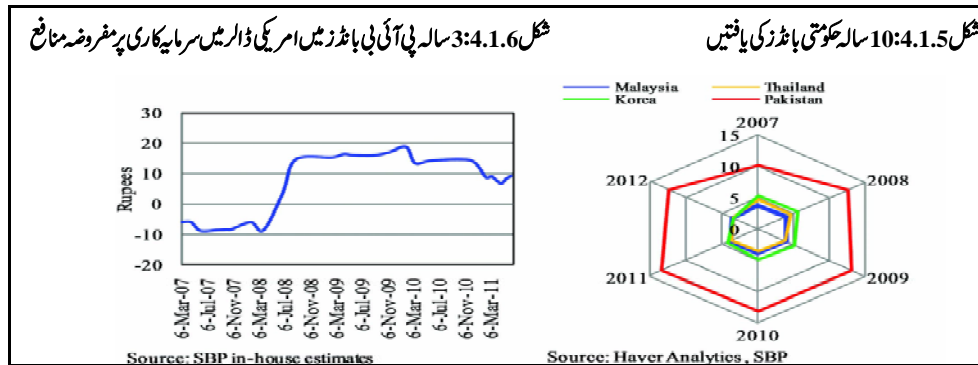
جہاں تک بانڈ منڈی کی ترقی کا تعلق ہے مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے اندرونی ذرائع سے قرضوں پر حکومت کے بڑھتے ہوئے انحصار کی وجہ سے ملکی قرضہ منڈی کا حجم بڑھ گیا ہے اور ملکی قرضہ کے اجزائے ترکیبی کا رخ قلیل مدتی رواں قرضوں کی جانب ہو گیا ہے۔ اس سے نہ صرف طویل مدتی قرضہ منڈی کی سیالیت میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے بلکہ نشانیدہ بانڈ کی ترقی بھی محدود ہو جاتی ہے۔ یہ صورتحال دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے بالکل برعکس ہے جو اپنے مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے طویل مدتی معین بانڈز پر زیادہ انحصار کرتے ہیں (شکل 4.14)۔

ان عوامل کے علاوہ سیکورٹی خدشات اور غیر یقینی سیاسی صورتحال بھی وہ



اہم عوامل ہیں جو پاکستان کی قرضہ منڈی میں بیرونی رقوم کی آمد کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ اس کی عکاسی موڈیز پر بھی عالمی درجہ بندی کرنے والی ایجنسیوں کی جانب سے دیگر ملکوں کے مقابلے میں پاکستان کو دی جانے والی پست ریاستی درجہ بندی سے بھی ہوتی ہے (جدول 4.1.1)۔ اس کے نتیجے میں دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں پاکستان کے طویل مدتی بانڈز پر بے حد پرکشش یافتوں کے باوجود ملک میں بیرونی رقوم کو متوجہ نہیں کر سکتا (شکل 4.1.5)۔ ہمارے اندرونی تخمینوں سے نشانہ دی ہوئی ہے کہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں نمایاں کمی کے باوجود پاکستان کے طویل مدتی بانڈز میں سرمایہ کاری عالمی سرمایہ کاروں کے لیے نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے (شکل 4.16) تاہم مذکورہ مسائل جن پر پہلے بحث کی جا چکی ہے، وہ ملک میں بیرونی رقوم کی آمد میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

اس صورتحال میں ہم نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ملکی شرح ہائے سود میں اضافے سے ہماری بانڈ منڈی میں سرمایہ جاتی رقوم کی آمد کے بڑھنے کا امکان نہیں ہے۔ دوسری جانب، ملکی اسٹاک مارکیٹ کی کارکردگی پر مبنی اثر کے ذریعے یہ صورتحال ایکویٹی منڈی میں بیرونی رقوم کی آمد کی حوصلہ شکنی کا باعث بن سکتی ہے۔



## 5 بیرونی شعبہ<sup>1</sup>

### 5.1 عمومی جائزہ

جدول 5.1: بیرونی شعبے کے اہم اظہارِ بے			
ارب ڈالر			
مئی 13ء	اپریل سہ ماہی مئی 13ء	اپریل سہ ماہی مئی 14ء	
6.0	10.4	4.7	اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر
-2.5	0.4	-1.2	جاری کھاتے کا توازن
-15.4	-3.6	-4.2	تجارتی توازن
13.9	3.6	3.9	کارکنوں کی ترسیلات
1.3	0.1	0.2	پاکستان میں براہ راست سرمایہ کاری
2.9	1.2	0.6	بیرونی قرضے کی وصولی
6.5	1.1	1.8	بیرونی قرضے کی واپسی*
* قلیل مدتی قرضے کی واپسی، اور آئی ایم ایف کو واپسی شامل ہے			
ماخذ: اسٹیٹ بینک			

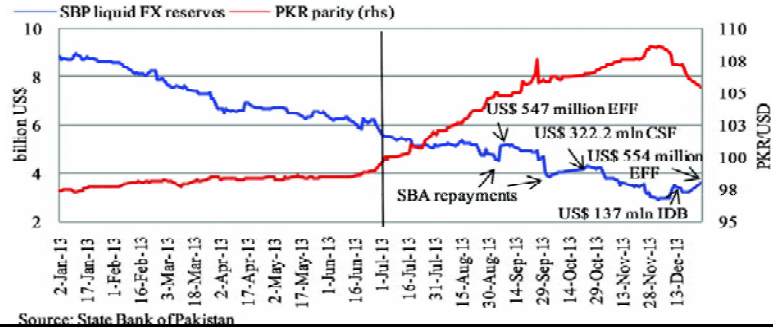
مالی سال 14ء کے آغاز ہی سے بیرونی شعبے کے حوالے سے تفکرات موجود تھے: پاکستان اگرچہ مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی میں آئی ایم ایف کے ایک نئے پروگرام میں شامل ہو گیا تاہم بازارِ مبادلہ میں اتار چڑھاؤ آتا رہا اور پاکستانی روپیہ 6 فیصد گر گیا جو پانچ سال کے دوران کسی ایک سہ ماہی میں گرنے والی سب سے بڑی قدر ہے (جدول 5.1)۔ اس کی کے ممکنہ اسباب یہ تھے: (i) جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافہ، (ii) اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی خریداری اور مارکیٹ میں اس حوالے سے سٹہ باز اندازِ احساسات، اور (iii) بیرونی قرضے کے 1.8 ارب ڈالر کی واپسی۔

اگرچہ قرضہ واپسی کی اقساط کا پہلے سے علم تھا، اور اتحادی سپورٹ فنڈ کی عدم موصولی کو بھی پیش نظر رکھا گیا تھا تاہم اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی خریداری کی توقعات پر بازارِ مبادلہ میں بے چینی پھیل گئی، دراصل اظہارِ دلچسپی کے مراسلے میں خالص عالمی ذخائر (net international reserves - NIR) کے ہر سہ ماہی کے اختتام پر اہداف کا حصول لازمی قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ بین الینک بازار میں ڈالر 26 ستمبر 2013ء کو 110.5 روپے کی تاریخ کی بلند ترین سطح پر چلا گیا جبکہ اس دن کے اختتام پر وہ 105.35 روپے پر واپس آ گیا (شکل 5.1 اور سیکشن 5.4)۔

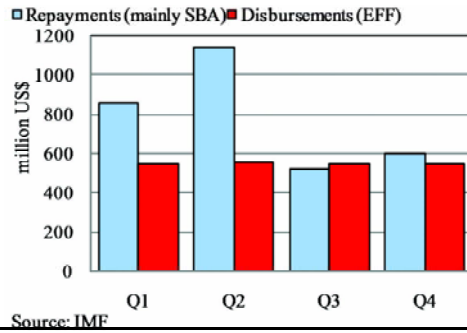
اس تناظر میں آئی ایم ایف کے نئے پروگرام نے پاکستان کو اشد ضروری زرمبادلہ تو فراہم کیا تاہم اس حقیقت کے پیش نظر کہ آنے والی نئی قسط اسٹیٹ بینک کے خالص عالمی ذخائر کے سہ ماہی اہداف سے سختی ہے، بازارِ مبادلہ میں اطمینان نہ آ سکا۔ ای ایف ایف پروگرام پیشگی اختصاص کا

<sup>1</sup> یہ سیکشن 'توازن ادائیگی کے دستور العمل' (بی بی ایم-6) کے چھٹے ایڈیشن پر مبنی ہے۔ اسٹیٹ بینک نے بی بی ایم-6 کے مطابق توازن ادائیگی کے اعداد و شمار جولائی 2013ء سے مرتب کرنے شروع کر دیے ہیں، اور موازنے کی غرض سے مئی 13ء کے حسابات بھی ان معیارات کے مطابق ڈھال لیے ہیں۔ براہ مہربانی نوٹ کریں کہ 5.1 دیکھئے جس میں اس ایڈیشن کے تحت توازن ادائیگی کی بڑی مددات پر بحث کی گئی ہے اور اہم اظہارِ بے کی تشریح کی گئی ہے۔

شکل 5.1: اسٹیٹ بینک کے ذخائر اور روپے کی مساوات کا موازنہ، م س 13ء کی دوسری ششماہی اور م س 14ء کی پہلی ششماہی



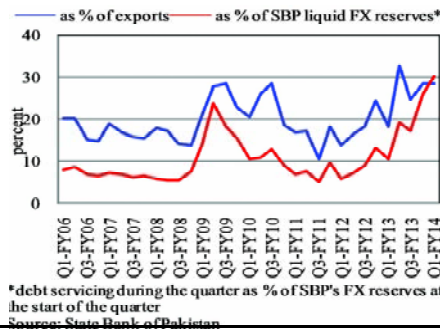
شکل 5.2: م س 14ء کے دوران آئی ایم ایف سے خالص رقم کی پیش کش



حامل (frontloaded) نہیں تھا، اور آئی ایم ایف کو خالص ادائیگیوں کا بوجھ م س 14ء کی پہلی دو سہ ماہیوں کے دوران منڈی کے احساسات کو پُر سکون نہ کر سکا (شکل 5.2)۔

آئی ایم ایف کے علاوہ دیگر بیرونی قرض خواہوں کو بھی قرض کی واپسی، جو مجموعی طور پر 927.4 ملین ڈالر تھی، م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دشواری بنی رہی۔<sup>2</sup> سہ ماہی کے آغاز میں اسٹیٹ بینک کے پاس موجود زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں سے 30 فیصد ذخائر سہ ماہی کے دوران بیرونی قرضے کی واپسی میں استعمال ہو گئے۔ برآمدات سے ملنے والی سہ ماہی رقم کا بھی کم و بیش اتنا ہی تناسب اس مد میں استعمال ہوا (شکل 5.3)۔

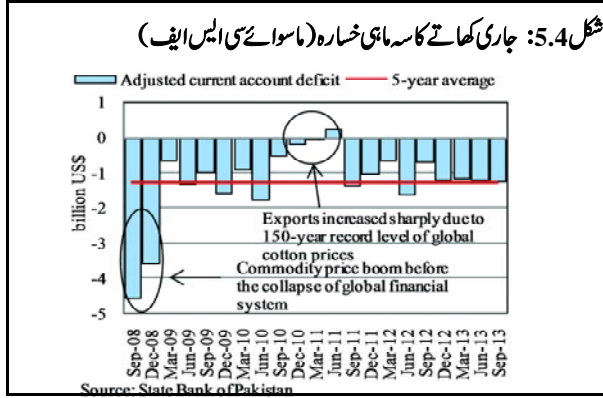
شکل 5.3: بیرونی قرضے کی واپسی کا بوجھ



پاکستان کا درآمدی بل بھی تفکرات بڑھانے والا ہے، زیر جائزہ عرصے کے دوران اس میں 7.6 فیصد اضافہ ہوا۔ دراصل ملک میں گیس کی قلت کی

بنا پر طلب اور رسد میں جو فرق پیدا ہوا ہے اسے پُر کرنے کے لیے پیٹرولیم کی طلب بڑھ رہی ہے اور درآمدی بل میں اضافہ اسی طلب کو ظاہر کرتا

<sup>2</sup> م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں مساوائے آئی ایم ایف، بیرونی قرضے کی واپسی صرف 645.2 ملین ڈالر تھی۔



ہے۔ خام تیل کی طلب بالخصوص طاقتور رہی جس سے رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں ملکی ریٹائزروں کی گزشتہ سال کی نسبت بہتر مالی حالت کا بھی پتہ چلتا ہے، کیونکہ حکومت نے جون 2013ء کے اختتام پر پیشتر گردش قرضے کا تصفیہ کر دیا تھا (سیکشن 5.5)۔<sup>3</sup>

ادھر، برآمدی نمو معمولی رہی گوکہ ٹیکسٹائل، چاول اور چمڑے جیسی چند اہم اشیاء کی برآمد میں واضح

بہتری آئی۔ بحیثیت مجموعی تجارتی خسارہ بڑھ کر 4.2 ارب ڈالر پر چلا گیا، جبکہ ماس 13ء کی پہلی سہ ماہی میں تجارتی خسارہ کارکنوں کی ترسیلات سے مکمل طور پر پورا ہوا تھا، رواں مالی سال پہلی سہ ماہی میں ایسا تو نہیں ہوا البتہ ترسیلات میں 9.1 فیصد کی معقول نمو ہوئی (جدول 5.1)۔ ماس 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم نہ ملنے سے جاری حسابات کا خسارہ بڑھ کر 1.2 ارب ڈالر ہو گیا، اور لگ بھگ یہی حجم گزشتہ 5 سال کے دوران رہا ہے (اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم کی تطبیق کے بعد) (شکل 5.4)۔

ماس 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری کھاتے کے مقابلے میں مالی کھاتے نے، ماس 13ء کے برعکس، نسبتاً بہتر کارکردگی دکھائی۔ بیرونی سرمایہ کاری بڑھی، اور حکومت کی جانب سے قرضوں کی بھاری ادائیگیوں کے باوجود قرضے کی رقم کا خالص اخراج نسبتاً کم رہا جس کی وجہ یہ تھی کہ حکومت نے اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں سے زر مبادلہ میں قرض لیا تھا (سیکشن 5.3)۔ اس سے قطع نظر بحیثیت مجموعی مالی کھاتے سے رقم کا خالص اخراج جاری رہا، اور بیرونی خسارے کی مالکاری کا سارا بوجھ زر مبادلہ کے ذخائر نے برداشت کیا۔

## 5.2 جاری کھاتہ

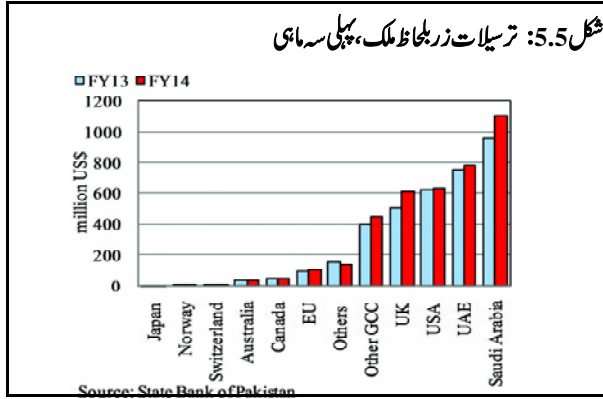
ماس 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری کھاتے میں 1.2 ارب ڈالر خسارہ ہوا جبکہ گزشتہ برس 0.4 ارب ڈالر کی فاضل رقم موجود تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، اس فرق کی بنیادی وجہ اس سال اتحادی سپورٹ فنڈ کی عدم وصولی تھی، اسی فنڈ کی بنا پر گزشتہ سال جاری کھاتے کا خسارہ فاضل رقم میں بدل گیا تھا (جدول 5.2)۔ اگر اتحادی سپورٹ فنڈ کو شامل کیا جائے تو دونوں سہ ماہیوں کے جاری کھاتے کے مابین فرق نمایاں طور پر کم ہو جاتا ہے۔ بقیہ فرق کی وجہ ماس 14ء کی پہلی سہ ماہی میں درآمدات پر بھاری ادائیگیاں ہیں (سیکشن 5.5)۔

<sup>3</sup> ماس 14ء کی پہلی سہ ماہی میں خام پٹرولیم کا درآمدی حجم سال بسال 10.5 فیصد بڑھ گیا۔ مزید برآں، موٹرا سپرٹ (پٹرول) اور فرنس آنکسل کے درآمدی حجم میں بھی بالترتیب 11.1 فیصد اور 0.8 فیصد اضافہ ہوا۔ اس کے برعکس ہائی اسپیڈ ڈیزل کا درآمدی حجم تیزی سے سال بسال 17.5 فیصد گر گیا (باب 2)۔ چونکہ توازن ادائیگی کا ڈیٹا درآمدات کا اندراج حقیقی ادائیگی کے وقت کرتا ہے اس لیے اضافی پٹرولیم اخراجات کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ دونوں عرصوں کے درمیان فرنس آنکسل کی ادائیگیاں مختلف اوقات میں کی گئیں: ماس 13ء کی پہلی سہ ماہی میں پیشتر درآمدی ادائیگیاں اگلے مہینوں تک ملتوی کردی گئی تھیں کیونکہ پی ایس او کو سیالیت کی شدید کمی کا سامنا تھا۔ اختتام جون 2013ء پر گردش قرضے کے تصفیے کی بنا پر پی ایس او کی سیالیت بہتر ہو گئی اور وہ درآمدی ادائیگیاں بروقت کرنے کے قابل ہو گیا۔

<sup>4</sup> اسٹیٹ بینک نے بینک آف چائنا کے ساتھ کرنسی تبدیل انتظام سے ڈرانگو کی صورت میں قرض گیری کی۔ توازن ادائیگی میں مدد کے لیے آئی ایم ایف کا قرضہ مالی کھاتے میں شامل نہیں ہے۔

جدول 5.2: پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے کی تفصیلات برطانیہ بی بی ایم -6		
ملین ڈالر		
م 14ء	م 13ء	
-1,206	439	جاری کھاتے کا توازن
-1,206	-679	ماسوائے اتحادی سپورٹ فنڈ
-4,243	-3,625	الف - ایشیا میں توازن تجارت
6,275	6,151	ایشیا کی برآمدات ادوبی
10,518	9,776	ایشیا کی درآمدات ادوبی
-890	108	ب - خدمات میں توازن تجارت
0	1,118	جس میں سے: اتحادی سپورٹ فنڈ
-809	-692	ج - بنیادی آمدنی پروتوازن*
4,736	4,648	د - ثانوی آمدنی پروتوازن**
3,927	3,599	جس میں سے: کارکنوں کی ترسیلات
* قبل ازس، آمدنی کھاتہ: ** قبل ازس، جاری منتقلیاں		
ماخذ: اسٹیٹ بینک		

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے، زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران کارکنوں کی ترسیلات میں 9.1 فیصد نمو ہوئی۔ پیشتر اضافہ سعودی عرب اور برطانیہ سے آنے والی ترسیلات میں ہوا (شکل 5.5)۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ سعودی عرب میں غیر قانونی تارکین کے خلاف جاری مہم کی بنا پر قبل ازیں خدشہ ظاہر کیا جا رہا تھا کہ وہاں سے بعض پاکستانیوں کو بے دخل کیا جاسکتا ہے جس کے نتیجے میں ترسیلات بھی کم ہو سکتی ہیں تاہم خوش قسمتی سے یہ خدشہ بے بنیاد ثابت ہوا۔ اگرچہ بتایا گیا ہے کہ 50 ہزار سے زائد پاکستانی تارکین کو بے دخل کیا گیا تاہم نئے قواعد کے مطابق 7 ماہ کے رعایتی عرصے کے دوران 8 لاکھ پاکستانیوں کو دستاویزی اندراج کے بعد باضابطہ کر دیا گیا ہے۔<sup>5</sup> چنانچہ ممکن ہے، ترسیلات میں اضافہ اس امر کی عکاسی کرتا ہو کہ جن لوگوں کا باضابطہ اندراج کیا گیا ہے انہوں نے غیر رسمی ذرائع چھوڑ کر رسمی ذرائع سے رقوم بھیجنا شروع کر دی ہوں، تاہم اس امکان کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا کہ سعودی عرب سے واپس آنے والے اپنے ساتھ رقوم پاکستان لا رہے ہوں۔



جہاں تک برطانیہ کا تعلق ہے، ترسیلات میں اضافہ

بنیادی طور پر زیر جائزہ عرصے کے دوران ایک ملکی کرنشل بینک کی جانب سے ویسٹرن یونین کے ساتھ ڈائریکٹ ٹو بینک (direct-to-bank D2B) منصوبے کے آغاز کا نتیجہ ہے چنانچہ ویسٹرن یونین کے توسط سے رقوم کی ترسیل بلا معاوضہ ہونے لگی ہے۔<sup>6</sup> اگرچہ اس منصوبے کا اطلاق ویسٹرن یونین کے دنیا بھر میں پھیلے مراکز پر ہوتا ہے تاہم برطانیہ میں یہ ابتدائی کامیابی بظاہر، وہاں پر اشتہاری مہم کا نتیجہ ہے۔

5 سعودی گزٹ - ابتدا میں سعودی حکومت نے غیر قانونی تارکین کو تین ماہ کی رعایت دی، یعنی اپریل 2013ء سے جون 2013ء تک، کہ وہ اپنے قیام کو قانونی بنالیں یا پھر سزا سے بچنے کے لیے ملک چھوڑ دیں۔ یہ مدت ختم ہونے پر حکام نے رعایتی سہولت اکتوبر 2013ء تک بڑھادی۔

6 جولائی تا اکتوبر 2013ء کے دوران ویسٹرن یونین نے ڈائریکٹ ٹو بینک کے علاوہ کاؤنٹر پر بھی رقم وصولی کے لیے کئی پروموشن پیش کیں۔



### 5.3 مالی کھاتہ

مالی کھاتے کے تجربے سے پہلے ضروری ہے کہ بی پی ایم-6 کے تحت ڈیٹا کی تشریح کا ازسرنو جائزہ لے لیا جائے۔ م-14 کی پہلی سہ ماہی کے دوران 0.4 ارب ڈالر خسارے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زرمبادلہ کا ملک سے خالص اخراج ہوا، دراصل یہ صرف اس فرق کا اظہار ہے جو اس عرصے میں مالی اثاثوں کے خالص حصول، اور مالی واجبات کی خالص ذمہ داریوں (net incurrence) کے درمیان واقع ہوا (جدول 5.3 اور باکس 5.1)۔ مالی رقوم کے بہاؤ کی مزید با مقصد تشریح کے لیے ضروری ہے کہ اس کھاتے کے ہر جز پر الگ الگ بحث کی جائے۔

#### باکس 5.1: بی پی ایم-6 کے مطابق ادائیگیوں کے توازن کے اہم ذمے اور ان کی تشریح

بی پی ایم-5 اور بی پی ایم-6 کے طریقہ کار کا مجموعی فریم ورک نظری طور پر یکساں ہے۔ تاہم، بی پی ایم-6 آئی ایم ایف کی جانب سے بیرونی شعبے کی شریات سے متعلق دی گئی سفارشات، قومی کھاتوں کے نظام (ایس این اے) اور براہ راست سرمایہ کاری کی شریات اور دیگر معاشی شریات کے شعبے کے بین الاقوامی معیارات سے زیادہ بہتر انداز میں ہم آہنگ ہے۔ ذیل میں ہم بی پی ایم-6 میں ادائیگیوں کے توازن کے اہم ذمروں کے ساتھ ان کی تفریحات دے رہے ہیں۔ بی پی ایم-5 اور بی پی ایم-6 کے بعض اجزاء کے درمیان فرق کا خلاصہ جدول 5.1.1 میں دیا گیا ہے۔

#### 1- جاری کھاتہ

جاری کھاتے میں اقامتی و غیر اقامتی افراد اور اشیا، خدمات، بنیادی آمدنی و ثانوی آمدنی کے درمیان جاری کھاتے کے بہاؤ کو دکھایا جاتا ہے۔

بنیادی آمدنی کھاتہ اقامتی و غیر اقامتی ادارہ جاتی اکائیوں کے درمیان بنیادی آمدنی کے بہاؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ بنیادی آمدنی میں افرادی قوت کی فراہمی اور مالی کھاتوں کا منافع اور قدرتی وسائل کا کریہ شامل ہوتا ہے۔ بین الاقوامی کھاتے ذیل میں دی گئی بنیادی آمدنی کو ظاہر کرتے ہیں: ملازمین کی تنافی،<sup>7</sup> منافع منقسمہ آمدنی، نو سرمایہ کاری آمدنی، سود، سرمایہ کاری آمدنی، بیرہ میں پالیسی ہولڈرز سے منسوب کرنے کے قابل، معیاری ضمانتیں اور پینشن فنڈز، اور مصنوعات و پیداوار کا کریہ، ٹیکس اور زراعت۔

ثانوی آمدنی کھاتہ اقامتی و غیر اقامتی افراد کے درمیان جاری منتقلیوں<sup>8</sup> کو ظاہر کرتا ہے۔ بین الاقوامی کھاتوں میں جاری منتقلیوں کی درجہ بندی ان وسیع ذمروں میں ہوتی ہے: ذاتی منتقلیاں اور دیگر جاری منتقلیاں۔ ذاتی منتقلیاں نقد میں یا قسم میں ان تمام جاری منتقلیوں پر مشتمل ہوتی ہیں، جو غیر اقامتی گھرانوں جیسے کارکنوں کی ترسیلات زر وغیرہ، انجام دیں یا بھیجی جائیں۔ دیگر جاری منتقلیوں میں سماجی رقوم، سماجی فوائد، آمدنی یا دولت پر جاری ٹیکس، غیر حیاتی بیرہ پر بیمہ اور دعوے، جاری عالمی تعاون اور متفرق جاری منتقلیاں شامل ہوتی ہیں۔

#### 2- سرمایہ کھاتہ

سرمایہ کھاتہ اقامتی و غیر اقامتی کھاتوں کے درمیان غیر پیداواری غیر مالی اثاثوں کے لیے ڈیٹ و کریڈٹ کے اندراج کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کھاتے میں بھی جاری منتقلیاں شامل ہوتی ہیں جن میں کسی ایک اثاثے کی ملکیت میں تبدیلی ہو اور وہ کسی ایک فریق سے دوسرے فریق کو منتقل ہو جائے یا کسی اثاثے کو ایک فریق یا دونوں فریقوں کی جانب سے تحویل میں لیا جائے یا ٹھکانے لگا دیا جائے، یا جہاں پر قرض دینے والا دیکھے کو معاف کر دیتا ہے۔

#### 3- مالی کھاتہ

مالی کھاتے میں ایسے لین دین کا اندراج کیا جاتا ہے جس میں مالی اثاثے اور واجبات شامل ہوں اور جو اقامتی و غیر اقامتی افراد کے درمیان انجام پاتا ہے۔ مالی کھاتے کے مجموعی توازن کو خالص قرض گاری (+) / خالص قرض گیری (-)۔ خالص قرض گاری (جب مالی توازن ایک مثبت عدد ہو)، یعنی خالص لحاظ سے معیشت باقی دنیا کو فنڈ مہیا کرتی ہے، مالی اثاثوں کی تحویل اور ٹھکانے لگانا اور واجبات کا ہونا اور ان کی واپسی۔ خالص قرض گیری (جب مالی کھاتہ ایک منفی عدد ہو) کا مطلب ہے کہ خالص لحاظ سے معیشت بقید دنیا ہے فنڈ موصول / قرض گیری کر رہی ہے۔

<sup>7</sup> ملازمین کی تنافی کے تین اہم اجزاء ہیں: نقد اجرتیں اور تنخواہیں؛ غیر نقدی اجرتیں اور تنخواہیں؛ اور اجرت حضرات کا سماجی حصہ ادائیگی۔

<sup>8</sup> "مقتطی" وہ اندراج ہے جو ایک ادارہ جاتی یونٹ کی جانب سے اشیا، خدمات، مالی اثاثے، یا دیگر غیر پیدا شدہ اثاثے کی دوسرے ادارہ جاتی یونٹ کو فراہمی پر کیا جائے جب معاشی قدر کی حامل شے کا مساوی منافع کوئی نہ ہو۔

جدول 5.1.1: توازن ادائیگی کا موازنہ برطانوی پی پی ایم-5 اور پی پی ایم-6			
ارب ڈالر	پی پی ایم-5	پی پی ایم-6	تیسرہ
جاری کھاتے کا توازن	-1,206	-1,206	
تجارتی توازن	-4,267	-4,243	مصنوعات کی مرمت اور مصنوعات برائے پراسیسنگ کو اب تجارتی کھاتے سے خدمات کے کھاتے میں منتقل کر دیا گیا ہے: جبکہ برآمدات کی سوداگری کو خدمات سے تجارت میں منتقل کر دیا گیا ہے۔
خدمات کا توازن	-868	-890	
بنیادی آمدنی کا توازن	-807	-809	بالواسطہ ناپی جانے والی مالی وساطتی خدمات کو اب خدمات کے کھاتے میں شامل کیا گیا ہے، اور بنیادی آمدنی کھاتے سے نکال دیا گیا ہے۔
ٹائمی آمدنی کا توازن	4,736	4,736	جاری منتقلیوں کا نیا نام
سرمایہ کھاتہ	46	46	
مالی کھاتہ	382	-382	پی پی ایم-5 میں اثاثوں میں اضافہ منفی علامت کے ساتھ درج کیا جاتا تھا، چنانچہ توازن کے تخمینے میں اثاثہ+ واجبات سے لگایا جاتا تھا۔ پی پی ایم-6 میں اثاثوں میں اضافہ کو+ (مثبت) علامت سے درج کیا جائے گا: اور اب توازن کا تخمینہ یوں لگایا جائے گا: اثاثے- واجبات
براہ راست سرمایہ کاری	172	-172	
براہ راست سرمایہ کاری بیرون ملک میں	-59	59	
براہ راست سرمایہ کاری پاکستان میں	231	231	
جزدانی سرمایہ کاری	107	-107	
جزدانی سرمایہ کاری بیرون ملک میں	-1	1	
جزدانی سرمایہ کاری پاکستان میں	108	108	
مالی ماخوذیات (اثاثہ - واجبات)	0	0	
دیگر سرمایہ کاری اثاثے	195	-195	
دیگر سرمایہ کاری واجبات	-92	92	
زری مقتدرہ	245	245	
عام حکومت	-258	258	
ادائیگیاں	525	525	
قسط وار واپسی	783	783	
بینک	-5	5	
دیگر شعبے	-74	74	
اعلاط اور بھول چوک	-415	415	
مجموعی توازن	-1193	1,193	

مالی کھاتے کے 15 جزا ہیں:

1- **براہ راست سرمایہ کاری** سرحد پار سرمایہ کاری کا ایک زمرہ ہے جس میں کسی ملک کے ایک باشندے کا کسی دوسرے ملک میں موجود کسی ادارے کے اختتام پر کنٹرول یا نمایاں اثر ہوتا ہے۔ براہ راست سرمایہ کاری کے دو اجزا ہیں: بقیہ دنیا میں خالص براہ راست سرمایہ کاری، اور مذکورہ ملک (reporting country) میں خالص براہ راست سرمایہ کاری۔ پاکستان کے معاملے میں براہ راست سرمایہ کاری کے توازن کا تخمینہ اس طرح لگایا جائے گا کہ (پاکستانیوں کی جانب سے) بیرون ملک براہ راست سرمایہ کاری اور بقیہ دنیا کی جانب سے پاکستان میں براہ راست سرمایہ کاری کا باہمی فرق معلوم کیا جائے۔ براہ راست سرمایہ کاری میں مثبت توازن کا مطلب یہ ہوگا کہ خالص معنوں میں پاکستان نے بقیہ دنیا میں سرمایہ کاری کی ہے (asset acquisition)۔ اس طرح براہ راست سرمایہ کاری میں منفی توازن کا مطلب یہ ہوگا کہ خالص معنوں میں بقیہ دنیا نے پاکستان میں سرمایہ کاری کی ہے (liability incurred)۔

2- **جزدانی سرمایہ کاری** کا مطلب ہے قرضے یا ایکویٹی سیکورٹیز کے حوالے سے سرحد پار لین دین اور یومیہ حتمی صورتحال (position) جس میں براہ راست سرمایہ کاری یا reserve assets کے اجزا شامل نہ ہوں۔ جزدانی سرمایہ کاری کے مثبت اور منفی توازن کی تشریح بھی اسی طرح کی جاتی ہے جس طرح براہ راست سرمایہ کاری کی۔ چنانچہ اگر بقیہ دنیا کی جانب سے پاکستان میں جزدانی سرمایہ کاری اس سرمایہ کاری سے بڑھ جائے جو پاکستانیوں نے بقیہ دنیا میں کر رکھی ہے تو جزدانی سرمایہ کاری کا توازن منفی ہوگا۔ اسی طرح، بقیہ دنیا میں پاکستانیوں کی جزدانی سرمایہ کاری اس جزدانی سرمایہ کاری سے بڑھ جائے جو بقیہ دنیا نے پاکستان میں کر رکھی ہے تو جزدانی سرمایہ کاری کا توازن مثبت ہوگا۔

3- **مالی ماخوذیات اور ایپلائی اسٹاک** کے آپشنز: مالی ماخوذیہ کوئی معاہدہ ایک مالی آلہ ہوتا ہے جو کسی اور مخصوص مالی آلے یا اظہارے یا اجناس سے منسلک ہوتا ہے اور جس کے ذریعے مالی منڈیوں میں مخصوص مالی خطرات کا لین دین کیا جاسکتا ہے۔

4- **دیگر سرمایہ کاری** ایک بقیہ زمرہ ہے جس میں وہ تمام یومیہ حتمی صورتحال اور لین دین شامل ہوتا ہے جو براہ راست سرمایہ کاری، جزدانی سرمایہ کاری، ماخوذیات اور reserve assets میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ زمرہ کرنسی اور مانتوں، قرضوں، تجارتی قرضوں، ایس ڈی آر اختصاص، دیگر قابل وصولی/قابل ادائیگی کھاتوں، غیر حیاتی بیمہ کے تکنیکی ریزرو، اور دیگر ایکویٹی پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ اجزا معیشت کے تمام شعبوں کے تمام شعبوں کے اثاثوں کی خالص تحویل اور واجبات کی خالص ذمہ داری کے تحت درج کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان کو ملنے والے قرضے واجبات کی خالص ذمہ داری کے زمرے میں رکھے جاتے ہیں۔ اس عرصے کے دوران ہر شعبے کی ادائیگیاں قرضوں کی قسط وادائیگی کے ساتھ رپورٹ کی جاتی ہیں، تب واجبات کی خالص ذمہ داری کا تخمینہ لگانے کے لیے قرضے کی ادائیگی میں سے اس عرصے کے دوران قسط وادائیگی کو منہا کیا جائے گا۔ اگر ادائیگیاں قسط وادائیگی سے بڑھ جائیں تو واجبات کی خالص ذمہ داری ایک مثبت عدد ہوگا (یعنی واجبات میں اضافہ)، جبکہ قسط وادائیگیوں سے بڑھ جائے تو واجبات کی خالص ذمہ داری منفی عدد ہوگا (یعنی واجبات میں کمی)۔

5- **Reserve Assets** وہ بیرونی اثاثے ہیں جو مختلف مقاصد میں زری مقتدرہ کے استعمال کے لیے دستیاب ہوتے ہیں اور وہی انہیں کنٹرول کرتی ہے، مثال کے طور پر توازن ادائیگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے، کرنسی کی شرح مبادلہ پر اثر ڈالنے کی غرض سے مبادلہ منڈیوں میں مداخلت کرنے کے لیے، اور اسی نوعیت کے دیگر مقاصد کے لیے (مثلاً کرنسی اور معیشت پر اعتماد برقرار رکھنا)۔

### بیرونی سرمایہ کاری

بیرونی سرمایہ کاری دراصل براہ راست خالص سرمایہ کاری (بیرون ملک) اور براہ راست خالص سرمایہ کاری (پاکستان) کے مابین فرق ہے۔ براہ راست خالص سرمایہ کاری (پاکستان) میں طاقتور بحالی آئی: م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں سال بسال 85 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں کمی آئی تھی۔<sup>9</sup>

اس اضافے میں ملک میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری (خام) میں 8.2 فیصد نمو، اور رقوم کے اخراج (پاکستان سے سرمایہ کاری کی واپسی) میں آنے والی 20 فیصد کمی کو دخل ہے (جدول 5.4)۔ اس بہتری کے باوجود براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کا بہاؤ مطمئنان بخش نہیں کہا جاسکتا:

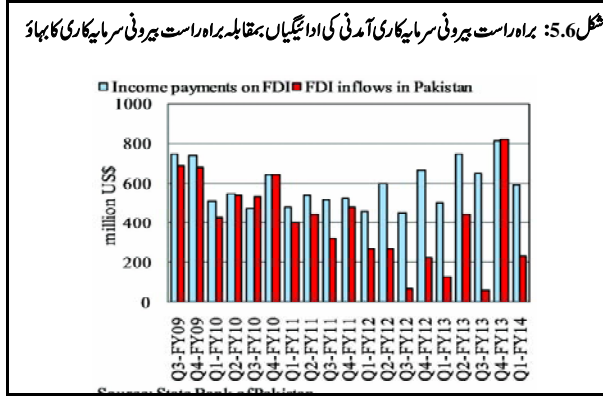
اولاً، براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کے جزو وار جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ تمام کا تمام اضافہ نو سرمایہ کاری آمدنی میں اضافے (جو اس سال 9 پاکستان میں خالص براہ راست سرمایہ کاری م 12ء کی پہلی سہ ماہی میں 263 ملین ڈالری جو گزرم 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 125 ملین ڈالر رہ گئی۔

جدول 5.3: پہلی سہ ماہی کے دوران مالی کھاتے کی تفصیلات برطانوی پی ای ایم-6		
ملین ڈالر		
م 14ء	م 13ء	مالی کھاتہ
-382	406	مالی کھاتہ
-172	-102	I۔ براہ راست سرمایہ کاری (اثاثہ - واجبات: حقیقی علامت خالص قرض گیری کا اظہار ہے)
59	23	براہ راست سرمایہ کاری بیرون ملک میں (اثاثہ)
231	125	براہ راست سرمایہ کاری پاکستان میں (واجبات)
-107	-109	II۔ جزو دانی سرمایہ کاری (اثاثہ - واجبات: حقیقی علامت خالص قرض گیری کا اظہار ہے)
1	5	جزو دانی سرمایہ کاری بیرون ملک میں (اثاثہ)
108	114	جزو دانی سرمایہ کاری پاکستان میں (واجبات)
-103	617	III۔ دیگر سرمایہ کاری (الف - ب) (حقیقی علامت خالص قرض گیری کا اظہار ہے)
-195	420	الف۔ مالی اثاثوں کا خالص حصول
0	0	(i) مرکزی بینک
-190	285	(ii) اثاثے لینے والی کارپوریشنیں
-2	-4	(iii) عام حکومت
-3	139	(iv) دیگر شعبے
-92	-197	ب۔ واجبات کی خالص ذمہ داری
245	0	(i) مرکزی بینک
-5	-310	(ii) اثاثے لینے والی کارپوریشنیں
-258	17	(iii) عام حکومت
525	398	ادائیگی
783	381	قطر دار واپسی
-74	96	(iv) دیگر شعبے
ماخذ: اسٹیٹ بینک		

جدول 5.4: پاکستان میں براہ راست سرمایہ کاری			
ملین ڈالر			
خالص	اخراج	آمد	
125	339	464	پہلی سہ ماہی م 13ء
231	271	502	پہلی سہ ماہی م 14ء
85.0	-20.0	8.2	فیصد نمو
ماخذ: اسٹیٹ بینک			

کارپوریٹ کی بہتر نفع یابی کا اظہار ہے)، اور کارپوریٹ قرضوں کی واپسی میں تیزی سے آنے والی کمی کا نتیجہ ہے۔<sup>10</sup> اس کے برعکس نقد ایکویٹی اور سرمایہ جاتی آلات کی صورت میں سرمایہ کاری ماند رہی، حالانکہ اسے براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی زیادہ پیداواری قسم سمجھا جاتا ہے۔

ثانیاً، براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی سطح اب بھی بہت کم اور غیر مؤثر ہے۔ اس کو درست تناظر میں یوں دیکھا جاسکتا ہے کہ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری عام براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی آمد میں یہ چیزیں شامل ہیں: (i) نقد ایکویٹی، (ii) سرمایہ جاتی آلات، (iii) نو سرمایہ کاری آمدنی، اور (iv) سرمایہ کاری کرنے والی کمپنی سے قرضے۔ اخراج میں بے سرمایہ کاریاں (disinvestment)، اور سرمایہ کاری کرنے والی کمپنی کو قرضے کی واپسی شامل ہے۔



سرمایہ کاری سے آمدنی کی وطن واپسی (income repatriation) پاکستان آنے والی براہ راست بیرونی سرمایہ کاری سے بدستور زیادہ ہی ہے (شکل 5.6)۔ چنانچہ بحیثیت مجموعی بیرونی سرمایہ کاری ملکی زرمبادلہ کے اخراج کا سبب بن رہی ہے۔

#### دیگر سرمایہ کاریاں

دیگر سرمایہ کاریاں بنیادی طور پر اس فرق کی

نمائندگی کرتی ہیں جو کسی خاص دورانیے میں مالی اثاثوں کی خالص تحویل اور واجبات کے مابین پایا جائے۔ اثاثہ جات میں بنیادی طور پر زرمبادلہ میں ظاہر کیے گئے اثاثوں کی تحویل بشمول کرنسی، امانتیں، اور واجب الادا برآمدی بل شامل ہے، واجبات معیشت کے مختلف شعبوں کی جانب سے بیرونی ذرائع سے کی گئی قرض گیری پر مشتمل ہوتی ہیں۔ م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دیگر سرمایہ کاریوں میں منفی توازن بنیادی طور پر مالی اثاثوں میں تیزی سے کمی کا اظہار ہے جس نے مالی واجبات میں کمی کے اثرات زائل کر دیے۔

م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالی اثاثوں میں کمی کی ممکنہ وجوہات یہ ہیں: کمرشل بینکوں کے مجموعی ذخائر میں کمی، بینکوں کے تجارتی نوٹسروں میں 414 ملین ڈالر تخفیف، جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں 200 ملین ڈالر اضافہ ہوا تھا۔<sup>11</sup> اس کمی کی جزوی وجہ جاری کھاتے کا بڑھتا ہوا خسارہ بھی ہو سکتا ہے تاہم بڑا سبب اس پیشتر عرصے کے دوران اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ میں عدم تعاون ہو سکتا ہے (سیکشن 5.4)۔

جہاں تک خالص واجبات کا تعلق ہے، زیر جائزہ عرصے کے دوران مسلسل گرتی رہیں، خاص طور پر حکومت کی جانب سے قرضوں کی واپسی نئے قرضوں کے حصول سے آگے نکل گئی جو رواں مالی سال پہلی سہ ماہی کے دوران واجبات میں 258 ملین ڈالر کی خالص کمی کا سبب بنی۔<sup>12</sup> تاہم اس کمی کا بیشتر حصہ بینک آف چائنا کے ساتھ تبدیل کرنسی انتظام سے وصولی کی شکل میں مرکزی بینک کے مبادلہ واجبات بڑھنے سے زائل ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں م 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خالص واجبات میں مجموعی تخفیف م 13ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں خاصی کم رہی۔

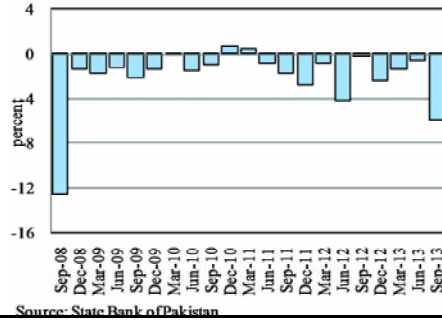
#### 5.4 ذخائر اور شرح مبادلہ

اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر میں کمی م 14ء کے دوران بھی جاری رہی: اسٹیٹ بینک کے ذخائر سے پہلی سہ ماہی میں 1.3 ارب ڈالر کم ہوئے جو گزشتہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والی کمی سے تین گنا زائد ہیں۔ اس کمی کی ممکنہ وجوہات یہ ہیں: (i) 480 ملین ڈالر کے

11 کمرشل بینکوں کے مجموعی زرمبادلہ ذخائر میں ان کے سیال زرمبادلہ ذخائر اور تجارتی نوٹسروں شامل ہیں۔

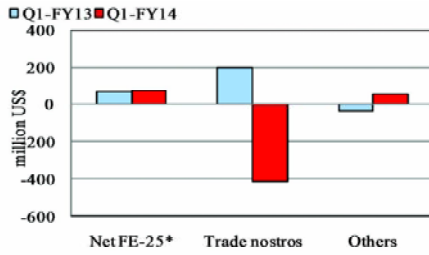
12 یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ باب 4 میں بیان کیا گیا ہے کہ بیرونی قرضے کے حجم میں خالص اضافہ ہوا، جبکہ توازن ادائیگی کے کھاتے بیرونی قرضوں کی خالص ادائیگی ظاہر کرتے ہیں۔ اس فرق کا بنیادی سبب یہ ہے کہ لیے گئے قرضے امریکی ڈالر کے بجائے دوسری کرنسیوں میں تھے جن کے حجم کی باز قدر پائی (revaluation) کی گئی (تفصیلات کے لیے دیکھئے باب 4)۔ توازن ادائیگی میں تعاون کے لیے آئی ایم ایف کا قرضہ بھی اس فرق کا ایک سبب ہے جو ان دو ڈیٹا سیٹ میں پایا جاتا ہے: آئی ایم ایف کے قرضوں کی وصولی اور واپسی بیرونی قرضے کے ڈیٹا میں شامل ہوتی ہے، تاہم وہ توازن ادائیگی میں شامل نہیں ہوتی، اور انہیں الگ سے درج کیا جاتا ہے۔

شکل 5.7: پاکستانی روپے کی قدر میں سہ ماہی کی



Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.8: کمرشل بینکوں کے مجموعی ذخائر میں ردوبدل



\*These are calculated as commercial banks' holding of FE-25 deposits minus loans extended for trade finance, and other placements of these deposits inside Pakistan.  
Source: State Bank of Pakistan

مبادل / پیشگی معاہدوں ( forward contracts) میں سست روی، (ii) آئی ایم ایف کو 311 ملین ڈالر کی خالص ادائیگی، اور (iii) حکومت کی جانب سے قرضے کی 258 ملین ڈالر واپسی (جدول 5.3)۔ اس کے برعکس کمرشل بینکوں کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر سہ ماہی کے دوران معمولی سے بڑھے جس سے بیرونی کرنسی امانتوں میں اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔<sup>13</sup> زرمبادلہ کے ملکی ذخائر ستمبر 2013ء کے اختتام پر بحیثیت مجموعی 9.8 ارب ڈالر ہو گئے جو تین ماہ (یا 12.5 ہفتے) کے درآمدی بل کے لیے کافی تھے۔ نیز، آئی ایم ایف نے اسٹیٹ بینک کو خالص عالمی ذخائر کا جو سہ ماہی ہدف دیا تھا وہ بھی پورا نہ ہوسکا: 2.9- ارب امریکی ڈالر کے تقطیع شدہ ہدف کے مقابلے میں اسٹیٹ بینک کے خالص عالمی ذخائر ستمبر 2014ء کے خاتمے پر 3.2- ارب ڈالر تھے۔<sup>14</sup>

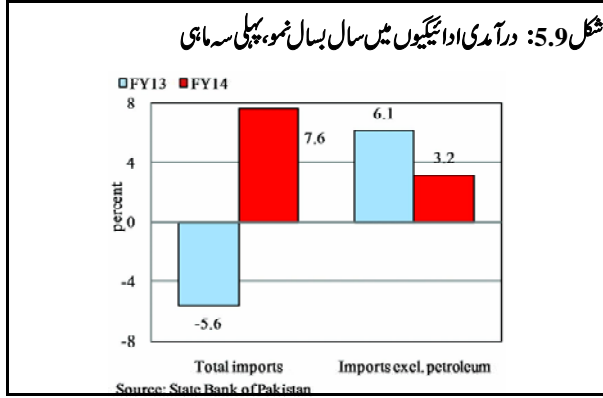
زرمبادلہ ذخائر پر اس دباؤ کی عکاسی روپے کی مساوات میں بھی ہوئی: گزشتہ سال میں معمولی کمی کے مقابلے میں رواں مالی سال پہلی سہ ماہی کے دوران 6 فیصد کمی ہوئی جو گزشتہ 20 ماہ کی شدید ترین کمی ہے (شکل 5.7)۔ اگرچہ جاری حسابات کے بھاری خسارے، اور زرمبادلہ ذخائر گرنے سے، کمی کے اس رجحان کی وضاحت ہوتی ہے تاہم کمی کی شدت مکمل طور پر واضح نہیں ہو پاتی۔ ہماری رائے ہے کہ اس شدید کمی کا ممکنہ سبب اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کو تعاون کا فقدان، اور سہ ماہی کے دوران منڈی کی وہ توقعات ہیں جو از خود پوری ہوتی ہیں۔ پوری سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک اپنے ناکافی ذخائر کی بنا پر بازار مبادلہ میں مداخلت سے باز رہا، دراصل اس نے ای ایف ایف پروگرام کی تیاری کے طور پر جولائی اور اگست 2013ء میں بین البینک بازار سے 125 ملین ڈالر سے زائد خریدے۔<sup>15</sup> چنانچہ جاری کھاتے کی ادائیگیوں کا سارا دباؤ اس عرصے کے دوران کمرشل بینکوں نے برداشت کیا جو ان کے گرتے ہوئے تجارتی نوٹسوں سے ظاہر ہے (شکل 5.8)۔<sup>16</sup> ستمبر 2013ء میں آئی ایم ایف نے آرٹیکل IV پر مشاورت پر اپنی ایک تفصیلی رپورٹ جاری کی جس میں اسٹیٹ بینک کے خالص ذخائر کو سہارا دینے کے لیے بین

<sup>13</sup> بینکوں کے سیال زرمبادلہ ذخائر کا تخمینہ لگانے کے لیے ان کی تجویز میں ایف ای 25 مانتوں میں سے تجارتی مالکاری کو نہ کیا جاتا ہے۔ ان میں بینکوں کے تجارتی نوٹس شامل نہیں ہوتے۔

<sup>14</sup> آئی ایم ایف کنٹری رپورٹ نمبر 14/1 مورخہ جنوری 2014ء، "First Review under the Extended Arrangement under the Extended Fund Facility، Request for Waiver of Nonobservance of a Performance Criterion and Modification of Performance Criteria".

<sup>15</sup> آئی ایم ایف نے تجویز کیا تھا کہ اسٹیٹ بینک اپنے خالص عالمی ذخائر تشکیل دینے کی غرض سے بین البینک سے 125 ملین ڈالر خرید لے جیسا کہ اظہار دلچسپی کے تفصیلی خط میں درج ہے۔

<sup>16</sup> بینکوں کے تجارتی نوٹسوں ان کے سیال زرمبادلہ ذخائر میں شامل نہیں ہوتے۔



الینک سے زر مبادلہ کی خریداری پر زور دیا گیا۔ اس سے بازار میں سٹہ بازی کے احساسات پیدا ہوئے کہ اسٹیٹ بینک خالص عالمی ذخائر کا سہ ماہی ہدف پورا کرنے کے لیے مستقبل میں زر مبادلہ خرید سکتا ہے، ان ہی احساسات نے بین الینک شرح مبادلہ کو 26 ستمبر 2013ء کو 110.5 روپے فی ڈالر کی بلند ترین سطح پر جا بچایا۔

بازار مبادلہ ستمبر 2013ء کے اواخر میں آئی ایم ایف

کی خصوصاً پہلی قسط کے 574 ملین ڈالر، اور اکتوبر 2013ء میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے 322.2 ملین ڈالر وصولی کے بعد معمول پر آ گیا۔ دسمبر 2013ء کے وسط میں پاکستان کو آئی ایم ایف کی جانب سے دوسری قسط کے 554 ملین ڈالر بھی موصول ہوئے۔ صورتحال معمول پر آنے کا ایک اور اہم سبب یہ ہے کہ پاکستان پرانے ایس بی اے کی ادائیگی سے نجات پا چکا تھا؛ م س 14ء کی دوسری ششماہی میں ادائیگیوں کی رقم نسبتاً کم ہے، اور اس عرصے کے دوران ائی ایم ایف کی معینہ وصولیاں اس ادائیگی کا ازالہ کر دیں گی (شکل 5.2)۔ اس کے علاوہ بازار کو اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت زر مبادلہ کی اضافی وصولیوں، آئی ایم ایف آئی کے قرضوں، تھری جی نیلامی اور اتصالات سے نجکاری کی رقم کسی حد تک ملنے کی امید ہے۔<sup>17</sup>

## 5.5 تجارتی کھاتہ

م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تجارتی خسارہ بڑھ کر 4.2 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ اس اضافے کی وجہ برآمدات کا یکدم بڑھ جانا تھا جو برآمدات کی معتدل نمو سے متوازن طور پر پیٹرولیم کے شعبے کی وجہ سے برآمد ہوا جسے منہا کر دیا جائے تو درآمدی نمو میں م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت معمولی کمی ہوئی (شکل 5.9)۔ پیٹرولیم کی ادائیگیوں میں بڑے اضافے کی وضاحت دو عوامل سے ہوتی ہے۔

اول، پہلی سہ ماہی سے عین پہلے گزشتہ قرضے کے تصفیے نے پورے شعبہ توانائی کے قدرتی سلسلے میں سیالیت کی صورت حال کو بہتر بنادیا۔<sup>18</sup> خاص طور پر ریفا سزیاں اہم پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی پیداوار بڑھانے کے لیے خام تیل درآمدات کر سکیں (باب 2)۔<sup>19</sup> دوم، ملک بھر میں سی این جی کی دستیابی میں کمی نے پیٹرولیم کی طلب بڑھا دی ہے؛ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملک میں پیٹرولیم کی مجموعی فروخت 11.6 فیصد سال بسال بڑھ گئی۔

## پیٹرولیم کے علاوہ درآمدات

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم کے سوا دیگر درآمدات میں پچھلے سال کی نسبت کمی آئی۔ اس کی وجہ کئی عوامل

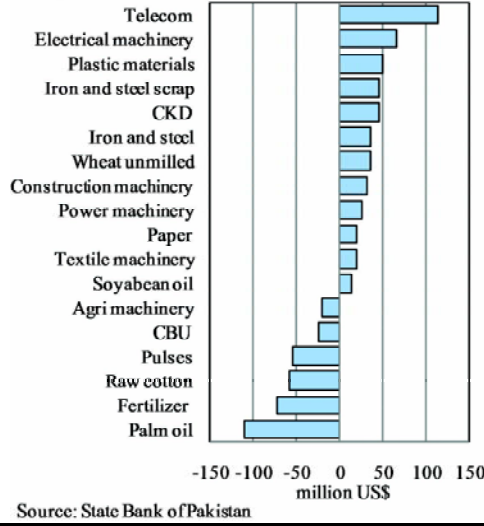
<sup>17</sup> بی بی سی ایل کی تمام متفقہ اہلاک اتصالات کو منتقل کرنے کے حوالے سے عرب امارات کی کہنی اور حکومت پاکستان کے مابین معاملہ حال حل طلب ہے۔

<sup>18</sup> جون 2013ء میں حکومت نے گزشتہ قرضے کے تصفیے کے لیے 1322 ارب روپے ادا کیے۔

<sup>19</sup> خام تیل کا درآمدی حجم م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں سال بسال 10.5 فیصد بڑھ گیا (ماخذ: اوی اے سی)

سے منسوب کی جاسکتی ہے (شکل 5.10):

شکل 5.10: غیر پٹرولیم درآمد میں سال ب سال تبدیلی (پہلی سہ ماہی م س 14ء)



(i) پام آئل کی بین الاقوامی قیمت میں کمی سے درآمدی بل 9.2 فیصد کم ہو گیا گوکہ کسٹم کے ریکارڈ میں درآمدی مقدار میں اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔<sup>20,21</sup>

(ii) کھاد کے شعبے کو گیس کی بہتر دستیابی سے ملکی پیداوار بڑھ گئی اور کھاد کی درآمد میں کمی آئی (باب 2)۔

(iii) دالوں کی ملکی پیداوار م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں گذشتہ سال کے مقابلے میں اچھی رہی جس سے درآمدات پر انحصار کم ہوا۔

(iv) اکتوبر 2012ء تک پانچ سال تک پرانی

کاروں کے مکمل ساختہ یونٹوں (CBUs) کی درآمد کی اجازت تھی۔ نومبر 2012ء میں حکومت نے یہ حد تین سال کردی جس سے مکمل ساختہ یونٹوں کی درآمد میں کمی آئی۔ م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں 14223 یونٹ درآمد کیے گئے تھے جبکہ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ تعداد صرف 4965 رہ گئی۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ مشینری کی درآمدات میں خاصی بہتری آئی جو معیشت کے لیے اچھا شگون ہے۔ یہ اضافہ وسیع البنیاد تھا جس میں ٹیلی مواصلات، برقی شعبہ، تعمیرات، بجلی کی پیداوار اور ٹیکسٹائل شامل ہیں۔ ٹیلی مواصلات کی درآمدات

جدول 5.5: پہلی سہ ماہی کے دوران برآمدات				
سال ب سال نمو (فیصد)		مالیت ملین ڈالر میں		
م س 14ء	م س 13ء	م س 14ء	م س 13ء	
2.0	0.0	6,275	6,151	مجموعی برآمدات
7.5	-7.6	3,462.9	3,220.8	ٹیکسٹائل
-2.2	-3.7	867.2	886.6	غذا
18.6	-21.8	402.8	339.7	چاول
10.5	-27.4	209.2	189.2	باستی
28.7	-13.4	193.6	150.5	غیر باستی
20.1	4.0	76.0	63.3	مچھلی
-37.5	360.0	45.9	73.4	زپورات
-3.4	15.7	142.3	147.3	سینٹ
9.0	-4.2	255.9	234.7	چمڑا
3.2	-2.1	132.4	128.3	کیلوں کا سامان
ماخذ: اسٹیٹ بینک				

20 کسٹم کے اعداد و شمار کے مطابق زیر جائزہ عرصے کے دوران پام آئل کے درآمدی حجم میں 1.5 فیصد کا سال ب سال اضافہ، اور اس کی اکائی قدر میں اس عرصے کے دوران 10.9 فیصد سال ب سال کمی واقع ہوئی (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

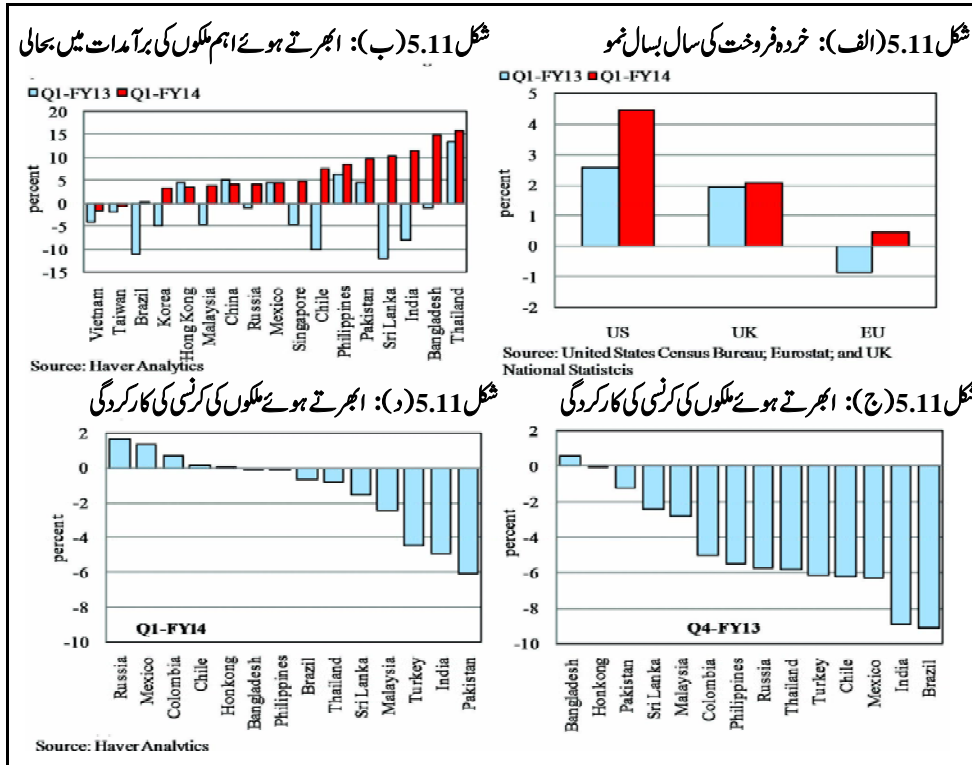
21 م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خوردنی تیل اور گھی کی ملکی پیداوار بلند رہنے سے بھی پام آئل کی درآمد بڑھنے کا اشارہ ملتا ہے۔ جیسا کہ باب 2 میں بیان کیا گیا ہے، م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خوردنی تیل اور گھی کی پیداوار بالترتیب 9.8 فیصد اور 7.6 فیصد بڑھ گئی ہے۔



میں تیز اضافہ زیادہ تر وصولی اور ترسیل کے آلات میں ہوا کیونکہ ملک تھری جی دور کے لیے تیار ہو رہا ہے جس کے لیے زیادہ اختراعی براڈ بینڈ خدمات درکار ہیں۔ ٹیکسٹائل مشینری کی اضافے کی وجہ جنوری 2014ء میں جی ایس پی پلس حیثیت سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے ہو سکتا ہے لیکن برقی مشینری میں اضافے کا سبب طبی آلات کی درآمد تھی۔ آخراً، بھرپور تعمیراتی سرگرمیاں اس شعبے میں سرمایہ کاری کو راغب کرتی رہیں اور م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں تعمیراتی مشینری کی درآمدات م س 13ء کے پورے سال کی درآمدات سے بھی زیادہ تھیں۔

### برآمدات

برآمدات کی وصولی م س 13ء میں مستقل رہنے کے بعد م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 2.0 فیصد بڑھ گئیں (جدول 5.5)۔ یہ بہتر کارکردگی ملکی اور بیرونی عوامل دونوں کی وجہ سے تھی۔ ملکی عوامل میں توانائی کی رسد میں بہتری اور قابل برآمد اشیا (مثلاً کپاس اور چاول) کے زیادہ ذخائر شامل ہیں (باب 2)۔ بیرونی عوامل میں ہماری برآمدی منڈیوں میں صارف کی مستحکم طلب شامل ہے۔ علی الخصوص اہم پالیسی فیصلوں میں کچھ غیر تقابلی عنصر کے باوجود م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں امریکہ اور یورپی ممالک میں صارف کی طلب تھوڑی بڑھی (شکل 5.11 الف)۔ ساتھ ہی فیڈرل ریزرو کی جانب سے جون 2013ء میں مقداری نرمی گھٹانے کی ضرورت کا اشارہ ملنے کے بعد جلد ہی ابھرتی ہوئی منڈیوں کی کرنسیوں کی قیمت تیزی سے کم ہوئی۔ ان عوامل نے مل کر بیشتر ابھرتی ہوئی معیشتوں کی برآمدات کی بحالی میں کردار ادا کیا اور پاکستان بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھا۔ تاہم جنوبی ایشیا کے حریف ملکوں نے پاکستان سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا (شکل 5.11 الف سے ج)۔



جدول 5.6: پہلی سہ ماہی کے دوران ٹیکسٹائل برآمدات					
سال برآمدات		برآمدات		سال برآمدات	
م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 12ء	م 11ء
7.5	-7.6	3462.9	3220.8	3485.9	3485.9
105.5	-49.5	50.6	24.6	48.7	48.7
10.0	18.1	561.3	510.4	432.1	432.1
12.8	-4.4	726.4	644.0	673.6	673.6
2.2	-23.1	553.4	541.7	704.4	704.4
9.2	-14.6	501.7	459.5	538.0	538.0
2.8	8.0	183.3	178.3	165.1	165.1
6.6	13.6	438.6	411.5	362.2	362.2

ماخذ: اسٹیٹ بینک

#### ٹیکسٹائل کی برآمدات:

ٹیکسٹائل کی برآمدات میں بہتری تین عوامل کی بنا پر ہوئی: (i) چین میں سوتی دھاگے کی طلب میں اضافہ، (ii) جنوری 2014ء سے پاکستان کو یورپی یونین سے جی ایس پی پلس حیثیت ملنے کی توقع، اور (iii) پاکستانی روپے کی قدر میں کمی۔

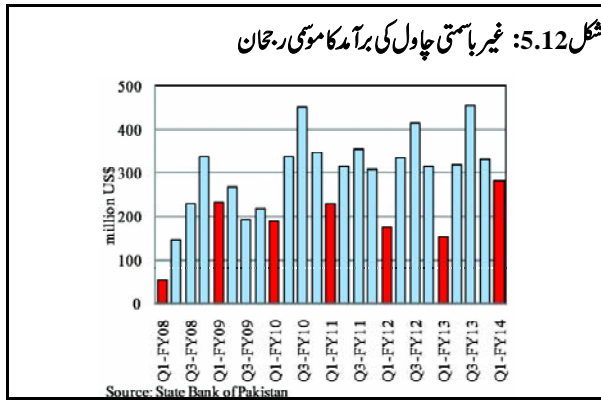
پچھلے چند برسوں سے چینی حکومت درآمدات کے توسط سے کپاس کو ذخیرے میں محفوظ رہنے کا پروگرام چلا رہی ہے۔ تاہم م 14ء میں اس کی پالیسی میں کچھ تبدیلی ہوئی ہے۔ اب حکومت خام کپاس کے بجائے سوتی دھاگے کی درآمدات پر زور دے رہی ہے کیونکہ اب دنیا کے کپاس کے آدھے سے زیادہ ذخائر چین کے قبضے میں ہیں۔ پاکستان کے دھاگہ سازوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور دوران سہ ماہی دھاگے کی برآمدات میں 10 فیصد اضافہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ چین نے تو اپنی خام کپاس کی درآمد کم کی لیکن م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بھارت، انڈونیشیا اور ویت نام نے اپنی اپنی طلب خاص بڑھالی۔ نتیجتاً پاکستان گزشتہ سال کی نسبت اپنی خام کپاس کی درآمد گنی کرنے میں کامیاب رہا (جدول 5.6)۔

جہاں تک قدر اضافی والی اشیاء کا تعلق ہے، یورپی یونین کو پاکستان ملبوسات کی برآمدات 2014ء کی ڈیوٹی فری رسائی کی توقع کی بنا پر تیزی سے بڑھیں۔ پاکستانی برآمد کنندگان پچھلے چند ماہ سے یورپی یونین کے درآمد کنندگان سے تعلقات کا مضبوط کرتے رہے ہیں تاکہ جنوری 2014ء اور اس کے بعد بعض ڈیوٹی فری اور کوٹا فری اشیاء درآمد کرنے کے موقع سے پورا فائدہ اٹھاسکیں۔

#### غذائی گروپ

م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں اہم غذائی اشیاء کی برآمدات اچھی رہیں۔ خاص طور پر چاول کی برآمدات میں مسلسل دو سال گرنے کے بعد پھر بحالی آئی۔ اس کی بڑی وجہ گزشتہ سیزن کے کھر دے چاول کا بچا ہوا ذخیرہ اور اس سال زیادہ بلند تر پیداوار کی پیش گوئیاں تھیں۔ جیسا کہ شکل 5.12 میں دکھایا گیا ہے، پہلی سہ ماہی میں برآمدات عموماً پست رہتی ہیں کیونکہ چاول کی بھرپور

شکل 5.12: غیر باستی چاول کی برآمدات ماسی رجحان



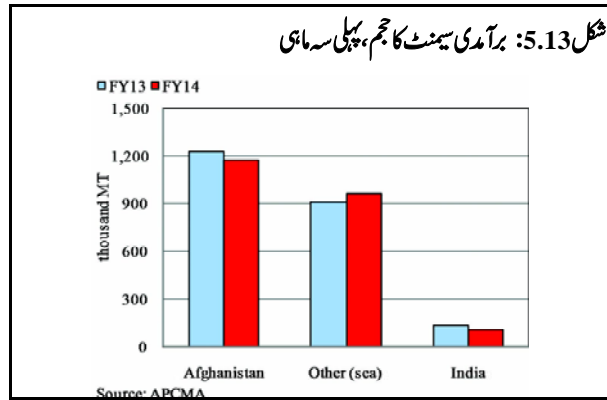
Source: State Bank of Pakistan

پیداوار اکتوبر اور اس کے بعد آتی ہے۔ تاہم اس سال پہلی سہ ماہی میں دستیاب ذخائر کی وجہ سے برآمدات بڑھ گئیں۔ علاوہ ازیں منقولی شواہد سے ظاہر ہے کہ کھر درے چاول کی پیداوار غالباً م س 14ء میں سیلاب سے پہلے کی سطح کی طرف لوٹ جائے گی۔ کھر درے چاول اگانے کے لیے بڑی ترغیبات میں پانی کی کم ضرورت، چین اور مشرق بعید میں بلند طلب اور برآمدی خریداری کی بنا پر ملکی نرخوں میں مستحکم اضافہ شامل ہے۔

### مچھلی

مچھلی کی برآمدات م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں گزشتہ سال کی نسبت 20.1 فیصد بڑھ گئیں۔ یہ اضافہ جو زیادہ تر منجمد، بغیر ہڈی اور جھینگوں کے زمروں میں سب سے زیادہ ہوا، بنیادی طور پر حکومت سندھ کے اس سال جولائی میں ماہی گیری پر عائد پابندی اٹھانے کا نتیجہ تھا۔<sup>22</sup> اس کے علاوہ بیت نام، تھائی لینڈ اور مشرق وسطیٰ سے بلند تر طلب سے بھی برآمدی نمو میں مدد ملی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے یورپی یونین نے پاکستان سے بحری غذائی درآمد پر پابندی لگائی ہے تب سے مقامی برآمد کنندگان مشرق وسطیٰ اور مشرقی ایشیا کی منافع بخش برآمدی منڈیوں میں قدم جمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مستقبل میں امید ہے کہ پاکستان کی برآمدات مزید بہتر ہوں گی کیونکہ یورپی یونین نے پاکستان سے بحری غذائی درآمد پر جو پابندی چھ سال پہلے عائد کی تھی اٹھالی ہے۔ تاہم مقامی برآمد کنندگان کو یہ منڈی اور دوسری محنت سے حاصل کردہ منڈیوں میں قدم جمائے رکھنے کے لیے اپنے معیار کے حوالے سے محتاط رہنا ہوگا۔ خاص طور پر پاکستان معیار کی بنیاد پر کویت اور سعودی عرب سے درآمدی آرڈرز مسترد اور پھر منسوخ کیے جانے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

### سیمنٹ



م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں سیمنٹ کی برآمدات مزید کمزور ہو گئیں جس کا بڑا سبب یہ تھا کہ بھارت میں نئی استعداد استعمال میں آنا شروع ہو گئی۔ مزید یہ کہ افغانستان کو پاکستان کی برآمدات مسائل کا شکار رہیں جس کی وجہ ملک میں ایرانی سیمنٹ کا مستحکم ہونا تھا۔ ان دو ملک کو چھوڑ کر م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیمنٹ کی برآمد میں 12 فیصد کی متاثر کن نمو دیکھی گئی (شکل 5.13)۔ علی الخصوص موزمبیق، جنوبی افریقہ، تنزانیہ، جبوتی، کینیا

اور عراق کو برآمدات میں م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خاصی بہتری آئی۔ بیشتر افریقی ممالک میں موجودہ طلب اور تعمیرات کے لیے رجائیت پسندانہ نقطہ نظر کی وجہ سے ایک معروف پاکستانی سیمنٹ ساز نے جمہوریہ کنگو کی پیداواری سہولتوں میں سرمایہ کاری کی ہے۔ علاوہ ازیں اس ادارے کی عراق میں سیمنٹ گرانڈنگ کی سہولت بھی متوقع طور پر جنوری 2014ء میں سرگرمیاں شروع کر دے گی۔ مزید برآں، تین مقامی سیمنٹ ساز سری لنکا میں سیمنٹ کی تیاری کے پونٹ قائم کرنے پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔

22 حکومت ہر سال جون اور جولائی میں مچھلی پکڑنے پر پابندی لگا دیتی ہے کیونکہ یہ ان کی نسل پروری کا موسم ہوتا ہے۔ تکنیکی لحاظ سے دیکھا جائے تو اس موسم کے دوران یہ پابندی اٹھانا درست نہ تھا۔ مچھلی کی برآمد م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اگرچہ بہتر ہوئی تاہم نسل پروری پر، اور اگلے سال دستیاب مچھلیوں پر اس کا منفی اثر پڑے گا۔

### مستقبل کے امکانات

تازہ ترین اعداد و شمار کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ برآمدات اور درآمدات دونوں میں کمی آئے گی۔ اکتوبر اور نومبر 2013ء دونوں کے دوران تجارتی خسارے میں سال بسال کمی ہوئی ہے جس کا بڑا سبب پیٹرولیم (خام اور مصنوعات دونوں) کی درآمد کا خاصا کم ہو جانا ہے۔ دوسری جانب برآمدات میں معتدل کمی خصوصاً ٹیکسٹائل، ہیفٹھا، چمڑے اور سیمنٹ کے شعبوں میں نمایاں ہے۔ جنوری 2014ء سے یورپی یونین میں پاکستان کی جی ایس پی پلس حیثیت مؤثر ہو گئی ہے اس لیے توقع ہے کہ برآمدات بحال ہوں گی کیونکہ اس کی وجہ سے پاکستان کو ٹیکسٹائل اور چمڑے کی اہم اشیاء یورپی یونین کو ڈیوٹی فری اور کونافری برآمد کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔<sup>23</sup> ہماری پیش گوئی ہے کہ س 14ء کے آخر تک تجارتی خسارہ 16.5 اور 17.8 ارب ڈالر کی حد میں رہے گا۔

<sup>23</sup> اس سہولت کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لیے پاکستانی برآمد کنندگان کو مصنوعات کی نئی نسل تشکیل دینی چاہیے (مثلاً ٹیکنیکل ٹیکسٹائل) اور مصنوعی ریشوں کا استعمال بڑھانا چاہیے تاکہ ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل مصنوعات تیار کی جائیں۔

## فہرست اصطلاحات (انگریزی حروف تہجی کے لحاظ سے)

broad money	زرویچ
circular debt	گردشی قرضہ
commodity finance	اجناسی مالکاری
consumer durables	پائیدار صارفی اشیاء
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
core inflation	قوزی گرانی
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
fast moving consumer goods	عارضی صارفی مصنوعات
financial account	مالی کھاتہ
fixed investment loans	معین سرمایہ کاری قرضے
food inflation	غذائی گرانی
Foreign Direct Investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیاء سازی
liquidity	سیالیت
monetary aggregates	زری مجموعے
monetary management	زری انتظام
money supply	رسد زر
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
net international reserves	خالص عالمی ذخائر
spread	تفاوت

## فہرست اصطلاحات (اردو حروف تہجی کے لحاظ سے)

commodity finance	اجناسی مالکاری
Foreign Direct Investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
consumer durables	پائیدار صارفی اشیا
spread	تفاوت
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
net international reserves	خالص عالمی ذخائر
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
money supply	رسد زر
broad money	زرویج
monetary management	زری انتظام
monetary aggregates	زری مجموعے
liquidity	سیالیت
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
fast moving consumer goods	عارضی صارفی مصنوعات
food inflation	غذائی گرانی
core inflation	قوزی گرانی
circular debt	گردشی قرضہ
financial account	مالی کھاتہ
fixed investment loans	معین سرمایہ کاری قرضے

## ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

(1) جی ڈی پی: اصل جی ڈی پی اعداد و شمار نہ ہونے کے باعث اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسب کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسب معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر با معنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

(2) گرانی: گرانی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط گرانی، (ii) سال بسال یا سالانہ گرانی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ گرانی۔ مدت کی اوسط گرانی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال گرانی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ گرانی سے مراد کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ گرانی کی ان تعریفوں کے لیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left( \frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left( \frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left( \frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں  $I_t$  سے مراد سال کے  $t^{th}$  (ویں) مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری: سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) حکومتی قرض گیری: بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض گیری: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ میز آوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹیڈ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ میز آوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پرشماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیپزٹنٹس (اور ڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود شماہی ایم ٹی بیز کی شماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض گیری: یہ قرض زیادہ تر شماہی، شماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی شماہی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری:

وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔



5) اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات: مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، سرکاری قرضہ، واپسی قرض، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):

وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے مجموعی بنیاد (accrual) پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) سرکاری قرضہ (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک):

اسٹیٹ بینک سرکاری قرضے کی شماریات ترتیب دینے میں آئی ایم ایف کے رہنما خطوط پر عمل کرتا ہے جن میں بیان کیا گیا ہے کہ ”سرکاری قرضے میں عمومی حکومت، زری مقتدرہ ادارے اور بینکاری اور دیگر شعبوں کے وہ ادارے شامل ہیں جو سرکاری کارپوریشن ہیں۔“<sup>1</sup> اس طرح اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار میں یہ اجزاء شامل ہوتے ہیں: (i) حکومتی ملکی قرضہ، (ii) حکومتی بیرونی قرضہ، (iii) آئی ایم ایف کے قرضے، اور (iv) بیرونی واجبات۔<sup>2</sup>

اگرچہ وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک دونوں ملکی سرکاری قرضے کی یکساں تعریف پر عمل کرتے ہیں تاہم وزارت خزانہ کے مرتب کردہ بیرونی قرضے کی کوریج اسٹیٹ بینک سے مختلف ہے۔ وزارت خزانہ قلیل مدتی قرض، فوجی قرض اور بیرونی واجبات کو بیرونی سرکاری قرضے میں شامل نہیں کرتی۔ چنانچہ دونوں اداروں کے مجموعی اعداد و شمار مختلف ہوتے ہیں۔

(ج) ملکی قرض پر سودی ادائیگیاں (اسٹیٹ بینک بمقابلہ وزارت خزانہ):

اسٹیٹ بینک مجموعی بنیاد پر (accrual) سودی ادائیگیوں کا حساب لگاتا ہے جبکہ وزارت خزانہ دوران سال ٹی بلز پر ادا کردہ اصل سود بتاتی ہے۔

(د) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ وزارت خزانہ):

توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور

1 ماخذ: آئی ایم ایف (2003ء)، ”بیرونی قرضے کی شماریات، رہنمائے مرتبین استعمال کنندگان“۔

2 تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ مفصل معلومات کی عدم دستیابی کے باعث اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار میں ایس ایز کا قرضہ شامل نہیں ہوتا۔

فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کو ترجیح کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)،<sup>3</sup> بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیڈنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

3 ناقابل واپسی سرمایہ کاری (non-repatriable investment) بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی وہ چھوٹی سرمایہ کاریاں شامل ہیں جو وہ ملک میں ایسی مشینری لانے کے سلسلے میں کرتے ہیں جو بیرون ملک خریدی گئی ہو اور خریداری ڈیوٹی فری شاپ سے کی گئی ہو۔